علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حل شدہ امتحانی پرچہ (گیس پیپر) کورس کوڈ : 9432

عمرانیات سطح : بی ایس چار سالہ پروگرام

سوال نمبر1۔ معاشرتی ادارہ کسے کہتے ہیں؟ بنیادی معاشرتی اداروں کی وضاحت کریں۔

جواب۔

پیدائش کے وقت بچہ گوشت کا ایک لوتھڑا سا لگتا ہے اس کی ضروریات محض دودھ ہے پیشاب و پاخانہ کرنے اور سونے تک محدود ہوتی ہیں اس کی یہ ضروریات اس کے والدین پوری کرتے ہیں والدین پر اس کی ان ضرویات کے انحصار سے اس کی معاشرتی تربیت کا عمل شروع ہوجاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے ماں اس کی ضروریات پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تربیت کرنا شروع کر دیتی ہے وہ بچہ کو بتاتی ہے کہ اس کو کھانا کیسے کھانا ہے؟ دودھ کیسے پینا ہے؟ ذرا بڑا ہوجائے تو اس کو باتیں کرن سکھاتی ہے ماں باپ کی قربت اور نزدیکی سے وہ اردگرد کے ماحول سے روشناس ہونا شروع ہوجاتا ہے جس طرح والدین اسے بعض کام کرنے اور بعض کام نہ کرنا سکھاتے ہیں وہ اسی طرح سیکھتا جاتا ہے گویا کہ اس طرح اہ اپنی معاشرتی روایات اور ثقافت کے مطابق اپنے آپکو ڈھالنا شروع کر دیتا ہے چونکہ اللہ تعالی نے اس کو دوسری چیزوں کے ساتھ سوچنے والا ایک ذہن بھی دیا ہے اور سیکھنے بولنے کی صلاحیت بھی دی ہے اس لئے معاشرے میں دوسروں کے ساتھ بول چال اور معاشرتی ماحول ملنے پر وہ اس گروہ کی ثقافت کو بنانا شروع کرتا ہے جس میں وہ پیدا ہوتا ہے اور شخصیت کی تشکیل کرتا ہے۔

تعریف: معاشرتی تربیت عمرانیات میں اس عمل کا نام ہے جس کی رو سے بچہ ثقافت کو اپناتا ہے اور ذات اور شخصیت کا مالک بنتا ہے یہ معاشرتی تربیت ہی ہے جس سے انسان کی ابتدائی فطرت کو معاشرتی فطرت میں ڈھالا جاتا اس مفہوم میں شخصیت کو تشکیل دینے کے طریق عمل کا نام ہے۔

معاشرتی تربیت کا کام: معاشرتی تربیت کا کام یہ ہے کہ فرد کو معاشرتی معمولات یا معاشرت توقعات کا پیروکار اور اطاعت شعار بنایا جائے تا کہ معاشرتی تقاضوں کے مطابق اس کی شخصیت ڈھل جائے آپ جانتے ہیں کہ ہرگروہ کی چند ایک اقدار ،طور طریقے اور توقعات ہوتی ہیں جس کی پیروی کرنے کی معاشرے کے ہرفرد سے توقع کی جاتی ہے لباس کے معاملے کو ہی لیجئے خواتین اور مردوں کے ہمارے ہاں الگ الگ لباس ہیں معاشرے میں رہتے ہوئے ہرفرد سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان ملبوسات کی پابندی کرے گا اس لئے کوئی بھی آدمی بغیر لباس کے ننگے بدن باہر پھرنے کی جرآت نہیں کرے گا اس طرح زندگی کے ہرمعمول کے لئے معاشرے کے مخصوص طور طریقے ہوتے ہیں جن کی پابندی کرنے کے لئے فرد کو تربیت دی جاتی ہے گر فرد ان سے انحراف کرے یا ان کی پیروی نہ کرے تو اس کے لئے مختلف نوعیت کی سزاؤں کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے معاشرے میں افراد سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ کسی کے مال کی چوری نہ کرے اور صرف اپنی محنت کی کمائی سے فائدہ اٹھائیں معاشرتی امن وسکون کے لئے معاشرے کی اس قدر کی اہمیت کو شروع سے بچے کے ذہن میں ڈالا جاتا ہے اگر وہ اس کی خلاف ورزی کرے تو اس کے لئے سزا کے مختلف طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے کے افراد کی اکثریت معاشرتی توقعات پر پورا اترتی ہے جس کی وجہ سے معاشرت امن اور سکون بحال رہتا ہے۔

ماہرین عمرانیات کی آراء: مشہور ماہرین عمرانیات آگبر ناور نمکاف کے نزدیک معاشرتی تربیت ایک ایسا عمل ہے جس سے فرد گروہی معمولات کی اطاعت پذیری سیکھتا ہے جیسا کہ آپ کو بتایا گیا ہے کہ ہر معاشرے میں ہر کام کے سلسلے میں متوقع کردار کے طور طریقے مقرر ہوتے ہیں جن کو عمرانیات میں گروہی معمولات کہا جاتا ہے معاشرتی تربیت کا کام یہ ہے کہ افراد کو گروہی معمولات کا اطاعت شعار بنایا جائے اور ان کی پیروی پر مجبور کیا جائے۔

معاشرتی تربیت کا عمل بچپن سے شروع ہوکر ساری عمر جاری ساری رہتا ہے دوسرے لفظوں میں پنگوڑے سے لے کر قبر تک فرد کا معاشرتی تقاضوں اور توقعات سے مطابقت پیدا کرنے کا نام معاشرتی تربیت ہے۔ فرد معاشرے میں رہتے ہوئے ساری عمر نئے افکار وخیالات سیکھتا اور اپناتا رہتا ہے مثال کے طور پر باپ بننا اور خاندان کی ذمہ داریاں سنبھالنا فرد کی بالغ عمر کی زندگی کا ایک حصہ ہے والدین بچوں کو تربیت دینے کا ذریعہ وواسطہ ہے بچے بڑے ہوکر والدین کا کردار اپنا کر پھر اس عمل کو دہراتے ہیں۔

معاشرتی تربیت: ۔معاشرتی تربیت عمرانیات میں اس عمل کا نام ہے جس کی رو سے بچہ ثقافت کو اپناتا ہے۔اور ذات اور شخصیت کا مالک بنتا ہے۔ یہ معاشرتی تربیت کو اپناتا ہے اور ذات اور شخصیت کا مالک بنتا ہے۔ یہ معاشرتی تربیت ہی ہے۔ جس سے انسان کی ابتدائی فطرت کو معاشرتی فطرت میں ڈھالا جاتا ہے۔

''یعنی شخصیت کو تشکیل دینے کے عمل کو معاشرتی تربیت کہا جاسکتا ہے''۔

معاشرتی تربیت کا ادارے: ۔معاشرتی تربیت کے ادارے دوقسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ ہیں جن کو ہم رسمی ادارے کہتے ہیں۔اور دوسرے وہ جو غیر رسمی ادارے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہیں۔یعنی کہ اگر معاشرتی تربیت چند مخصوص قواعد اور ضوابط کے تحت ہو تو ایسے ادارے رسمی کہلائیں گے۔اور ان کی تربیت شعوری قسم کی ہوگی۔جب کہ معاشرتی تربیت اگر بغیر کسی قاعدے اور ضابطے کے ہو تو ایسی تربیت لاشعوری کہلائے گی۔جو غیر رسمی ادارے سرانجام دیتے ہیں۔معاشرتی تربیت میں درج ذیل ادارے حصہ لیتے ہیں۔

خاندان:۔ خاندان معاشرتی تربیت کا سب سے اہم ادارہ ہے۔جس کا فرد پر سب سے گہرا اثر ہوتا ہے۔ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔والدین اور بہن بھائیوں کے ذریعہ بچہ اپنی ثقافت کے طریقے رشتہ داروں سے واقفیت، بڑوں کا ادب واحترام زبان کا سیکھنا، کام کرنے یا نہ کرنے کی ہدایت، مختلف ضروریات کی تسکین وغیرہ گھر کے ماحول سے ہی سیکھتا ہے۔یعنی بچے کی بنیادی شخصیت کی اساس اور اس عمارت کا سنگ بنیاد خاندان میں رکھا جاتا ہے۔خاندان کے گھریلو ماحول سے اسے معاشرتی توقعات کا علم ہوتا ہے۔اور ثقافتی روایات سے واقفیت ہوتی ہے۔

عمرانیات کے نقطہ نظر سے خاندان بنیادی گروہ کا حصہ ہوتا ہے۔جس میں تعلقات بہت قریبی اور گہرے ہوتے ہیں۔اس لئے انسان کی معاشرت فطرت کو ڈھانے میں یہ اہم کردار سرانجام دیتے ہیں۔جس میں تعلقات بہت قریبی اور گہرے ہوتے ہیں۔اس لئے انسان کی معاشرتی فطرت کو ڈھانے میں یہ اہم کردار سرانجام دیتے ہیں۔چونکہ خاندان ہماری نفسیاتی، جذباتی اور معاشی ومعاشرتی ضروریات پورا کرتا ہے۔اس لئے اس کے نقوش ذہن پر ان مٹ ہو جاتے ہیں۔ذات کا تصور اسی کا مرہون منت ہے۔معاشرتی ادوار،عقائد، خواہشات، رویہ جات کا علمبردار ہوتا ہے۔اور ان کا تعین خاندان ہی کی بدولت ہے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے اداروں کا شخصیت پر اثر ہوتا ہی نہیں۔مثلاً فرد کو معاشرتی روایات اور ثقافتی اقدار کا علم تو خاندان میں ہوتا ہے۔لیکن اس میں پختگی عمر کے ساتھ ساتھ دوسرے اداروں کے اثرات قبول کرنے سے کتراتی ہے۔سکول میں داخل ہونے کے بعد بچہ اپنے سکول کے ماحول سے بھی بہت کچھ سیکھتا ہے۔دنیا کے کسی بھی معاشرے کو لیں تو معاشرے میں خاندان کے اثرات دیگر سب اداروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

دوست،حلقہ احباب:۔ خاندان کے بعد بچے کی تربیت اس کے ساتھیوں اور دوستوں میں ہوتی ہے۔وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ان سے گپ شپ کرتا ہے۔دوستوں اور ساتھیوں کا گروہ صرف بچپن کے دور تک ہی نہیں بلکہ عمر کے ساتھ ساتھ ہمارے احباب اور ساتھیوں کا گروہ اور حلقہ ہر دور میں قائم رہتا ہے۔اگرچہ دوست وہ ساتھی بدلتے رہتے ہیں تاہم ان کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔ہر شخص خواہ عمر کے کسی حصہ میں ہو ملنے جلنے والے دوستوں کا ایک حلقہ ضرور رکھتا ہے۔یہی حلقہ ہمارے شخصیت ہمارے کردار، عادت اور اخلاق پر اثر انداز ہوتا ہے۔یہ ایک قسم کا حوالیاتی گروہ (Reference Gruop) کہلاتا ہے۔یعنی ایسا گروہ جس سے ہم ذہنی طور پر وابستہ اور متاثر ہوں۔دوستوں احباب کا اثر فرد کی شخصیت پر اس صورت پر اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔جب خاندان کا ماحول سخت گیر اور آمرانہ قسم کا ہو۔اس صورت میں بچہ معاشرتی توقعات ،روایات وغیرہ کی تعلیم اپنے ساتھیوں سے حاصل کرتا ہے۔جدید دور میں انتقال آبادی معاشرتی انتقال اور شہر بندی کے فروغ کی وجہ سے بھی ہم جنسی گروہ کی اہمیت زیادہ بڑھتی رہی ہے۔

پڑوسی یا ہمسائے: ایک فرد جہاں کہیں بھی رہتا ہے کوئی نہ کوئی ہمسایہ ہوتا ہے۔جن کے ساتھ رہنے اور قربت کی وجہ ہماری شخصیات کا متاثر ہونا لازمی ہے۔دیہات میں پڑوسی کا دائرہ وسیع اور زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔کیونکہ وہاں پر لوگ نہ صرف ذاتی طور پر واقف ہوتے ہیں۔بلکہ اس سے جذباتی طور پر بھی کسی حد تک وابستہ ہوتا ہے۔دیہات میں اب بھی بچے ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے ہیں۔کھیلتے کودتے ہیں۔اور اس ماحول سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔لیکن جدید دور میں شہریوں میں لوگ ایک دوسرے سے تعلق رکھنا ضروری نہیں سمجھتے اور وقت ،حالات اور مصروفیات کی وجہ سے ایک دوسرے سے ناواقف بھی ہوتے ہیں۔یہاں پڑوس سے تعلق داری بہت ہی کم ہوتی ہے۔لیکن پڑوسی بھی بچے کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مسجد سکول اور کالج: معاشرتی تربیت کے رسمی اداروں میں جہاں کے علم و ہنر باضابطہ طور پر چند قواعد وضوابط کی پابندی میں رہ کر سیکھتے ہیں۔مسجد، سکول اور کالج بہت اہم ہیں۔پاکستان میں اکثر گھرانوں میں بچے اپنی تعلیم کا آغاز مسجدوں سے کرتے ہیں۔پھر سکول بھی جاتے ہیں۔مسجد میں بچے کو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔اور اس میں اسلامی اصولوں کی اطاعت و پیروی کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔اسکول اور کالج میں جا کر بچہ بہت کچھ سیکھتا ہے۔اسکول اور کالج معاشرے کی ضروریات کے مطابق نئی پود تیار کر کے عمل میدان میں بھیجتے ہیں۔جہاں وہ معاشرتی تقاضوں اور معاملات کو چلانے کے لئے مختلف فرائض منصبی سرانجام دیتے ہیں۔سکول اور کالج میں استاد بچے کے لئے عملی نمونہ ہوتے ہیں۔اس کی تربیت میں استاد کا اچھا رویہ بھی اثر رکھتا ہے۔اچھے استاد کے زیر نگرانی اس کی سوچ اور آگے بڑھنے والی ہوگی۔اور استاد کے سخت رویہ سے اس کے ادوار کا شوق آہستہ آہستہ ختم ہوتا جاتا ہے۔اور معاشرے کے لئے کوئی خاص فائدہ نہیں دیتا۔یعنی سکول کالج کا ماحول انسان کی تعلیم کی شہری چھاپ ہوتا ہے۔

ابلاغ عامہ کے ذرائع: اخبارات رسائل و جرائد کتب، ریڈیو، سینما، ٹیلی ویژن وغیرہ شامل ہیں۔ان کی بدولت آج ساری دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے۔ان کے ذریعے ہمیں دوسروں کی ثقافتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔آج کے دور میں ابلاغ عامہ کے ذرائع فرد پر ہر طرف سے حملہ آور ہیں۔جوان کو متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔ہمارے بہت سے رویہ جات ہیں۔ان کا اثر ہوتا ہے۔نوجوانوں پر ذرائع ابلاغ کے اثرات بالغ عمر میں اور بوڑھے لوگوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔اس لئے معاشرتی تربیت پر ان کے دور رس نتائج دیکھنے میں آتے ہیں۔

مناسب معاشرتی تربیت نہ ہونے کی صورت میں انسان کی شخصیت:۔ خاندان سب سے پہلا اور اہم ادارہ ہوتا ہے۔انسان کی شخصیت کی ابتدا خاندان سے ہی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے ،ماسٹرز کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹ مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

ہوتی ہے۔اگر خاندان سے ہی بچے کی تربیت صحیح طریقے سے نہ ہو مثلاً والدین کے اس کے جھگڑے، سخت رویے وغیرہ سے بچے کی شخصیت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔وہ معاشرے کے لئے مکمل طور پر ایک قابل سود مند شخصیت بن کر نہیں ابھرتا۔اس لئے بچے کی شخصیت پر خاندان کے مثبت اثرات کا ہونا ہی اسے معاشرے میں صحیح مقام دے سکتا ہے۔خاندان کے بعد اس کے دوستوں اور احبابوں کا گروہ آجاتا ہے۔ایک ضرب المثل ہے کہ ''خربوزہ رنگ پکڑتا ہے''۔یعنی جس طرح کا ماحول ہو گا اسی طرح کی شخصیت انسان کی نمودار ہو گی۔اگر اس کے دوست احباب منفی سوچ، لڑائی جھگڑے، چوری، جھوٹ جیسی منفی عادات ہوں گی۔تو بچے پر بھی اس کا اثر غلط ہو گا۔وہ اس ماحول سے متاثر ہو کر منشیات کا بھی عادی ہو سکتا ہے۔یا وہ جرائم پیشہ افراد میں بھی شامل ہو سکتا ہے۔یا وہ جرائم پیشہ افراد میں بھی شامل ہو سکتا ہے۔اس لئے سنگتی گروہ بھی بچے کی شخصیت بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔مسجد، سکول، کالج اساتذہ، ذرائع ابلاغ وغیرہ بھی بچے کی شخصیت اور زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔مسجد میں بچہ مذہبی تعلیم کے علاوہ معاشرتی میل جول اور واقفیت حاصل کرتا ہے۔اور استاد یعنی مولوی صاحب کے رویئے سے بھی اس کی شخصیت بنتی ہے۔اگر مولوی صاحب اسے دل چسپی اور پیار و محبت اور نبی اکرم ﷺ کے طریقے سے پڑھائیں گے۔تو بچے کا مذہب کی طرف زیادہ رجحان ہو گا۔اگر مولوی صاحب کا سخت گیر رویہ ہو گا۔تو وہ مذہب سے دور ہوتا جائے گا۔اسی طرح استاد کا رویہ بھی شخصیت کو متاثر کرتا ہے۔ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھی اسے اچھی بری معلومات سے شخصیت بنانے میں مدد ملتی ہے۔

سوال نمبر2۔ متغیرہ کسے کہتے ہیں؟ مسلسل اور غیر مسلسل متغیرہ کی وضاحت کریں۔

جواب

(متغیرہ) مفہوم اور تعریف

بسا اوقات ہمارا واسطہ ایسی مقداروں سے پڑتا ہے جو جگہ اور وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔مثلاً انسانی اقدار ہر معاشرے میں مختلف ہیں اور کسی ایک معاشرے میں بھی انسانی قدار وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ایسی تمام بدلنے والی اشیاء یا اقدار کو ہم متغیرات کہتے ہیں۔لہذا متغیرے سے مراد ایسی مقداریں ہیں جو بدلتی رہتی ہیں۔ان کی قدر متعین نہیں ہوتی۔متغیرہ مقداریں لامحدود قیمتیں اپناتی ہیں۔ماہرین نے متغیرے کی تعریف یوں کی ہے'' کوئی متغیرہ ایسی مرکزی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے جو کسی ایک تجربے کے دوران کئی مختلف قیمتیں یا کئی قابل قبول قیمتوں کا ایک سیٹ اختیار کر سکتا ہے۔

مثلاً درجہ حرارت ایک متغیرہ مقدار ہے کیوں کہ دن کے مختلف اوقات میں یہ بدلتا رہتا ہے۔صبح کے وقت میں درجہ حرارت اور ہوتا ہے۔دوپہر کو درجہ حرارت صبح کے درجہ حرارت سے مختلف ہوتا ہے اور شام کو بھی اسی طرح مختلف ہوتا ہے۔موٹر کار کی رفتار بھی ایک متغیرہ مقدار ہے جو کہ بدلتی رہتی ہے۔تمام وقت موٹر کار کی رفتار یکساں نہیں رہتی جو مقداریں تبدیل نہ ہوں بلکہ ایک ہی قدر رکھیں ان میں تغیرہ تبدیل نہ ہوا نہیں مستقل مقدار کہتے ہیں۔متغیرہ مقداروں کو ظاہر کرنے کے لیے رمزی علامات کے لیے ہندسوں کی بجائے عموماً انگریزی حروف ابجد کے آخری حروف استعمال کئے جاتے ہیں جس طرح دیگر علوم سائنس میں متغیرات کا استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح عمرانیات میں بھی مغیرات کا استعمال عام ہے۔متغیر مقدار کی سب سے بری خوبی یہ ہے کہ یہ اپنی قدریں برقرار نہیں رکھتی بلکہ اس کی قدریں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔متغیرہ مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک شکل اختیار کر سکتا ہے۔

متغیرہ مسلسل

ایسا متغیرہ جو اپنے سلسلہ حدود کے اندر موجود ہر قیمت اختیار کرے اسے متغیرات مسلسل کہتے ہیں۔اس کا سلسلہ حدود تمام حقیقی اعداد یا دو اعداد کے درمیان پھیلے ہوئے فاصلہ تک ہو سکتا ہے مثلاً ریل گاڑی کی رفتار صفر سے شروع ہوتی ہے اور چالیس یا پچاس تک پہنچتی ہے اور گاڑی اس سلسلہ حدود کے درمیان کسی ایک رفتار کو چھوڑے بغیر نہیں گزرے گی پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی متغیرہ اپنے سلسلہ حدود کے اندر مسلسل تبدیل ہوا اور کسی بھی اکائی کو چھوڑ کر نہ گزرے تو اسے مسلسل متغیرہ کہیں گے

منفصل متغیرہ

اسے متغیرہ غیر مسلسل بھی کہتے ہیں یہ متغیرہ مسلسل کے بالکل برعکس ہوتا ہے یعنی جب کوئی متغیرہ اپنے سلسلہ حدود کے اندر موجود تمام قیمتیں اختیار نہ کرے بلکہ ان کے درمیان خلاء پیدا کرے تو ایسے متغیرے کو ہم منفصل متغیرہ کہیں گے۔مثلاً اگر گندم کی قیمت آج چالیس پیسہ کر کے نہیں بڑھتی بلکہ چالیس روپے سے چھلانگ لگا کر پیالیس کے درمیان آنے والی تمام قیمتوں کو چھوڑ دیا اس لیے ہم اسے منفصل متغیرہ کہیں گے۔

معیاری متغیرہ

ایسا متغیرہ جو کسی کیفیت یا وصف کے اظہار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے معیاری متغیرہ کہلاتا ہے۔یہ ایسی اقدار کی نشاندھی کرتا ہے۔جو کہ عام ناپ تول کے پیمانوں پر جانچی نہیں جا سکتی۔مثلاً بدی، اچھائی، ذہانت، مذہب، خلوص، محبت وغیرہ وغیرہ

مقداری متغیرہ

ایسا متغیرہ جس میں ہم اقدار یا اشیاء کو عام ناپ تول کے اصول پر پرکھ سکتے ہیں اور جس کی مقدار تبدیل ہوتی رہتی ہے مثلاً وزن، حجم، درجہ حرارت ان پڑھ لوگوں کی تعداد وغیرہ وغیرہ۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تکمیل متغیرہ

وہ مقداریں جو کسی چیز یا قدر کی گنتی ہے اور پورے اعداد کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً کسی یونیورسٹی میں ایک سال کے دوران طلباء کی تعداد یا طلبہ میں لڑکیوں کی تعداد، ایک فارم پر مزارعوں کی تعداد یا مزارعوں کی آمدنی وغیرہ وغیرہ۔

فعال متغیرہ

کسی بھی سائنسی تجربہ میں جب کسی ایک چیز کا اثر دوسری چیز پر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہم اپنی طرف سے وہ چیز یا قدر اس تجربہ میں داخل کرتے ہیں یہ قدر یا چیز فعال متغیرہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ہم کسی سائنسی تجربہ میں کھاد کا اثر پیداوار پر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کھاد کی مختلف مقداریں بالحاظ وزن مختلف پلاٹوں میں ڈالتے ہیں اور پھر جو پیداوار حاصل ہوتی ہے اس کا تعلق کھاد سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تجربہ میں دوسرے تمام عوامل کو مستقل رکھا جاتا ہے۔ اس تجربہ میں کھاد ہمارا ایک فعال ہے۔

متغیروں کی اقسام

متغیروں کی عام طور پر مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

آزاد متغیرہ　　　تابع متغیرہ　　　مداخلہ متغیرہ

آزاد اور تابع متغیرہ

جب دو متغیرات آپس میں اس طرح منسلک ہوں کہ ایک کا انحصار دوسرے پر ہو۔ تو علم ریاضی میں عام طور پر اس رشتہ کو تفاعلی رشتہ اور نام دیا جاتا ہے۔ فرض کریں X اور y دو متغیرات ہیں ان میں سے ایک متغیرہ y کا انحصار دوسرے متغیرہ یعنی x پر ہے۔ اس لیے جب بھی x میں تبدیلی آئے گی اس کے ساتھ y میں بھی تبدیلی ضرور آئے گی۔ اگر کسی تجربہ یا بحث میں کسی ایک متغیرے کی قیمت یا قدر فرض کر لی جائے تو اسے آزاد یا خود مختار متغیرہ کہتے ہیں۔ اور دوسرا متغیرہ جس کا انحصار خود مختار متغیرے پر ہوتا ہے۔ تابع متغیرہ کہلاتا ہے علم عمرانیات میں عام طور پر دو متغیرات کے دوران تحقیق کے ذریعے رشتہ معلوم کیا جاتا اور انہیں مفروضے کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ اس باہمی تعلق میں ایک تابع اور ایک آزاد متغیرہ ہوتا ہے۔ جو ایک رشتے میں بندھے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمارا ایک مفروضہ اس طرح ہے کہ جوں جوں بلندی پر جائیں سردی بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں بلندی ایک آزاد اور سردی ایک تابع متغیرہ ہے۔ یا جیسے ہم کہتے ہیں کہ والدین کی نفرت بچے کو باغیانہ بنا دیتی ہے۔ تو اس مفروضہ میں والدین کی نفرت آزاد متغیرہ ہے اور بچے کا کردار ایک تابع متغیرہ ہے۔ جس کا انحصار آزاد متغیرہ پر ہے۔ ہم اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آزاد متغیرہ سبب ہوتا ہے۔ اور تابع متغیرہ اس کا نتیجہ یا واقع ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ دو متغیروں کے درمیان سبب اور واقع کا تعلق ہو۔ ان میں سے کوئی بھی ایک سبب یا واقعہ ہو سکتا ہے۔ اور ایسے رشتے کو ہم الٹ جانے والا رشتہ کہتے ہیں۔

مداخلہ متغیرہ

کوئی بھی متغیرہ جو کہ آزاد اور تابع متغیرہ کے درمیان میں حائل ہوتا ہے اور انہیں جوڑنے کے کام آتا ہے وہ مداخلہ متغیرہ کہلاتا ہے۔ ذات کی وجہ سے دشمنی کسانوں کو باہمی تعاون نہیں کرنے دیتی اس میں ذات آزاد متغیرہ ہے باہمی تعاون تابع متغیرہ ہے اور دشمنی مداخلہ متغیرہ ہے۔ اسی طرح اگر ہم کہیں کہ محنتی طلبہ سے سماجی تفاعل جتنا زیادہ ہوگا اتنے ہی نمبر زیادہ ہوں گے۔ اس مفروضے میں محنتی طلبہ آزاد متغیرہ ہے زیادہ نمبر تابع متغیرہ ہے اور سماجی تفاعل مداخلہ متغیرہ ہے۔

مظہار یا اشاریہ

جب بھی ہم انسانی کردار کی بات کرتے ہیں تو دراصل ہم مظہار کی بات کرتے ہیں۔ اور اگر ہم کسی انسانی کردار کو ناپ رہے ہوتے ہیں تو حقیقت میں ہم اس کے مظہار کو ناپ رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی متغیرے کے اظہار کے لیے جو نشانیاں استعمال کی جاتی ہیں انہیں مظہار کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی لڑکا بار بار کسی دوسرے لڑکے سے بلاوجہ ٹکراتا ہے تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کی آپس میں نہیں ہے یا ان کے درمیان دشمنی ہے لہذا بار بار ٹکرانا ان کی دشمنی کا مظہر ہے۔ کسی بھی متغیرے کیلیے ایک یا کئی مظہار ہو سکتے ہیں۔ جس پیمانے کی مدد سے مظہار کرنا پا جا سکتا ہے۔ وہ اشاریہ کہلاتا ہے مثلاً تعلیم قابلیت کے لیے مندرجہ ذیل اشاریہ استعمال کی جا سکتا ہے۔

تعلیم

ناخواندہ　　　پرائمری

مڈل　　　میٹرک

انٹرمیڈیٹ　　　گریجویشن ماسٹر ڈگری یا اس سے زیادہ

اہم نکات

1۔ تمام بدلنے والی اشیاء یا اقدار کو ہم متغیرات کہتے ہیں یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں متغیرے سے مراد ایسی مقداریں جو بدلتی رہتی ہیں۔ ان کی قدر متعین نہیں ہوتی

2۔ کوئی متغیرہ ایسی مرکزی علامات سے ظاہر کیا جاتا ہے جو کسی ایک بحث کے دوران کئی مختلف قیمتیں یا کئی قابل قبول قیمتوں کا ایک سیٹ اختیار کر سکتا ہے۔

03345504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی الف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی، اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

3۔ متغیرہ مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک شکل اختیار کر سکتا ہے۔

متغیرہ مسلسل منفصل متغیرہ مقداری متغیرہ تکمیلی متغیرہ فعلی متغیرہ تفویض متغیرہ

4۔ متغیرہ کی عموماً مندرجہ ذیل اقسام ہوتی ہے۔

آزاد متغیرہ تابع متغیرہ مداخلہ متغیرہ

5۔ کسی متغیرہ کے اظہار کے لیے جو نشانیاں استعمال کی جاتی ہیں انہیں مظہار کہتے ہیں۔

6۔ جس پیمانے کی مدد سے مظہار کو ناپا جا سکتا ہے وہ اشاریہ کہلاتا ہے۔

سوال نمبر3۔ ثقافتی تصورات سے کیا مراد ہے؟ ان تصورات کا روزمرہ زندگی سے کیا تعلق ہے؟

جواب:

ثقافتی تصورات:

ثقافت انگریزی لفظ Culture کا اردو ترجمہ ہے یہ ہماری روزمرہ زندگی میں عام استعمال ہونے والے الفاظ میں سے ہے عام طور پر ثقافت ہمارے ذہنوں میں روایات اور روزمرہ زندگی کے روایتی طریقہ کار آتے ہیں جبکہ لفظ ثقافت ایک بہت جامع اور وسیع اصطلاح ہے گائے کچھ معاشروں میں ایک کھانے اور دودھ دینے والے جانور ہے جبکہ انڈین ثقافت میں ایک متبرک اور پاک چیز ہے کہیں خواتین مکمل پردے کے بغیر گھر سے نہیں نکل سکتیں اور کہیں ان کو مکمل آزادی ہے یہ سب ہماری Social Practice کے نمونے اور یہی سب ملا کر ہمارا کلچر اور ثقافت بنتے ہیں۔

ثقافتی تصورات کا روزمرہ زندگی سے تعلق: ذیل میں چند اہم ثقافتی تصورات کی تعریف اور مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔

ا۔ ثقافتی خاصہ:

کسی بھی معاشرے کی ثقافت کی سب سے چھوٹی اکائی کو کہتے ہیں آسان الفاظ میں کسی ثقافت کی کوئی سب سے چھوٹی چیز یا رویہ جو خود مختیار ہو اور اس کو مزید تقسیم نہ کیا جا سکے اس کا ثقافتی خاصہ کہلاتی ہے یہ ثقافتی خاصہ مادی ہو سکتا ہے اور غیر مادی بھی پاکستانی ثقافت میں موجود مادی ثقافتی خاصے کے مثال دوپٹہ، شلوار، پگڑی وغیرہ شامل ہیں اسی طرح غیر مادی ثقافتی خاصوں کی مثال گلے ملنا، شادی کے موقع پر دلہن کو تحفے دینا، ہماری زبان کا کوئی لفظ وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ ثقافتی مرکب: جب بہت سے ثقافتی خاصے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں تو تب انہیں ثقافتی مرکب کہا جاتا ہے ثقافت خاصہ خود کسی اہمیت کا حامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دوسرے خاصوں کے ساتھ ربط یا تعلق نہ ہو ثقافتی مرکب کی مثالوں میں شادی، نماز، لباس وغیرہ شامل ہیں اب ہم غور کریں تو ایک شادی میں بہت ساری رسموں کی صورت میں ثقافتی خاصے نظر آئیں گے اسی طرح نماز کے لیے وضو کرنا، رکوع وسجود وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ ثقافتی اسلوب: کسی ثقافت کی اکائیوں کے درمیان باہمی تعلق کو ثقافتی اسلوب کہتے ہیں یہ اکائیوں کے درمیان ایسا رشتہ ہوتا ہے کہ جس سے کسی ثقافت کی غالب اور نمایاں خصوصیات نظر آتی ہوں مثلاً پاکستان میں شادی کے سلسلے میں منگنی، مہندی، نکاح، جہیز، ولیمہ سب شادی کے اسلوب ہیں۔

۴۔ ثقافت پذیری: جب ایسے دو گروہ یا افراد آپس میں ملیں جن کی ثقافت مختلف ہو تو چند چیزیں ایسی ہوں گی جو وہ ایک دوسرے سے سیکھیں گے لیکن ان کے باوجود ان میں ان کی اپنی ثقافت کی پہچان باقی رہے اس عمل کو ثقافت پذیری کہتے ہیں پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس کے مختلف صوبوں کے لوگوں کی اپنی ثقافت ہے اگرچہ پٹھان کچھ چیزیں سندھی، بلوچی اور پنجابی تہذیبوں سے سیکھتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی اپنی الگ الگ شناخت بھی ہے یعنی ان کو دیکھنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس ذیلی ثقافت سے تعلق رکھتے ہیں۔

۵۔ ثقافتی مماثلت

: ثقافتی مماثلت ایسا معاشرتی عمل ہے جس سے مختلف ثقافت رکھنے والے دو یا زائد افراد یا گروہ دو مختلف تہذیبوں کو قبول کر لیں اور ایک دوسرے کے طور پر عمل کریں یہاں تک کہ ان میں مختلف ثقافتوں کی پہچان باقی نہ رہے۔ امریکہ ثقافتی مماثلت کی بہترین مثال ہے اس میں اس کے اصل باشندوں کی تعداد بہت کم ہے وہاں زیادہ تر آبادکار جرمنی اور کئی دوسرے ممالک میں آئے ہوئے ہیں ان سب آبادکاروں کی ثقافت الگ الگ تھی لیکن اب ان میں اس مخصوص ثقافت کے آثار نظر نہیں آتے بلکہ ان سب نے مل کر ایک نئی ثقافت کو جنم دیا ہے جو ان کی موجودہ ثقافت ہے۔

٦۔ ثقافتی تغیر: انسام میں فطری طور پر تجسس کا مادہ ہے جس کی وجہ سے وہ تبدیلی کا خواہاں رہتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ ان کے منصب اور کار منصب میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے یہ تبدیلی معاشرتی اداروں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے کیوں کہ معاشرے میں تمام معاشرتی ادارے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اگر

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ایک ادارے میں تبدیلی آتی ہے تو اس کا اثر دوسرے ادارے پر بھی پڑتا ہے اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی اداروں میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں عمرانیات کی زبان میں ان تبدیلیوں کے لیے معاشرتی تبدیلی یا معاشرتی تغیر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

۷۔ ثقافتی خلا:

موجودہ دور میں سائنسی ترقی کی وجہ سے تیزی سے آنے والی تبدیلیوں نے بڑی حد تک معاشرتی مطابقت کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ معاشرتی مطابقت کا مسئلہ دو طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو انسان اس تبدیلی کے ساتھ مطابقت پیدا نہیں کر سکتا دوسرا ثقافت کے مختلف حصے ایک دوسرے سے مطابقت نہیں کر پاتے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ ثقافت کے مختلف حصے ایک رفتار سے تبدیل نہیں ہوتے بعض حصے بڑی تیزی سے ترقی کر جاتے ہیں اور وہ یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ثقافت سے تعلق رکھنے والے باقی ادارے اور حصے بھی اسی رفتار سے ترقی کریں اور تبدیلی کو قبول کریں مثلاً صنعت اور تعلیم کے شعبوں کو لیں اگر کسی ملک میں صنعت ترقی کر جاتی ہے تو وہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ تعلیمی میدان میں بھی ترقی ہو تا کہ مجموعی طور پر تبدیلی کو قبول کرتے ہوئے ترقی کی جائے۔

۸۔ ذیلی ثقافت:

جیسے جیسے کسی معاشرے کا سائز بڑا ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے اس کی پیچیدگی میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس میں ایسے گروہ پائے جاتے ہیں کہ جن کا طرز زندگی، عقائد خیالات کسی نہ کسی حوالے سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی اختلاف ان گروہوں کی ایسی ایک الگ شناخت کا باعث بھی بنتا ہے کسی بڑے معاشرے میں موجود انہی مختلف ثقافتی خصوصیات رکھنے والے گروہوں کی ثقافت کو ذیلی ثقافت کہتے ہیں یہ ذیلی ثقافتیں اپنی اپنی خصوصیات کو برقرار رکھے ہوئے بڑی ثقافت کا حصہ ہوتی ہیں جیسے پاکستان کی قومی ثقافت میں پنجابی، سندھی، سرائیکی، بلوچ، پٹھان اور کشمیری وغیرہ کا ذیلی ثقافتیں موجود ہیں۔

سوال نمبر 4۔ معاشرتی منصوبہ بندی سماجی ترقی کے لیے کیا کردار ادا کرتی ہے؟

جواب:

معاشرتی منصوبہ بندی کس طرح کی جاتی ہے: ہر ادارے کی پالیسی اس کے مقاصد، پروگرام فلسفہ اور اصولوں کو وضاحتی بیان ہوتا ہے۔ ادارے کی پالیسی اس کا بورڈ سٹاف سے مشورے کے بعد مرتب کرتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی منصوبہ بندی کے لیے بھی پالیسی مرتب کرتے وقت مندرجہ ذیل اقدامات لازمی ہوتے ہیں۔

پالیسی مرتب کرنے کے اقدام:

(الف) سب سے پہلے پالیسی کی ضروریات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(ب) اگر پالیسی بنانے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو ادارہ کا بورڈ پالیسی مرتب کرنے کے لیے اسے ایک کمیٹی کے حوالے کرتا ہے۔

(ج) بورڈ پالیسی کے خاکے پر غور کرتا ہے۔

(د) پالیسی بناتے وقت جماعت کی ضروریات اور وسائل کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

(ر) موثر پالیسی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ یہ کام ایک ایسی کمیٹی کے حوالے ہو، جو ادارے کے مقاصد اور پروگراموں سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ عملی تجربہ رکھتی ہو، یہ افراد ماہر منصوبہ بندی ہوں۔ مندرجہ بالا اصولوں کی روشنی میں مندرجہ ذیل کا ہونا ضروری ہے۔

عملے کی تقرری: موثر منصوبہ بندی کے لیے تربیت یافتہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس عملے کی تقرری کرتے وقت تعلیمی معیار کے علاوہ تربیت اور رویے کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس عملے کا انتخاب زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ہر ادارے کی اپنی ایک پالیسی ہوتی ہے اور اس کی روشنی میں سٹاف کی تقرری کرنی چاہئے۔ اس کے لیے ایک مینول رکھا جاتا ہے۔ جس میں تقرری کے بنیادی اصول اور طریقے، سٹاف کی تعداد اور نوعیت، ان کی اہلیت، ذمہ داریاں، اوقات کار مراحات سب شامل ہوتے ہیں۔ مینول میں تمام وہ اہم باتیں درج ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سربراہ رہنمائی کے اصول بیان کرے۔ سربراہ اس لحاظ سے تقرری کی پالیسی کے مطابق عملے کی تقرری کرتا ہے۔ ہر پوزیشن کے لحاظ سے تعلیم و تربیت اور تجربے کا تعین کیا جاتا ہے اور اس طرح تمام آسامیاں پر کی جاتی ہیں۔

آسامیوں کو پر کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اخبار میں اشتہار دے کر درخواستیں وصول کی جاتی ہیں۔ کچھ اسامیاں ادارے کے کارکنوں کو ترقیاں دے کر بھی پر کی جاتی ہیں۔ اس میں گزشتہ کارکردگی اور موجود صلاحیتوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ عام طور پر کم عمر کے لوگوں کو اہمیت نہیں ملتی۔ سماجی بہبود کی تربیت رکھنے والوں کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔ انٹرویو کے لیے منتخب ایک بورڈ مقرر کیا جاتا ہے جو عام طور پر ادارے کے صدر، سیکرٹری یا سربراہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ منتخب امیدواروں کے چال چلن کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ادارے میں شریک ہونے سے پہلے اس کا طبعی معائنہ بے حد ضروری ہے۔ اگر امیدوار اہل ہوتا ہے تو اس سے پالیسی کی شرائط کی روشنی میں عہد نامہ لکھوایا جاتا ہے۔ اور اس طرح امیدوار کا انتخاب ہو جاتا ہے۔

عملے کی تربیت: جب کسی بھی فرد کی تقرری کی جاتی ہے۔ تو ادارے کا سربراہ یا کوئی دوسرا پرانا ممبر اس کو ادارے کے تمام پہلوؤں سے متعارف کراتا ہے۔ اور اس

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کے پروگرام سے آگاہ کرتا ہے۔تاکہ وہ تھوڑے ہی وقت میں اپنی ذمہ داری سے واقف ہو جائے۔اس کے ساتھ کہ بھی ہوتا ہے کہ یہ ادارہ نئے آنے والے کے لیے کانفرنس،مباحثہ اور سٹاف میٹنگ بلانے کا بندوبست بھی کرتا۔تاکہ مقاصد اور پروگرام سے واقف کرایا جائے اور اسی طرح نئے لوگ پرانے سٹاف سے بہت سیکھتے ہیں۔اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً تربیتی کورسز کا بندوبست کیا جاتا ہے۔اگر تربیت یافتہ عملے کی کمی ہوتی ہے۔تو معقول افراد کو منتخب کر کے ادارہ ان کی تربیت کا انتظام کرتا ہے۔

ملازمت کی شرائط: تقرری کی پالیسی میں ہر افراد کو لازمی تعلیم و تربیت، تجربہ،عمر۔فرائض، تعطیل، تنخواہ، پروموشن کا وقفہ، استعفیٰ، ریٹائرمنٹ، پنشن، سزا اور درخواست کرنے کے طریقے اور شرائط کو واضح کیا جاتا ہے۔

معاشرتی منصوبہ بندی کا ترقی میں کردار:

معاشرتی منصوبہ بندی کے اصول: منصوبہ بندی ایک مسلسل عمل ہے اس لئے معاشرتی منصوبہ بندی کرتے وقت مندرجہ ذیل اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

1۔ منصوبہ بندی کرتے وقت متغیر مقاصد کے ساتھ ساتھ معاشرے کے حالات اور رسم و رواج کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

2۔ منصوبہ بندی کرتے وقت وسائل کا صحیح تخمینہ لگایا جائے۔

3۔ اچھی منصوبہ بندی کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح اور سائنٹیفک ہو۔

4۔ منصوبہ بندی ہر سطح پر ہونی چاہئے۔صرف اونچی سطح پر ہونا کافی نہیں۔

5۔ منصوبہ بندی کرتے وقت ضروریات زندگی میں بنیادی ضروریات کو اولیت دی جائے۔

6۔ منصوبہ بندی کی بنیاد خیالات اور قیاس آرائیوں کی بجائے تحقیق اور حقائق پر رکھی جائے۔

7۔ معاشرہ دیگر بے جان اشیاء کی طرح جامد و ساکن نہیں ہے بلکہ تغیر پذیر ہے۔علاوہ ازیں لوگ اپنے ماحول میں تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں اس لیے منصوبہ بندی میں لچک ہونی چاہیے۔تاکہ بوقت ضرورت تھوڑی تبدیلی کی جا سکے۔

8۔ منصوبہ بندی کرتے وقت لوگوں کی تعداد اور ذرائع وسائل کا صحیح اندازہ لگایا جائے۔

9۔ منصوبہ بندی کا طریقہ سادہ اور عام فہم ہونا چاہئے۔

10۔ منصوبہ بندی کے لیے جائزہ شرط ہونی چاہئے۔

معاشرتی منصوبہ بندی کے وظائف: معاشرتی منصوبہ بندی کے مندرجہ ذیل اہم وظائف بیان کئے جاتے ہیں۔

حقائق کو جمع کرنا: ہر ادارہ اپنے مقاصد کو مدنظر رکھ کر اپنا پروگرام مرتب کرتا ہے۔پروگرام مرتب کرنے سے پہلے تمام ضروری معلومات جمع کی جاتی ہیں یہ معلومات مختلف طریقوں سے حاصل کی جاتی ہیں مثلاً تحقیق کے ذریعے۔جماعت کی معاشرتی، معاشی اور مذہبی اعتبار کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔جس کی روشنی میں خدمات فراہم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جاتے ہیں۔

مسائل کا تجزیہ کرنا اور ضروریات کا تعین کرنا: ہر ادارہ مسائل کا تجزیہ کر کے ضروریات کا تعین کرتا ہے اور اسی لحاظ سے خدمات مہیا کی جاتی ہیں اور ان کے پروگراموں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

مناسب حل کی تلاش: ہر ادارہ جماعت کی ضروریات کا تعین کرنے کے بعد جماعت کے وسائل کی روشنی میں مناسب حل کے لیے مشورہ دیتا ہے۔

منصوبہ بندی میں مسائل کا تعین کرنا: ہر ادارہ اپنے مقاصد اور جماعت کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ایک منصوبہ بناتا ہے۔مختلف پروگراموں کے اخراجات کا جائزہ لیتا ہے اور کاموں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک واضح پالیسی مرتب کرتا ہے۔

ادارے کی تنظیم: منصوبہ بنانے کے بعد اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے ایک تنظیمی ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے۔کارکنوں میں مختلف کام تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اور ہر شخص کو اس کے فرائض سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔

سٹاف کی تقرری: اسے بھی منصوبہ بندی کے اہم وظائف میں تسلیم کرنا چاہیے۔اس کے لیے ایک شعبہ قائم کیا جاتا ہے۔جو ملازمین کی تقرری کے لیے پالیسی مرتب کرتا ہے۔ان کی ترتیب ترقی، چھٹیوں، ریٹائرمنٹ برخاستگی کے اصولوں کو مرتب کرتا ہے۔یہی شعبہ کارکنوں کی کارکردگی کا ریکارڈ رکھتا ہے۔ان کی ترتیب کا انتظام بھی کرتا ہے۔

سٹاف اخراجات کی نگرانی: یہ تمام شعبوں کی نگرانی اور ان میں ربط بھی قائم رکھنے کے لیے اصول مرتب کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ادارے کے تمام پروگرام کے لیے ریکارڈنگ یعنی اخراجات کا حساب کتاب اور مالی امداد حاصل کرنے کے وسائل کے لیے بھی سفارشات دیتے ہیں جو بعد میں ایک واضح پالیسی کی شکل اختیار کرتے ہیں۔اسی طرح معاشرتی منصوبہ بندی کرتے وقت اپنے ادارے کی پالیسی کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔کسی بھی ادارے کے مقاصد، پالیسی، پروگرام اور ضابطے منصوبہ بندی کی بنیادی کڑی ہوتے ہیں۔

سوال نمبر5۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

(ii) عمرانیات کی شاخیں۔

جواب۔

عمرانیات کی شاخیں: یہ حقیقت ہے کہ عمرانیات ایک نئی سائنس ہے اور اس نئی سائنس نے قلیل مدت میں تیزی سے ترقی کی ہے۔اس نئی سائنس کی ترقی کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی شاخین 500 سے تجاوز کر گئی ہیں۔عمرانیات کی چند شاخوں کی تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ دیہی عمرانیات
2۔ شہری عمرانیات
3۔ زراعت اور عمرانیات
4۔ خاندان کی عمرانیات
5۔ سوشیالوجی آف جینڈر
6۔ عمرانیات اور ترقی
7۔ مذہب اور عمرانیات
8۔ تعلیم اور عمرانیات
9۔ قانون کی عمرانیات
10۔ صنعتی عمرانیات
11۔ انتظامی عمرانیات
12۔ سیاسی عمرانیات
13۔ نسلی عمرانیات
14۔ طبعی عمرانیات
15۔ فوج کی عمرانیات
16۔ تفریح اور عمرانیات
17۔ حقوق اطفال
18۔ لسانی عمرانیات
19۔ عالمی معاشرے کی عمرانیات
20۔ اطلاقی عمرانیات
21۔ معاشرتی عدم تنظیم
22۔ معاشرتی نفسیات
23۔ آبادیات
24۔ جرمیات
25۔ معاشرتی درجہ بندی

عمرانیات کا دائرہ کار: عمرانیات کا مضمون انتہائی وسیع ہے اس میں وہ تمام افعال شامل ہیں جن کو ہم سماجی کہتے ہیں۔یہ وہ مضمون ہے جو ہمیں معاشرتی کرداروں اور معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعارف یا روشناس کرواتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کا تعلق ان تمام موضوعات سے ہے جن کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہے۔یعنی یہ وہ موضوعات ہیں جو معاشرتی تعلقات کی عام توعیت کی وضاحت کرتے ہیں۔تحقیقی علم کے بدولت معاشرتی اور سماجی زندگی سے متعلق اصول ونتائج وضع کئے جاتے ہیں۔کسی علم کی وسعت اور دائرہ کار کا اندازہ اس علم میں پڑھانے جانے والے موضوعات سے کیا جاتا ہے۔عمرانیات کے دائرہ کار میں جو موضوعات شامل ہیں ان کی چھان بین کے لئے ہمیں عمرانیات کی درسی کتب،عمرانی تحقیقات اور جریدوں میں چھپنے والے مقالات مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

(ii) تصورات کا تحقیق میں استعمال۔ (5)

جواب۔

تصور کی اہمیت اور تحقیق میں استعمال۔

تصورات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہم تحقیق سے حاصل ہونے والے حقائق کی اس وقت تک درجہ بندی نہیں کرسکتے جب تک ان میں تصوراتی رنگ نہ ہو،حقائق کو تصورتی شکل دیتے وقت غیر اعلانیہ،غیر ضروری باتوں کا خیال رکھتا جاتا ہے۔

تصورات تحقیق میں مندرجہ ذیل اہم کردار ادا کرتے ہیں جس سے ان کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔

(i) تحقیق میں ہم جگہ،محنت اور توجہ کا کم سے کم استعمال کرتے ہیں اور یہ صرف اورصرف س وقت تک ہوسکتا ہے جب ہم بہت سے تصورات کی بجائے ایک مختصر جامع تصور پیش کریں۔

(ii) انسانی زندگی میں ہزاروں تصورات مستعمل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ کئی قسم کی پیچید گیاں اور غیر موں ولازمات منسلک ہوتے ہیں۔تصورات کے نظام کی مدد سے ہم کسی خیال کو اس کے روزمنرہ استعمال سے ممتاز کردیتے ہس اسی طرح ہم پیچید گیاں اور غیر ضروری لوازمات سے اجتناب کرکے سائنسی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

(iii) زرعی معاشرے کی خصوصیات۔ (5)

جواب۔

ترقی کے منازل طے کرتے کرتے انسانوں نے زمین کے ایک چھوٹے ٹکڑے سے بڑھ کر بڑے بڑے ٹکڑوں پر کاشت کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی تو زرعی معاشرے وجود میں آنے لگے۔جہاں جہاں پانی دستیاب تھا خاص طور پر دریاؤں کے کنارے بڑی انسانی آبادیاں بسنے لگیں۔تکنیکی ترقی سے اور جانور اور دیگر اوزار استعمال کرنے سے فصلیں اُگانے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا جس سے خوراک کی پیداوار بڑھ گئی۔ان معاشروں میں وقت کے ساتھ ساتھ آبپاشی کے طریقے بھی بنتے گئے اس قسم کے معاشرے میں زمین کی مالک کی اہمیت انتہائی کم ہ گئی اور عزت دولت،طاقت،زمین کی ملکیت سے جڑے ہوتے ہیں کیں کہ زراعت اور پھر فصل کی حفاظت کے لئے زیادہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے زیادہ بچوں اور اکھٹے خاندان کو زیادہ اہمیت وعزت سے دیکھا جاتا ہے۔

زرعی معاشرے نے جہاں کسان،زمیندار،اور ہاریوں کی مسقبل پر سوالیہ نشان لگانے کی روش کو ختم کیا وہی یروہ کوسوں دور شہروں میں بسنے والے لوگوں کی خورات کا بھی واحد کفیل اور ذریعہ بننے والا معاشرہ بن گیا اس خصوصیت سے ممتاز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایک ملک کی مکمل نہ سہی کافی حد تک آبادی کا ایک حصہ آج

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com 03345504551

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے سمیت ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

بھی زرعی معاشرے کا محتاج سمجھا جاتا ہے کیوں کہ زراعت سی سچا پسینہ ہی لوگوں کی خوراک کا ایک واحد ذریعہ تصور کیا جاتا ہے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ زرعی معاشرے کی قلعی اور بنیاد کے تمام تر محرکات لوگوں کے مابین روابط کے ساتھ ساتھ خاندان کی کفالت اور ملکی معیشت و پہیہ کے چلنے کا موجب بھی بنتا ہے اور اس کی ضرورت بھی سمجھا جاتا ہے۔

(iv) نگران کے اوصاف۔ (5)

جواب۔

نگران کی کامیابی کا دارومدار بہت سی باتوں پر ہوتا ہے جن میں اس کا علم، فنی صلاحیتیں اور شخصیت خاص طور پر بہت اہمیت کا حامل ہیں۔ایک اچھے نگران کے پاس ایسے اختیارات ہونے چاہیں جن کے ذریعے وہ اپنے ماتحت کو بہتر کارکردگی کی ترغیب دے سکے۔مثلاً تنخواہوں میں اضافہ کر دینا یا سالانہ ترقی کو پیشگی دینا یہ بات عام فہم ہے کہ زبانی تعریف سے زیادہ انعام واکرام کارکردگی کو بڑھانے میں موثر ثابت ہوتے ہیں۔

اختیارات۔ نگران کو یہ اختیار بھی ہونا چاہیے کہ وہ مستحق کو نواز سکے اور زیادتی کرنے والے کو سزا دے سکے تا کہ دوسروں کے لیے عبرت کا باعث ہو۔

معیار۔ نگران کے پاس ایک مستند معیار ہنا چاہیے اور تمام کارکنوں کے کام کو اسی معیار میں دیکھنا چاہیے تا کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ مل سکے اور نہ کسی کے ساتھ ناانصافی ہو تمام کارکنوں کی کارکردگی کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا چاہیے تا کہ ان کی کارکردگی کا جائزہ لیا جا سکے۔

باہمی اعتماد۔ نگران کو انتظامیہ اور کارکنوں دونوں کا اعتماد حاصل ہونا چاہیے تا کہ وہ انتظامیہ کو کارکنوں کے رد عمل سے آگاہ کر سکے اور ساتھ ہی کارکنوں کو انتظامیہ کے فیصلوں اور پالیسیوں کی واضاحت کر سکے۔نگران کو غیر جانبدار اور دوراندیز ہونا چاہیے۔نگران کی اس کی اپنی فنی صلاحیتوں اور شخصی خوبیوں کی بنیاد پر عزت کرنی چاہیے۔اس لئے ایک اچھے نگران کو ایسی حرکت نہیں کرنا چاہیے جس کی وجہ سے کارکن اس کی عزت کارنا چھوڑ دیں اور وہ اپنے ماتحتوں کا اعتماد کھ بیٹھے۔عزت کا یہ عنصر طاقت کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔یہ ایک ایسی چیز ہے جو صرف خلوص اور محنت سے حاصل کی جا سکتی ہے۔نگران کو انتظامی اورم کا ماہر ہونا چاہیے۔ورنہ ماتحت اس کی عزت نہیں کرتے۔نگران کو صرف اہل افراد کو ہی ترقی دینی چاہیے۔

دور اندیشی۔ نگران کو چاہیے کہ وہ اپنے ماتحتوں کی کوتاہیوں کیلئے خود کو بھی ذمہ دار ٹھہرائے اور ان کی شکایتوں کو غیر جانبداری سے انتظامیہ کے سامنے رکھے۔اس لئے نگران کو فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور اسے ایک پختہ ذہن کا مالک ہونا چاہیے۔

باصلاحیت۔ نگران کو تربیت یافتہ ہونا چاہیے اور وقتاً فوقتاً اس کو تربیتی کورسز اور عملے کے اجلاس میں شریک ہونا چاہیے تا کہ وہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اُٹھا سکیا ورنئے تصورات اور رجحانات اور تکنیکوں سے باخبر رہے۔موجودہ تیز رفتار دور میں صرف اسی طرح وہ اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔

انسانی تعلقات سے آگاہی۔ نگران کو انسانی تعلقات سے آگاہی کیک امور سے واقف ہونا چاہیے۔کامیاب نگرانی کیلئے انسانی تعلقات کا فن ناگزیر ہے۔

لچکدار طریقہ کار۔ نگران کا طریقہ کار اور رویہ لچکدار ہونا چاہیے تا کہ وہ وقت کا ساتھ دے سکے۔وہ اپنے ماتحت کی ضروریات اور مشکلات کو سمجھ سکے۔

سوال نمبر 6۔ پاکستان میں معاشرتی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے بیان کریں کہ عموماً معاشرتی مسائل سے متعلق لوگوں کا رویہ کیا ہوتا ہے؟

جواب:

ماہرین عمرانیات کی روشنی معاشرتی مسائل کے اثرات:

مفہوم:

انسان اپنی روزمرہ کی ضروریات زندگی پوری کرنے کیلئے شب وروز کوشاں رہتا ہے۔اسے ان کی تکمیل کیلئے بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کوئی ذریعہ روزگار کیلئے مارا مارا پھرتا ہے۔کسی کو سر چھپانے کیلئے جگہ نہیں ملتی اور کسی کا عزیز کسی مہلک مرض کا شکار نظر آتا ہے۔اس وسیع وعریض دنیا میں ایسے لوگوں کی نشاندہی کرنا بہت ہی مشکل امر ہے جو کہ مکمل طور پر بہت ہی بے فکر اور مطمئن ہوں۔ورنہ ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی کا شکار نظر آتا ہے۔جسے ہم عام زبان میں (Problem) کہتے ہیں۔لیکن کبھی کبھی معاشرے میں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ ملک یا معاشرے کے بہت سے لوگ ایک ہی پریشانی کا شکار نظر آتے ہیں۔مثلاً پاکستان میں پڑھے لکھے نوجوانوں میں زیادہ تر لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ انہیں ان کی علمی قابلیت کے معیار کے مطابق نوکریاں نہیں ملتیں۔یورپ میں اکثر والدین کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ ان کے بچے چھوٹی عمر سے ہی نشہ آور اشیاء کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔تو ایسی صورتحال جس میں معاشرے کی کثیر تعداد ناپسندیدہ طریقے سے متاثر ہو اور اس کو حل کرنے کیلئے مشترکہ طور پر سوچیں نیز اس سوچ پر عمل بھی کریں تو یہ حالت معاشرتی مسئلہ کہلاتی ہے۔یعنی:

''ایک معاشرتی مسئلے سے مراد معاشرے کی ایسی حالت ہے جو ناگریز طریقے سے معاشرے میں پیدا ہوئے جائے اور جس کو ارکان معاشرہ ناروا اور

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آج ہی کے نمبر پر رابطہ کریں

مناسب سمجھیں۔لیکن ان کو اس بات کا یقین ہو کہ کوشش اور عمل سے یہ نا قابل قبول حالت درست کئے جا سکتے ہیں''۔

آج کل دنیا کے تمام معاشروں میں جہاں معاشرتی مسائل کی شدت کو محسوس کیا جا رہا ہے اس بات پر توجہ دی جا رہی ہے کہ ان مسائل کے پیدا کرنے والے اسباب کا پتہ چلا کر ان کو معاشرے سے ختم کرنے کے سلسلہ میں مئوثر اقدامات کئے جائیں۔تحقیق اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کسی ایک معاشرتی مسئلے کے ابھرنے کا کوئی ایک سبب نہیں ہوتا بلکہ کئی اسباب مل کر معاشرے میں مسئلے کو ابھارتے ہیں۔کہیں یوں بھی دکھایا گیا ہے کہ کسی ایک سبب سے معاشرہ بیک وقت کئی مسائل کی آماجگاہ بن گیا۔کبھی معاشرے میں ایک مسئلے کے پیدا ہونے سے کئی دوسرے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔مسائل کا گہرا مطالعہ اور ان سے متعلق اسباب کی تحقیق ہی درست ترین نتائج تک پہنچا سکتی ہے۔تمام معاشروں میں معاشرتی مسائل کے پیدا کرنے میں جن اسباب کا گہرا دخل ہے ان کا مختصر جائزہ درج ذیل کیا جا رہا ہے۔ان اسباب کی روشنی میں متعلقہ مسائل کی بھی نشاندہی کی جا رہی ہے۔ان میں چند مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔جو یہاں کے خاص پس منظر اور حالات کے سبب پیدا ہوئے ہیں جب کہ بیشتر مسائل ایسے ہیں جو نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر معاشروں میں موجود ہیں۔جہاں اس قسم کے اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔معاشرتی مسائل کے اسباب مندرجہ ذیل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ معاشرتی تغیر ۲۔ صنعتی ترقی ۳۔ ثقافتی خلاء ۴۔ زندگی میں پیچیدگی
۵۔ اقدار کی کشمکش ۶۔ معاشرتی انتشار ۷۔ غربت ۸۔ دیہی شہری ہجرت
۹۔ جنگ یا سیاسی بحران ۱۰۔ شخصی انحطاط ۱۱۔ نسلی یا ثقافتی اختلافات ۱۲۔ جسمانی و ذہنی امراض
۱۳۔ فطری آفات ۱۴۔ رسم ورواج

دنیا کا کوئی بھی معاشرہ ایسا نہیں جو مکمل طور پر معاشرتی مسائل سے مبرا ہو کیونکہ جب ایک سے زیادہ گروہ یا لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو معاشرتی مسائل کا پیدا ہونا لازمی امر ہے اور انسان ان کو حل کرنے کیلئے کوشاں رہتا ہے۔عمرانیات ایسے معاشرتی مسائل کا مطالعہ کرتی ہے جس سے عوام کی اکثریت متاثر ہو اور ماہرین عمرانیات انہیں حل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہوں۔

(الف) ماہرین عمرانیات معاشرے میں موجود ایسی ناپسندیدہ صورتحال کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے لوگ بری طرح متاثر ہو رہے ہوں اور جو ان کی روزمرہ زندگی کو تلخ کرنے کا باعث بنتی ہوں۔ماہرین عمرانیات ایسی ناپسندیدہ صورت حال کا تفصیلاً مطالعہ کرتے ہیں اور ان کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں اور اسے ''معاشرتی مسئلہ'' قرار دیتے ہیں۔

(ب) ماہرین عمرانیات معاشرتی مسئلے کے نقصانات اور دوررس اثرات سے عوام اور حکومت کا آگاہ کرتے ہیں۔تاکہ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت ان کو حل کرنے کی کوشش کریں اور حکومت بھی عوام کے تعاون سے ان کی بیخ کنی کے لئے کچھ کرے۔

(ج) ایسے ممالک جہاں کی آبادی میں تعلیم کا تناسب کم ہوتا ہے وہاں کے عوام مسائل کے اسباب اور وجوہات سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور عام طور پر اس کا ذمہ دار حکومت کو گردانتے ہیں۔جس سے سیاسی انتشار پھیلنے کا ڈر رہتا ہے۔

ماہرین عمرانیات انہیں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے صحیح صورت حال اور اسباب سے آگاہ کرتے ہیں۔مثلاً کسی ملک میں مہنگائی کا ذمہ دار حکومت کو گردانا جاتا ہے جبکہ اس کی اور بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں مثلاً بین الاقوامی حالات،فطری آفات اور افراط آبادی وغیرہ۔کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں ماہرین عمرانیات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اقوام عمرانیات اور ماہرین عمرانیات کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہیں۔مختلف معاشرتی موضوعات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور تحقیقات کیلئے بڑے پیمانے پر ذرائع اور مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ماہرین عمرانیات اپنا فعال کردار اسی وقت ادا کر سکتے ہیں جب عوام اور حکومت ان کے ساتھ تعاون کریں اور ان کے مشوروں پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ہر ترقیاتی پروگرام میں ان کی آراء کو مدنظر رکھا جائے اور ان کے تحقیقاتی عمل کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

سوال نمبر 7۔ آبادی کو کنٹرول کرنے کے لیے خواتین میں تعلیم کے پھیلاؤ کی کیا افادیت ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب:

آبادی کو کنٹرول کرنے کے لیے خواتین میں تعلیم کے پھیلاؤ کی افادیت: کثرت آبادی سنگین ترین مسائل میں سے ایک ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو طرح طرح کی نعمتوں اور وسائل سے مالا مال کیا ہے لیکن آج کے ترقیاتی یافتہ دور میں خدا کی یہ نعمتیں بتدریج کم ہوتی جا رہی ہیں اور دنیا کی ایک بڑی آبادی کو ایک وقت کی روٹی بڑی مشکل سے میسر آتی ہے ماہرین عمرانیات، اقتصادیات و آبادیات اس صورتحال کی سب سے بڑی وجہ وسائل سے زیادہ بڑھتی ہوئی آبادی کو

0345 5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

قرار دیتے ہیں بڑھتی ہوئی آبادی کا یہ سیلاب پاکستان کی معاشی ومعاشرتی ترقی کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ ہے کثرت آبادی کی روک تھام کے لیے چند اقدامات درج ذیل ہیں:

۱۔ عورت کے روایتی کردار میں تبدیلی:

پاکستان میں برادری نظام کی موجودگی مشترکہ خاندانی نظام اور دیگر ثقافتی اثرات کی وجہ سے معاشرے میں مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے جس کی وجہ سے عورت اپنے روایتی کردار یعنی گھر اور بچوں کی پرورش تک محدود ہو کر رہ گئی ہے اس تصور کو توڑنے کی ضرورت ہے کیوں کہ اگر ملک کی آدھی آبادی گھر میں قید ہو کر رہ جائے یا ایسے کام کرے جس کی نوعیت غیر پیداواری ہو تو ظاہر ہے یہ بات ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور کثرت آبادی کا باعث ہے خواتین کا جاب کرنا کسی حد تک اس مسئلے کو کنٹرول کر سکتا ہے۔

۲۔ خواتین کی تعلیم:

خواتین میں خواندگی کی سطح خصوصاً دیہی علاقوں میں بہت کم ہے خواتین میں تعلیم کے پھیلاؤ کی افادیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ ناخواندہ خواتین کی نسبت ایسی خواتین جنھوں نے تعلیم حاصل کی ہو ان کے ہاں بچوں کی تعداد نصف ہوتی ہے اس لیے چھوٹے خاندان کی اہمیت اجاگر کرنے اور شرح پیدائش کو کنٹرول کرنے کے لیے خواتین کی تعلیم انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

۳۔ افرادی قوت کا صحیح استعمال:

افرادی قوت کا صحیح استعمال بھی آبادی کی روک تھام میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے جیسے کہ نوجوانوں کو ہنر سکھائے جائیں اور ان کی پیداواری صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے تا کہ بھکاری نہ بنیں اور بے کار نہ پھریں۔

۴۔ خاندانی منصوبہ بندی کا شعور:

خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد، خاندان میں افراد کی تعداد کو خاندان کے وسائل کے مطابق رکھنا ہے نہ کہ نسل انسانی کی بندش ہے پاکستان میں آبادی کے کنٹرول سے متعلق جتنے بھی منصوبے کام کر رہے ہیں ان کی صحیح افادیت کی آگاہی کے لیے ملک گیر سطح پر منظّم کوششوں کی ضرورت ہے جس کے لیے تمام ذرائع بروئے کار لانے چاہئیں جن میں میڈیا یا تعلیمی اداروں اور دیہی سطح پر بزرگوں کو شامل کرنا ضروری ہے۔

۵۔ دیہی آبادی کی ترقی:

دیہی آبادی کو معاشی ومعاشرتی ترقی دینے اور بہترین صحت، غذا اور تعلیمی سہولیات فراہم کرنے سے دیہی معاشروں میں عورت کا مقام ومعیار بلند کرنے میں مدد ملے گی جس سے ملکی ترقی اور ملک کی آبادی کے درمیان بہتر توازن قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

۶۔ قدرتی وسائل کا بہتر استعمال: معاشی ومعاشرتی منصوبوں کے ساتھ ساتھ قدرتی وسائل کا صحیح استعمال بھی آبادی کے اضافے کو کنٹرول کر سکتا ہے کیوں کہ جتنا کوئی معاشرہ خوشحال ہوگا اور وسائل کی فراوانی ہوگی اضافہ آبادی کبھی بھی مسئلہ نہیں بنے گی قدرتی وسائل میں پانی کا صحیح استعمال جیسا کہ ڈیمز کی تعمیر کے ذریعے پانی کے ذخائر بڑھانا، زراعت میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال، جدید زرعی آلات کا استعمال، کھادیں اور توانائی کے نئے ذخائر وغیرہ کی دریافت شامل ہیں ان اصولوں پر عمل کیا جائے اور دیہی علاقوں کی ترقی پر خاص توجہ دی جائے تو پورا معاشرہ خوشحال ہوگا وبے روزگاری کم ہو جائے گی وسائل کے صحیح استعمال ومنصفانہ تقسیم سے لوگوں میں محنت کا جذبہ اجاگر ہوگا اور افراد کا معیار زندگی بلند ہوگا اور یوں معاشرہ امن وخوشحالی کی جانب گامزن ہوگا اور کثرت آبادی کا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 8۔ فرد خودکشی کیوں کرتا ہے؟ اس رجحان کو کیسے کم کیا جا سکتا ہے؟

جواب:

فرد خودکشی کیوں کرتا ہے:

ماہرین کا خیال ہے کہ جب مخصوص ذہنی رجحانات اور عائلہ تربیت کے سبب بعض لوگ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں کوئی پسند نہیں کرتا کسی کو ان سے کوئی الفت نہیں اور دنیا میں ان کا کوئی نہیں تو وہ دوسروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں تاہم کچھ لوگ دوسروں سے بدلہ لینے کی بجائے اپنی ہی زندگی کا خاتمہ کر ڈالتے ہیں۔ ڈرخانم کے مطابق خودکشی ان معاشروں میں زیادہ فروغ پاتی ہے جن میں معاشرتی بدنظمی زیادہ ہو ایسے میں انسان شخصی بدنظمی اور لامقصدیت کا شکار ہو جاتا ہے نفسی بیماریوں کی وجہ سے بھی خودکشی میں اضافہ ہو رہا ہے مذہب سے بیگانگی اختیار کرنے والوں میں خودکشی کی اموات زیادہ ہوتی ہیں چنانچہ اس امر کی واضح شہادتیں ہیں کہ

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم ایڈ ،ایم اے ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آرڈر کریں

عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقے میں رومن کیتھولک کی نسبت خودکشی بہت زیادہ ہے اور مسلمانوں میں عیسائیوں کی نسبت خودکشی بہت کم ہے مذہب انسان کو مقصدیت اور صبر وقناعت کی تعلیم دیتا ہے جس سے خودکشی کے خلاف ایک قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے خودکشی پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ انسانی سماجی رشتوں کو ترقی دی جائے معاشرتی فاصلوں کو دور کیا جائے اور مذہبی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کے اندر خدا پر ایمان مضبوط کیا جائے۔

خودکشی کے رجحان کو کم کرنا:

خاندان میں باہمی محبت والفت:

بچے کی نشوونما میں اس کا خاندان بہت اہم کردار ادا کرتا ہے بچے کے ابتدائی تفاعلی تجربات اس کے خاندان کے افراد کے ساتھ بڑھتے ہیں اور یہیں سے وہ تصور ذات کی نشوونما لسانی مہارت اور آموزش اقدار کا اظہار کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کے گھریلو ماحول میں مروج اخلاق و آداب ہی اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں اور اس کے ضمیر کی تعمیر میں ان کے اخلاق و آداب کا کردار مرکزی حیثیت اختیار کر جاتا ہے خاندان میں اگر گہرے جذباتی رشتے ہوں اور آپس میں محبت وایثار کا تعلق ہو تو گھر کے افراد کی زندگی سکھ اور چین سے گزرتی ہے اور بچوں کی شخصیت پر اس کے مثبت اثرات پڑتے ہیں۔

بچے کو احساس تحفظ دیا جائے:

بچے کا پہلا نفسیاتی مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی اہمیت کو تسلیم کریں اس کی ذہنی ،جسمانی ضروریات اگر پوری ہوتی رہیں تو وہ کسی قسم کی نفسیاتی الجھن کا شکار نہیں ہوتا اس کے برعکس اگر بچے کو یہ احساس ہونے لگے کہ خاندان میں اس کی کوئی عزت نہیں تو اس کا ذہنی سکون چھن جاتا ہے اور وہ بے راہ روی کا شکار ہونے لگتا ہے خاندان کا یہ فرض ہے کہ وہ بچے کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے اگر بچے کی خوراک و پوشاک کا خاطر خواہ انتظام نہ کیا جائے تو اس کی شخصیت میں دکھ اور مایوسی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے جو بعض اوقات اس کی بے راہ روی اور خطا کاری کی طرف پہلا قدم ہوتا ہے۔

بچوں کو توجہ دی جائے: بعض والدین بچوں سے نہایت بے توجہی سے پیش آتے ہیں اور ان کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے پاکستان میں تو یہ صورتحال اس قدر سنگین ہے کہ پڑھے لکھے والدین بھی بچوں کی نفسیاتی وسماجی ضروریات سے کوتاہی برتتے ہیں اور اس طرح ان کے لیے شدید جذباتی الجھنوں کے مواقع فراہم کرتے رہتے ہیں ارک ارلسن جیسے مفکر کا خیال ہے کہ والدین کے اس ناروا رویے کے سبب بچوں کی نشوونما میں خلا رہ جاتے ہیں اور وہ سن بلوغت کو پہنچتے ہی عدم تحفظ اور بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تعلیمی ادارے:

خاندان کے بعد سکول اور کالج تربیت اطفال میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن تا حال ہمارے تعلیمی اداروں میں صالح تعلیم وتربیت کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جا سکا اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں سکولوں میں اور کالجوں میں اچھے اساتذہ کی کمی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اداروں میں بہترین عملہ بھرتی کیا جائے جو بچوں کو نیک زندگی گزارنے کی تربیت دے۔فی زمانہ سکولوں میں پڑھائی کا معیار پست ہوتا جا رہا ہے اور اکثر بچوں کو ناکامی ونامرادی سے دوچار ہونا پڑتا ہے بعض بچے مایوس ہو کر تعلیم سے نفرت کرنے لگتے ہیں اس پر اساتذہ اور والدین کی طرف سے سرزنش ہوتی ہے۔

مذہب:

مذہب بھی انسداد جرائم میں معاون ثابت ہوسکتا ہے پاکستان اسلامی قوانین کے فروغ ونفاذ کے لیے حاصل کیا گیا تھا اسلام کے سنہری اصولوں کی اگر لوگ مکمل طور پر پیروی کرنا شروع کر دیں تو ہمارے بہت سے مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے ملک میں امن وامان اور سکون قائم ہو جائے گا مذہب اسلام انسان میں خدا کے سامنے جوابدہی خوف خدا اور خدا ترسی پیدا کرتا ہے اگر انسان کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو جرائم کا قلع قمع ہوسکتا ہے ۔اسلامی سزائیں بھی رائج کر دی جائیں تو ایسے جرائم بہت کم ہو جائیں گے اس طرح مذہب سے دوسرے جرائم کی طرح خودکشی جیسے جرائم کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے اسلامی قوانین اور اسلامی سزائیں رائج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی نظام عدل وانصاف کا نفاذ کیا جائے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب پورے معاشرتی ڈھانچے کو تبدیل کیا جائے۔جس طرح سعودی عرب میں جرائم بہت کم پائے جاتے ہیں کیونکہ وہاں اسلام کے مطابق انصاف ملتا ہے اور مجرم کو سخت سزا دی جاتی ہے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے کیونکہ اگر افراد کو یہ یقین ہو کہ قوانین کی خلاف ورزی پر نہ صرف وہ حکومت کا مجرم ہوں بلکہ اللہ کا بھی مجرم ہوں تو وہ خودکشی جیسا جرم کرنے سے پہلے ضرور سوچے گا۔

سوال نمبر 9۔ قدامت پسندی سے کیا مراد ہے؟ دیہی آبادیاں کیوں قدامت پسندی ہوتی ہیں؟

جواب۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

قدامت پسندی: ہمارے دیہات کے اکثر لوگ قدامت پسند ہوتے ہیں اپنی ثقافت اور روایات سے ان کو بہت زیادہ پیار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں آنے والی نئی تبدیلیوں کو جلد قبول نہیں کر پاتے وہ نئی تبدیلیوں کے منفی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے ہیں اور قدیم روایات میں کوئی نہ کوئی بھلائی اور سمجھداری کا پہلو نکالتے ہیں۔ دیہی زندگی شہری زندگی سے مختلف ہوتی ہے چونکہ ہماری آبادی کا تقریباً 72 فیصد حصہ دیہات میں وبستا ہے اس لیے ان لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں اور دیہات کو ترقی دینے والے طریقہ کار کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

دیہات کا طبیعی ڈھانچہ: جونہی ہم شہروں سے وہی علاقوں کی طرف جاتے ہیں سب سے پہلے سرسبز کھیت اور کسان ہمارا استقبال کرتے ہیں جن میں کوئی فصل کو پانی دے رہا ہوتا کوئی زمین میں ہل چلا رہا ہوتا ہے کوئی بیج بو رہا ہوتا ہے تو کوئی فصل کاٹ رہا ہوتا ہے جس سے ہمیں بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہم دیہی علاقے میں داخل ہو چکے ہیں پاکستان کے دیہی علاقوں میں لوگ زیادہ تر کچے مکانوں میں رہتے ہیں جن کی چھتیں شہتیروں پر گھاس پھونس ڈال کر بنائی جاتی ہے یہ گھر عموماً کھلے کھلے ہوتے ہیں درمیان میں صحن ہوتا ہے گھر کے کمروں میں عموماً کھڑکی یا روشندان ہوتے ہیں گلیاں اور محلے ترتیب سے نہیں بنے ہوتے اکثر گلیاں ٹیڑھی میڑھی ہوتی ہیں اور عموماً گندی ہوتی ہیں اگرچہ ہر گھر انفرادی طور پر یہ کوشش ضرور کرتا ہے کہ اپنے گھر کے سامنے کا حصہ صاف رکھے مگر اس کے باوجود چونکہ سرکاری طور پر کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا اس لیے کئی جگہوں پر اس کے ڈھیر ملتے ہیں زندگی میں جدید سہولتوں کا فقدان ہے بہت سے دیہات ایسے ہیں جہاں ابھی تک بجلی نہیں پہنچ سکی سوئی گیس کی سہولت بھی موجود نہیں اکثر دیہات تک پکی سڑک نہیں جاتی پانی عموماً ہنڈ پمپ سے حاصل کیا جاتا ہے بعض علاقوں میں جہاں پانی کی سطح اونچی نہیں کنویں کھودے جاتے ہیں۔

آبادی: پاکستان کی مردم شماری کے مطابق وہ علاقہ دیہات کہلاتا ہے جس کی آبادی پانچ ہزار افراد سے کم ہو اگرچہ ہماری آبادی کا تقریباً 72 فیصد حصہ دیہات میں بستا ہے مگر وہاں آبادی گنجان نہیں بلکہ یہ آبادی زمین کے وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی ہے دیہات میں عموماً گھر کھلے کھلے اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں ایک جگہ پر تقریباً بیس تیس کے لگ بگ گھر ہوتے ہیں جو ایک گاؤں کہلاتا ہے مگر یہ گاؤں تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر پھیلتے چلے جاتے ہیں اگر ہم 1981 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کا جائزہ لیں تو فیڈرل ایریا یعنی اسلام آباد کے علاوہ ہر جگہ دیہی آبادی کا تناسب زیادہ ہے مثلاً پنجاب میں 72.4 فیصد دیہی آبادی ہے سرحد میں 84.4 فیصد بلوچستان میں 84.4 فیصد اور سندھ میں 56.7، فاٹا میں 94.5 فیصد آبادی دیہی علاقوں میں آباد ہے۔

پیشے: دیہی معیشت کا انحصار مکمل طور پر زراعت پر ہوتا ہے یہاں زیادہ تر گھرانے کاشتکاروں کے یا پھر کاشتکاروں کے کام میں تعاون کرنے والے پیشہ داروں کے ہوتے ہیں کاشتکاروں کی مزید کئی قسمیں ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ **زمیندار:** پاکستان کے اکثر گاؤں ایسے ہیں جہاں اس قسم کے لوگ بستے ہیں جو اپنی زمین خود کاشت نہیں کرتے ان لوگوں کے پاس زمین کافی ہوتی ہے جو انہوں نے مزارعین کے سپرد کر رکھی ہوتی ہے ان لوگوں کا کام سال کے بعد ان سے رقم وصول کرنا ہوتا ہے آغا سجاد حیدر کے لگائے گئے ایک سطحی اندازے کے مطابق 150 ایکڑ نہری یا 300 ایکڑ غیر نہری زمین کے مالک بڑے زمیندار کہلاتے ہیں جو زمین خود کاشت نہیں کرتے 25 سے 150 ایکڑ زمین کے مالک جو چھوٹے زمیندار کہلاتے ہیں وہ بھی اکثر اپنی زمین خود کاشت نہیں کرتے۔

۲۔ **خاندانی مالک کاشتکار:** 75 ایکڑ سے 25 ایکڑ تک نہری یا اتنی ہی غیر نہری اراضی کے مالک، اپنی اراضی خود کاشت کرتے ہیں اور عام طور پر ان کا پورا کنبہ اس کام میں حصہ لیتا ہے کاشتکاری کے علاوہ ان کا آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا۔

۳۔ **چھوٹے مالک کاشتکار:** 75 ایکڑ یا اس سے کم نہری یا بارانی زمین کے مالک نہ صرف اپنی اراضی پر خود کاشت کرتے ہیں بلکہ گزر اوقات کرنے کے لیے اس کے ساتھ دوسرے لوگوں کی زمین پر بھی کاشت کرتے ہیں ان کی تعداد 1962 کے اندازے کے مطابق 16 لاکھ تھی۔

۴۔ **خوشحال مزارعین:** یہ ایسے مزارعین ہیں جن کے پاس بڑے رقبے کے فارم ہوتے ہیں ان کے ٹھیکے کی معیاد لمبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے کاشتکار تسلی سے ان فارموں پر کاشت کرتے ہیں اور ان کی پیداوار بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے زمیندار کے ساتھ ساتھ خود اس کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اس قسم کے مزارعین کو زمین دیتے وقت عموماً تحریری معاہدہ عمل میں لایا جاتا ہے تاہم یہ طریقہ کاشت کے معاملے میں خود مختار ہوتے ہیں۔

۵۔ **مزارعین:** یہ ایسے کاشتکار ہیں جن کو عموماً ایک سال یا ایک موسم کے لیے زمین سونپی جاتی ہے اور کاشتکاری پر اٹھنے والے سارے یا آدھے اخراجات خود زمیندار برداشت کرتا ہے مزارع کو اس کے کام کے صلے میں کچھ حصہ دے دیا جاتا ہے جو عموماً فصل کا آدھا ہوتا ہے مگر بعض جگہوں پر یہ اس سے بھی کم ہوتا ہے۔

۶۔ **مزدور:** وہ لوگ جو کھیتی باڑی کے کام سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے۔ چھوٹی موٹی مزدوری کر کے گزر اوقات کرتے ہیں فصل کی بیجائی اور کٹائی کے موقعوں پر اکثر ان لوگوں سے کام لیا جاتا ہے جن کو روزانہ اجرات کے حساب سے معاوضہ ملتا ہے یا پھر فصل کی صورت میں یہ اپنی اجرت لے لیتے ہیں۔

تفاعل کی صورت: دیہات میں لوگوں میں اتحاد کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے ان لوگوں کی طرز زندگی عام طور پر ایک سی ہوتی ہے ان کا ذہنی معیار بھی ملتا جلتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں معاشرتی تفاعل روبرو ہوتا ہے لوگ ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ اپنے دیہات سے باہر کے لوگوں میں جلد گھل مل نہیں پاتے مگر اپنی حدود کے اندر ان میں بھائی چارے کا جذبہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور تقریباً سبھی لوگ ایک

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

سادگی: دیہات میں عام طور پر لوگ سادہ زندگی بسر کرتے ہیں ان لوگوں کی ضروریات اور خواہشات بڑی سادہ ہوتی ہیں یہ لوگ فطرت کے بہت نزدیک ہوتے ہیں اس لیے عموماً شور شرابے اور گہما گہمی کو پسند نہیں کرتے ان کی خوراک، ان کے لباس اور رہائش ہر چیز میں سادگی ٹپکتی ہے یہ لوگ عموماً مہمان نواز ہوتے ہیں اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر مہمان کی خاطر کرتے ہیں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

دیہی خاندان: اکثر دیہات ایسے ہیں جہاں خاندان مشترکہ ہیں لوگ بزرگوں کا احترام کرتے ہیں ان کے مشوروں پر عمل کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں کو حتمی حیثیت دیتے ہیں اگر چہ اب زندگی کی نئی ضرورتوں کے تحت دیہات میں بھی سادہ خاندان کا رواج بڑھ رہا ہے مگر اس کی حالت کچھ اس طرح ہے کہ سارے بھائی شادی کے بعد رہتے تو ایک ہی گھر میں ہیں مگر کھانا پکانا الگ الگ کرتے ہیں جس کی وجہ سے مشترکہ خاندان کی خوبیاں بھی ان میں شامل رہتی ہیں یہ ایسا کرنے پر اس لیے بھی مجبور ہوتے ہیں کہ اکثر ان کی اراضی ایک جگہ پر ہی کرتی ہے جس میں بٹوارے کے باوجود یہ ایک دوسرے کے فارموں پر کام کرتے ہیں۔

غربت: اگر چہ ملک معاشی لحاظ سے ترقی کی طرف گامزن ہے مگر اس کے باوجود یہ ترقی دیہی علاقوں کی حالت کو زیادہ تر متاثر نہیں کر سکتی ہمارے دیہات کے اکثر لوگ آج بھی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں یہ لوگ سارا سال محنت کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کا گذر بسر مشکل سے ہوتا ہے اور بہت سے لوگ بڑے زمینداروں کے مقروض رہتے ہیں اس لیے وہ مزدوری کر کے فصل کے موقع پر قرض اتارنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی غربت کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا گذر بسر صرف زمین کے چھوٹے سے ٹکڑے کی پیداوار پر ہی ہوتا ہے یا پھر محنت مزدوری پر ہوتا ہے یہ لوگ اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کرتے جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتے دوسری وجہ یہ ہے کہ وسائل نہ ہونے کے باوجود یہ لوگ شادی بیاہ، پیدائش اور مرگ کی رسموں پر بہت سا پیسہ خرچ کر دیتے ہیں جس سے اکثر مقروض رہتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ غریب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 10۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

(i) شخصی انحطاط کیا ہے؟

جواب۔

شخصی انحطاط: ہر معاشرہ افراد کے کردار کو منظم کرنے کے لیے کچھ اصول و قوانین نظام اقدار اور معیارات کو تشکیل دیتا ہے جس کی ہر فرد کو پابندی کرنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی فرد ان سے انحراف کرتا ہے تو معاشرہ اس کا محاسبہ کرتا ہے اور وہ فرد مذہب معاشرتی قوانین اور حکومت کی نظر میں قابل سزا ہوتا ہے۔ جیسے شراب نوشی، بدکاری، بری عادات میں مبتلا ہونا، جنسی بے راہ روی ہمارے معاشرے میں شخصی انحطاط کی نشانیاں ہیں اور ایسا فعل قابل مذمت اور قابل سزا ہے۔ شخصی انحطاط عام ہو جائے تو معاشرے میں بے راہ روی جرائم، اخلاقی گراوٹ اور انتشار جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

نسل یا ثقافتی اختلافات: وہ معاشرے جہاں مختلف ثقافتوں کا وجود ہو گروہی تنازعات، صوبائیت اور اونچ نیچ، برتری کم تری جیسے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ہر ثقافت سے متعلق طبقے میں اپنے آپ کو زبان لباس، رسم و رواج اور طور طریق کو اچھا اور دوسروں کو کمتر یا برا سمجھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یہ احساس ایک ملک کی سلامتی کو ختم کرنے اور قومی استحکام کو پارہ پارہ کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے علاوہ آج کل تمام دنیا میں رنگ و نسل اور ذات پات کی بنیاد پر اونچ نیچ کا امتیاز بھی مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ امریکہ میں نیگرو اور سفید فام اقوام کے درمیان تنازعہ اور ہندوستان میں طبقات کشمکش اس کی نمایاں مثالیں ہی۔ ہمارے معاشرے میں ثقافتی اختلافات کے باعث صوبائیت جیسا خطرناک مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ زبان، لباس، رسوم و رواج اور طرز زندگی کے اختلاف نے ہمارے لوگوں میں اتفاق و اتحاد کے رشتے کو کمزور کر دیا ہے۔ جس سے معاشرہ انتشار کا شکار اور ملکی سلامتی خطرے میں پڑ چکی ہے۔

(ii) غربت بطور ایک معاشرتی مسئلہ

جواب۔

غربت بطور ایک معاشرتی مسئلہ:

۱۔ زیادہ سے زیادہ صنعتوں کا قیام تاکہ بنیادی اشیائے ضرورت کی ترسیل میں اضافہ ممکن ہو سکے اس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ممکن ہو سکے گا کیونکہ جتنی پیداوار زیادہ ہو گی اشیاء ضرورت کی قیمتوں میں کمی کا باعث بنیں گی۔

۲۔ نئی زرعی اصلاحات جیسا کہ زرعی ٹیکنالوجی کا استعمال، نئی زرعی طریقے، کھاد وغیرہ کی ضرورت ہے تاکہ خوراک کی قلت میں کمی کی جا سکے۔

۳۔ ریاستی سطح پر ذخیرہ اندوزی کے خلاف اقدامات، صحت کے شعبے میں اصلاحات خاص کر وبائی امراض کی روک تھام اور تعلیمی اصلاحات خاص طور پر لوگوں میں تعلیم کے حصول کے لیے آگاہی، سستی تعلیم جیسے عوامل کے لیے قومی سطح پر پالیسیوں کو بنانے اور خاص طور پر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

۴۔ برین ڈرین کی روک تھام بہت ضروری ہے ترقی پذیر ممالک میں ہنرمند افراد کا دوسرے ممالک میں روزگار کے بہتر ذرائع کے حصول کے لیے چلے جانا ان

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے ابھی نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com 03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے،آئی کام ،بی اے،بی کام ،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کے اپنے ہر شعبے میں ہنرمند افراد چاہیں تاکہ وہ بہتر طور پر امور ریاست سمجھ سکیں اور احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرسکیں۔

۵۔ کثرت آبادی کا کنٹرول ضروری ہے تاکہ خوراک کی قلت اور رہائش کے مسائل کو قابو کیا جاسکے۔

۶۔ طبقاتی تفریق کو کم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ امیری غریبی کا فرق معاشرے میں مجموعی طور پر انتشار اور بدامنی کی وجہ بنتی ہے جو ذرائع روزگار کو متاثر کرتی ہے اور غربت میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

۷۔ کام کا صحیح معاوضہ ہی ملکی معیشت کے درست نظام ہونے کی گارنٹی ہے تبھی لوگ شوق سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں مسلسل محنت ہی قوم کی فلاح کی ضمانت ہوتی ہے۔

۸۔ نئی معاشی وسماجی منصوبے جیسا کہ نئی سڑکیں، ڈیمز، فیکٹریاں، مارکیٹ، سکول، فلاحی مراکز کا قیام غربت میں کمی کا سبب بنتے ہیں حکومت پاکستان نے غربت میں کمی کے لیے مختلف معاشی وسماجی اقدامات جن میں 2008 میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام 2009 سے وسیلہ حق، پاکستان بیت المال، پیپلز ورک پروگرام، مائیکروفائنینس کی سکیمیں شامل ہیں۔اسی طرح کے اور اقدامات غربت میں کمی کا باعث بنیں گے۔

۹۔ منصفانہ ومساویانہ تقسیم دولت کی کوشش معاشرے کو مستحکم اور ترقی یافتہ بناتی ہے تاہم اس کا سو فیصد حصول عملی نظریہ نہیں تاہم اس کے حصول کی کوششیں لوگوں کو محنت کی طرف راغب کرتی ہیں کیوں کہ ایسی صورت میں معاشی وسماجی استحصال میں کمی ہوتی ہے اور معاشرہ مجموعی خوشحالی کی جانب گامزن ہوتا ہے۔

۱۰۔ منفی معاشرتی رویوں میں تبدیلی لوگوں میں ترقی کا جذبہ پیدا کرکے انہیں روزگار کے مواقع فراہم کرکے علاج معالجے کی سہولتیں بڑھا کر بدامنی کا خاتمہ کر کے لائی جاسکتی ہیں۔

(iii) مال وجائیداد سے متعلقہ جرائم کا رجحان۔

جواب۔

مال وجائیداد سے متعلق جرائم چوری، نقب زنی، جیب تراشی، ڈکیتی اور راہزنی ہیں۔پروفیسر نعیم طارق کی تحقیق کے مطابق جائیداد سے متعلق زیادہ تر جرائم شہروں میں کیے جاتے ہیں۔شہروں میں ان کا تناسب 76 فیصد ہے اور دیہات میں اس کی شرح 24 فیصد ہے جو وجوہ قتل کا باعث بنتی ہے وہی وجوہات جائیداد سے متعلق جرائم کی تہہ میں پائی جاتی ہیں۔

چوری ونقب زنی کے جرائم عموماً معاشرے کے پسماندہ، جاہل طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد، معاشرتی ناہمواری، شکستہ گھروں کی پیداوار، ناقص تعلیم وتربیت یا تعلیم کا سرے سے ہونا ہی نہ، امیر بننے کی خواہش، مذہب سے بیزاری، معاشرتی ناہمواری کا شکار، شہروں میں آبادی کی گنجانی وغیرہ جیسے عوامل اس میں قابل ذکر ہیں۔اس کے علاوہ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ یہ جرائم صرف غریب لوگ کرتے ہیں لیکن اب اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں کے بچے، انگریزی فلموں کی نقالی میں چوری، ڈاکہ زنی وغیرہ کا ارتکاب ہو کر تے ہیں۔اس کے علاوہ جدید ہتھیاروں کا آسانی سے مل جانا، راتوں رات امیر بننے کی خواہش، سیاسی انتقام کے جذبے کی تسکین کی خاطر بھی لوگ نقب زنی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔بعض افراد چھوٹی موٹی چوری سے ہی اس عادت میں پڑ جاتے ہیں جن کے لیے واپسی اپنی دنیا میں آنا مشکل ہو جاتا ہے۔نفسیات کی قومی ادارے کی رپورٹ کے مطابق جائیداد سے متعلق زیادہ تر جرائم میں سندھ پہلے نمبر پر ہے۔اس کے بعد بلوچستان پھر سرحد یعنی خیبر پختونخواہ اور آخر میں پنجاب آتا ہے۔سندھ میں جائیداد سے متعلق ایک وجہ کراچی اور حیدرآباد کے صنعتی علاقے بھی ہو سکتے ہیں۔

(iv) ناقص ذرائع آمدورفت اور دیہی زندگی۔

جواب۔

ہمارے اکثر دیہات ایسے ہیں جہاں پکی سڑک نہیں ہے۔کاشت کار کی فصل گاؤں کیک اندر ہی آڑھتی کے ہاتھوں اونے پونے داموں فروخت کرنی پڑتی ہے۔جہاں سڑک موجود ہے وہاں بھی اکثر لوگ شہروں میں آکر اپنا اناج فروخت کرنے کے بجائے گاؤں میں ہی فروخت کرنا مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ شہر تک انجان کو لے جانا مشکل کام ہوتا ہے اور وہ اسے اس لیے بھی مشکل سمجھتے ہیں کہ شہر سے گاؤں تک کا فاصلہ اچھا خاصا ہے اور اب تو چونکہ ٹرانسپورٹ کا دور ہے اور کرایہ بھی زیادہ پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے کسان کی ہمت نہیں پڑتی کہ وہ دور جاکر کرایہ خرچ کرے منڈی آنے اور اس تک رسائی کا بھاڑا الگ سے بھرنا پڑتا ہے اس لیے ٹرانسپورٹ کی معیاری ہونا لازمی شرط ہے ترقی یافتہ ممالک میں حکومت وقت از خود کسانوں کے گھر سے مال اور اجناس وغیرہ اپنی ذمہ داری اور خرچ پر اُٹھارے ہیں اور ان کی خرید سے زیادہ کا معاوضہ کسان کے گھر ہی ادا ہو جاتا ہے ٹانسپورٹ کا نظام بہت اچھا ہے جس کی وجہ سے نہ تو حکومت کو مہنگا پڑتا ہے اور نہ ہی کسان کو زیادہ دگو دوکرنی پڑتی ہے۔ہمارے معاشرے میں صرف بڑے بڑے کسان ہی یا زمیندار ہی ایسا کرپاتے ہیں کیونکہ وہ زیادہ بڑے پیمانے پر اناج اُگاتے ہیں اس لیے کرایہ اور ٹرانسپورٹ کا خرچہ اسی میں سے نکال لیتے ہیں اس مسئلے کے تدارک کے لیے حکومت وقت کو چاہیے کہ کرایہ اور ٹرانسپورٹ سے متعلق

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کسانوں کے مسائل کو حل کرنے میں کلیدی کردار ادا کریں جس کی وجہ سے بنیادی طور پر کسان کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ باقی ماندہ زندگی میں زیادہ کاشت کاری کرنے پر توجہ دے گا۔

سوال نمبر 11۔ معاشرتی مسائل کی تعریف کریں نیز پاکستان میں معاشرتی مسائل کی موجودہ صورت حال بیان کریں۔

جواب۔

معاشرتی مسئلہ سے مراد: انسان اپنی روزمرہ کی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے دن رات بھاگ دوڑ کرتا ہے۔اسے ان کی تکمیل کیلئے بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کوئی ذریعہ روزگار کیلئے مارا مارا پھرتا ہے۔کسی کو سر چھپانے کے لیے جگہ نہیں ملتی اور کوئی کسی مہلک مرض کا شکار نظر آتا ہے۔ اس وسیع وعریض دنیا میں ایسے لوگوں کا پایا جانا بہت مشکل ہے جو کہ مکمل طور پر بے فکر اور مطمئن ہوں ورنہ ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی کا شکار نظر آتا ہے جسے ہم عام زبان میں مسئلہ کہتے ہیں لیکن کبھی کبھی معاشرے میں ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے کہ ملک یا معاشرے کے بہت سے لوگ ایک ہی پریشانی کا شکار نظر آتے ہیں۔ مثلاً پاکستان میں پڑھے لکھے نوجوانوں میں سے زیادہ تر کو یہ شکایت ہے کہ انہیں ان کی علمی قابلیت کے مطابق نوکریاں نہیں ملتیں۔یورپ میں اکثر والدین کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کے بچے چھوٹی عمر سے ہی نشہ آور اشیاء کا استعمال شروع کر دیتے ہیں پس ایسی صورتحال جس سے معاشرے کی کثیر تعداد ناپسندیدہ طریقے سے متاثر ہو اور اس کو حمل کرنے کے لیے لوگ مشترکہ طور پر سوچیں نیز اس سوچ پر عمل بھی کریں تو یہ حالت معاشرتی مسئلہ کہلاتی ہے: یعنی:۔

''ایک معاشرتی مسئلے سے مراد معاشرے کی ایسی حالت ہے جو ناپسندیدہ طریقے سے معاشرے میں پیدا ہو جائے اور جس کو ارکان معاشرہ ناروا اور نامناسب سمجھیں لیکن ان کو اس بات کا یقین ہو کہ کوشش اور عمل سے یہ ناقابل قبول حالات درست کئے جاسکتے ہیں۔''

پاکستان میں موجود معاشرتی انتشار کی نوعیت: پاکستانی معاشرے میں اس وقت ایک انتشار اضطرات کی کیفیت ہے۔معاشرے میں اخلاق واتحاد اور استحکام پیدا کرنے والی بنیادیں کمزور ہو رہی ہیں۔جرائم میں اضافہ، دہشت گردی وسیع پیمانے پر کرپشن، لوٹ کھسوٹ، بیروزگاری، غربت، تعلیم، صحت اور خاندانی انتشار جیسے سنگین سائل پاکستانی معاشرے میں انتشار کا سب سے بڑا سبب ہیں۔اس معاشرتی انتشار کی نوعیت کا باعث بننے والے چند اسباب اور عوامل درج ذیل ہیں۔

غربت: معاشری حالات کی خرابی یا غربت کو ماہرین عمرانیات نے بہت سے مسائل کا سبب قرار دیا ہے۔غربت بذات خود بھی ایک معاشرتی مسئلہ ہے۔ اس سے نہ صرف دیگر مسائل پیدا ہوتے ہیں بلکہ غربت سے ملک کی تعمیری اور ترقیاتی سرگرمیوں میں بھی رکاوٹ پڑتی ہے۔غربت معاشوں میں افراد اپنی ضروریات کی تکمیل قانونی حدود میں نہیں کر سکتے تو وہ غیر قانونی ذرائع اپنا لیتے ہیں۔ان سے ملک میں جرائم اور بے راہ روی جیسے مسائل عام ہو جاتے ہیں۔غربت کے سبب والدین اپنے بچوں کی مناسب تعلیم وتربیت کا انتظام نہیں کر سکتے۔نیز غریب معاشروں میں تعلیم اداروں، شفاخانوں اور تفریح گاہوں کی بھی کمی ہوتی ہے جس سے بچوں کی پرورش پر برا اثر پڑتا ہے۔غریب معاشروں میں حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی ممکن نہیں۔لوگ تنگ وتاریک مکانوں میں رہتے ہیں۔ ناقص غذا کھاتے ہیں اور مہلک امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں۔عمرانی تحقیق سے ایک دلچسپ انکشاف یہ ہوا کہ غریب معاشروں میں شرح پیدائش بلند ہوتی ہے جس کا یہ ہے کہ غربت کے سبب لوگوں کو تفریح کا موقع نہیں ملتا اور ان کی تفریح کا سامان بچے ہوتے ہیں۔آبادی میں اضافہ ترقی پذیر معاشروں کا سنگین مسئلہ ہے اور اس مسئلے کے پیدا کرنے میں غربت کا کافی دخل ہوتا ہے۔

دیہی اور شہری نقل مکانی: دیہات کی آبادی کا شہروں کی جانب ہجرت کا سلسلہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔شہری زندگی کی چمک دمک اور روپے پیسے کی زیادتی کا تذکرہ دیہاتوں کے دل میں شہر جا کر دولت مند بننے کی خواہش ابھارتا ہے اور وہ اپنی روایتی زندگی اور آبائی پیشوں کو ترک کرکے شہروں کی جانب چل پڑتے ہیں مگر شہر پہنچ کر انہیں زبردست دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ نہ صرف خود پریشان ہوتے ہیں بلکہ ان کی موجودگی شہروں کو بھی کا شکار بنا دیتی ہے۔دیہاتیوں کی شہروں کی جانب نقل مکانی سے ان کی آبادی کاری مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ بھی بے شمار مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔مثلاً'' دیہاتی عموماً ان پڑھ ہوتے ہیں وہ کسی میدان میں مہارت بھی نہیں رکھتے۔بے انتہا سادہ لوح اور اونچ نیچ سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔وہ دیہات سے اپنے ذہن میں راتوں رات امیر بننے کا تصور لے کر شہروں کی جانب آتے ہیں۔یہاں آ کر جب انہیں ملازمت نہیں ملتی تو ان کی لئے غذا اور رہائش کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ان حالات میں عموماً انہیں شہر کے گندے اور پسماندہ علاقوں مین رہنا پڑتا ہے۔یہاں پر انہیں جرائم کی ترغیب ملتی ہے یا انہیں جرائم پیشہ لوگ آلہ کار بنا کر اپنا مقصد پورا کرتے ہیں۔ان حالات میں وہ مجرم اور ان کے بچے بے راہ رو بن جاتے ہیں۔ایسے لوگ جیب کترے چور اور اسمگلر بن جاتے ہیں۔اس کے علاوہ ان دیہاتوں کیلئے شہری اور دیہاتی زندگی کا فرق بھی عذاب بن جاتا ہے۔شہری زندگی سے عدم مطابقت ان کیلئے مشکلات اور مسائل پیدا کر دیتی ہے۔

شخصی انحطاط: ہر معاشرہ افراد کے کردار کو منظم کرنے کے لیے کچھ اصول وقوانین نظام اقدار اور معیارات کو تشکیل دیتا ہے جس کی ہر فرد کو پابندی کرنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی فرد ان سے انحراف کرتا ہے تو معاشرہ اس کا محاسبہ کرتا ہے اور وہ فرد مذہب معاشرتی قوانین اور حکومت کی نظر میں قابل سزا ہوتا ہے۔جیسے شراب نوشی، بدکاری، بردی عادات میں مبتلا ہونا، جنسی بے راہ روی ہمارے معاشرے میں شخصی انحطاط کی نشانیاں ہیں اور ایسا قابل مذمت اور قابل سزا ہے۔شخصی انحطاط عام

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کیلئے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کیلئے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہوجائے تو معاشرے میں بے راہ روی جرائم ،اخلاقی گراوٹ اور انتشار جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

نسل یا ثقافتی اختلافات: وہ معاشرے جہاں مختلف ثقافتوں کا وجود ہو گروہی تنازعات،صوبائیت اور اونچ نیچ ، برتری کم تری جیسے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں اس لئے کہ ہر ثقافت سے متعلق طبقے میں اپنے آپ کو زبان لباس ،رسم ورواج اور طور طریقں کو اچھا اور دوسروں کو کمتر یا برا سمجھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یہ احساس ایک ملک کی سلمیت کو ختم کرنے اور قومی استحکام کو پارہ پارہ کرنے کا سبب بنتا ہے۔اس کے علاوہ آج کل تمام دنیا میں رنگ و نسل اور ذات پات کی بنیاد پر اونچ نیچ کا امتیاز بھی مسئلہ بنتا جارہا ہے۔امریکہ میں نیگرو اور سفید فام اقوام کے درمیان تنازعہ اور ہندوستان میں طبقات کشمکش اس کی نمایاں مثالیں ہی۔ ہمارے معاشرے میں ثقافتی اختلافات کے باعث صوبائیت جیسا خطرناک مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔زبان،لباس ،رسوم ورواج اور طرز زندگی کے اختلاف نے ہمارے لوگوں میں اتفاق واتحاد کے رشتے کو کمزور کردیا ہے۔جس سے معاشرہ انتشار کا شکارہ اور ملکی سلمیت خطرے میں پڑ چکی ہے۔

جسمانی اور ذہنی امراض: جسمانی اور ذہنی اعتبار سے بیمار افراد اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ ان کی کفالیت اور تیمارداری دوسروں پر بوجھ بن جاتی ہے۔اگر خاندان کا سرپرست بیمار ہوجائے تو خاندان کی کفالت مسئلہ بن جاتی ہے۔اگر ماں بیمار ہے تو پورے گھر کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال متاثر ہوتی ہے۔اسی طرح اپاہج یا بیمارے بچے بھی والدین کے لیے باعث رنج وپریشان بنے رہتے ہیں۔جن کا والدین کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔اور وہ اپنی دیگر ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام نہیں دے سکتے۔جسمانی یا ذہنی امراض میں اضافہ قومی سطح پر دیکھا جائے تو وہ پوری قوم کی ترقی اور تعمیر میں رکاوٹ بن جاتا ہے اس لئے کہ وہ افراد جو ذہنی اور جسمانی طور پر کام کے قابل نہیں نہ صرف یہ کہ کی تعمیر وترقی میں حصہ نہیں لے سکے۔ بلکہ ان کے علاج یا دیکھ بھال کا بوجھ حکومت اور دوسرے تندرست افراد کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ان حالات میں بچوں کی بے راہ روی، جرائم، بیروزگاری اور خواتین کے بے راہ روی جیسے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔

رسم ورواج،روایات: عام زندگی کے وہ طور طریقے جو کسی زمانے میں آباؤ اجداد کی نظر میں پسندیدہ تھے۔نسل در نسل منتقل ہوکر بغیر کسی تبدیلی کے اپنا لئے جاتے ہیں۔ان طریقوں کو رسم ورواج کا نام دے کر ہر معاشرہ میں ہر فرد کو ان کا پابند بنایا جاتا ہے بعض رسم ورواج وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اہمیت کھودیتے ہیں بلکہ وہ تکلیف دہ اور نقصان پہنچانے والی قدریں بن جاتے ہیں۔مگر آباؤ اجداد کی تقلید کا رجحان انہیں اپنانے پر مجبور رکھتا ہے۔ ہندوستان ، پاکستان ،افریقہ،آسٹریلیا کے قبائلی علاقوں میں معاشرتی زندگی میں رسم ورواج اور روایات کا کافی دخل ہے۔ان معاشروں میں ہمیں ایسے مسائل ملتے ہیں جن سے عوام سخت پریشان تو لگتے ہیں مگر ان سے نجات حاصل کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ان مسائل میں جہیز شادہ بیاہ کی رسومات پر فضول اخراجات مذہبی اور ثقافتی تہوار رسمیں مختلف موقعوں پر تحائف کا تبادلہ جیسے مسائل قابل ذکر ہیں۔

معاشرتی تغیر: معاشرتی تغیر سے مراد ہے معاشرے میں آنے والی تبدیلیاں۔معاشرتی تغیر ہر دور اور ہر معاشرے میں آتا رہا ہے اور آج بھی دنیا کے بیشتر معاشرے تبدیلیوں سے دوچار ہیں۔ جہاں ان تبدیلیوں کو معاشرے میں لانے میں ایک طبقہ نمایاں کردار انجام دے رہا ہے وہاں ہر معاشرے میں ایک طبقہ ایسا بھی ہوتا ہے جو ان تبدیلیوں کی مخالفت کرتے ہوئے ان تبدیلیوں کی رہ میں رکاوٹیں ڈالتا ہے۔اس طرح معاشرے مین دو متضاد طرز فکر رکھنے والے طبقے پیدا ہو جائیں تو معاشرہ کئی مسائل سے دوچار ہوجاتا ہے جن میں والدین اور اولاد کے درمیان تنازعہ اقدار میں تنازعہ نوجوانوں کی بے راہ روی اور خاندانی انتشار جیسے مسائل قابل ذکر ہیں۔اس کے علاوہ جب معاشرتی ادارے تغیر کی زد میں آتے ہیں تو ان کی ساخت اور وظائف میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں جن کے سبب متعلقہ اداروں مین انتشار پھیلتا مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔ پاکستان اور دنیا کے بہت سے وہ معاشرے آج کل تبدیلیوں کے ابتدائی دور سے گزرر ہے ہیں جن میں تبدیلیاں معاشرتی زندگی سے ہم آہنگ نہیں لہذا یہاں بیشتر مسائل پیدا ہوگئے ہیں۔

ثقافتی خلاء: ثقافت کے مادی پہلوؤں میں ترقی کی رفتار تیز ہوجاتی ہے جبکہ ثقافت کے غیر مادی پہلو اس رفتار سے ترقی نہیں کرتے جس کے نتیجے میں معاشرے میں ایک طرح کا طرز عملی زندگی میں فاصلہ یا خلیج پیدا ہوجاتا ہے جس کو ماہر عمرانیات ولیم ایف آگبرن نے ثقافتی خلاء کا نام دیا ہے۔جن معاشروں میں ثقافتی خلاء پایا جائے وہاں چند ایک مسائل پائے جاتے ہیں جن میں بوڑھوں کا مسئلہ والدین اور اولاد کے درمیان تنازعہ نوجوانوں کی بے راہ روی جیسے مسائل قابل ذکر ہیں۔ثقافت کے مادی پہلوؤں میں ترقی کے سبب معاشرے میں ترقی کی رفتار تیز ہوجائے اور دوسرے طرف اقدار وروایات یا افکار ان کے استعمال کی اجازت نہ دیں تو بیروزگاری اور غربت جیسے مسائل بڑھتے ہیں۔

زندگی کی مصروفیات اور الجھنیں: آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا دور ہے۔روزمرہ زندگی میں مشینوں کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے جس سے ایک طرف صنعتوں کو فروغ ہورہا ہے تو دوسرے طرف انسانی محنت کی قدروقیمت گھٹتی جارہی ہے۔فلک بوس عمارتیں تیز رفتار سواریاں،ملیں ،کاخانے یہ سب آج کے معاشرے کی ترقی کی عکاس ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آج کے اسنان کو وہ تمام آسائشیں میسر ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔مگر جہاں تک اس کی معاشرتی زندگی اور اس کی مصروفیات کا تعلق ہے وہ دن بدن پیچیدہ ہوتی جارہی ہے اور اس میں الجھنیں اور مسائل بڑھتے جارہے ہیں۔زندگی کی پیچیدگی کے سبب مقابلے کا رجحان بڑھ گیا ہے۔ ہر فرد ترقی کے دور میں دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔بنیادضروریات کے حصول کے لے بھی اسے بے حد محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔اگر وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائے یا ناکام ہوجائے تو وہ شدید احساس کمتری میں مبتلا ہوکر الجھنوں کا شکار ہوسکتا ہے۔اس صورت میں باغیانہ جذبات ابھر

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

آتے ہیں جن کے سبب وہ تخریبی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگتا ہے۔قوانین کی خلاف ورزیاں کرنے لگتا ہے۔ان حالات میں جرائم بے راہ روی ذہنی امراض اور انتشار جیسے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔

اقدار کی کشمکش: غیر مادی ثقافت میں تغیر سے اقدار متاثر ہوتی ہے۔پرانی قدریں اہمیت کھودیتی ہیں اوران کی جگہ نئی اقدار نئے معیارات کے ساتھ ابھرتی ہیں۔چونکہ اقدار کا گہرتعلق مذہب اور رسم ورواج سے ہوتا ہے اس لئے ان میں تبدیلی لوگ برداشت نہیں کرتے۔کچھ لوگ نئی اقدار کا دفاع کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگ پرانی اقدار کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔اس کشمکش سے معاشرہ بیک وقت کئی مسائل کا شکار ہوجاتا ہے۔والدین اور اولاد کے درمیان تنازعات پھوٹ پڑتے ہیں۔اس کے علاوہ ایسے معاشرے جہاں مذہبی،ثقافتی اور نسلی اعتبار سے مختلف قومیتوں کے لوگ لیتے ہیں وہاں بھی متضاد اقدار کام کرنے لگتی ہیں جسے سے طبقاتی کشمکش،صوبائیت کے جھگڑے اور تصادم جیسے مسائل ابھر آتے ہیں۔

معاشرتی مسائل کے اثرات۔

آج کل دنیا کے تمام معاشروں میں جہاں معاشرتی مسائل کی شدت کو محسوس کیا جارہا ہے اس بات پر توجہ دی جارہی ہے کہ ان مسائل کے پیدا کرنے والے اسباب کا پتہ چلا کران کو معاشرے سے ختم کرنے کے سلسلہ میں مئوثر اقدامات کئے جائیں۔تحقیق اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کسی ایک معاشرتی مسئلے کے ابھرنے کا کوئی ایک سبب نہیں ہوتا بلکہ کئی اسباب مل کر معاشرے میں مسئلے کو ابھارتے ہیں۔کہیں یوں بھی دکھایا گیا ہے کہ کسی ایک سبب سے معاشرہ بیک وقت کئی مسائل کی آماہ جگاہ بن گیا۔کبھی معاشرے میں ایک مسئلے کے پیدا ہونے سے کئی دوسرے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔مسائل کا گہرا مطالعہ اوران سے متعلق اسباب کی تحقیق ہی درست ترین نتائج تک پہنچا سکتی ہے۔تمام معاشروں میں معاشرتی مسائل کے پیدا کرنے میں جن اسباب کا گہرا دخل ہے ان کا مختصر جائزہ درج ذیل کیا جارہا ہے۔ان اسباب کی روشنی میں متعلقہ مسائل کی بھی نشاندہی کی جارہی ہے۔ان میں چند مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔جو یہاں کے خاص پس منظر اور حالات کے سبب پیدا ہوئے ہیں جب کہ بیشتر مسائل ایسے ہیں جو نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر معاشروں میں موجود ہیں۔جہاں اس قسم کے اسباب پیدا ہوگئے ہیں۔معاشرتی مسائل کے اسباب مندرجہ ذیل ہوسکتے ہیں۔

۱۔ معاشرتی تغیر	۲۔ صنعتی ترقی	۳۔ ثقافتی خلاء	۴۔ زندگی میں پیچیدگی
۵۔ اقدار کی کشمکش	۶۔ معاشرتی انتشار	۷۔ غربت	۸۔ دیہی شہری ہجرت
۹۔ جنگ یا سیاسی بحران	۱۰۔ شخصی انحطاط	۱۱۔ نسلی یا ثقافتی اختلافات	۱۲۔ جسمانی و ذہنی امراض
۱۳۔ فطری آفات	۱۴۔ رسم ورواج		

دنیا کا کوئی بھی معاشرہ ایسا نہیں جو مکمل طور پر معاشرتی مسائل سے مبرا ہو کیونکہ جب ایک سے زیادہ گروہ یا لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو معاشرتی مسائل کا پیدا ہونا لازمی امر ہے اور انسان ان کو حل کرنے کیلئے کوشاں رہتا ہے۔عمرانیات ایسے معاشرتی مسائل کا مطالعہ کرتی ہے جس سے عوام کی اکثریت متاثر ہو اور ماہرین عمرانیات انہیں حل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہوں۔

(الف) ماہرین عمرانیات معاشرے میں موجود ایسی ناپسندیدہ صورتحال کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے لوگ بری طرح متاثر ہورہے ہوں اور جوان کی روزمرہ زندگی کو تلخ کرنے کا باعث بنتی ہوں۔ماہرین عمرانیات ایسی ناپسندیدہ صورت حال کا تفصیلاً مطالعہ کرتے ہیں اوران کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں اوراسے ''معاشرتی مسئلہ'' قرار دیتے ہیں۔

(ب) ماہرین عمرانیات معاشرتی مسئلے کے نقصانات اور دور رس اثرات سے عوام اور حکومت کا آگاہ کرتے ہیں۔تاکہ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت ان کو حل کرنے کی کوشش کریں اور حکومت بھی عوام کے تعاون سے ان کی بیخ کنی کے لئے کچھ کرے۔

(ج) ایسے ممالک جہاں کی آبادی میں تعلیم کا تناسب کم ہوتا ہے وہاں کے عوام مسائل کے اسباب اور وجوہات سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور عام طور پراس کا ذمہ دار حکومت کو گردانتے ہیں۔جس سے سیاسی انتشار پھیلنے کا ڈر رہتا ہے۔

ماہرین عمرانیات انہیں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے صحیح صورت حال اور اسباب سے آگاہ کرتے ہیں۔مثلاً کسی ملک میں مہنگائی کا ذمہ دار حکومت کو گردانا جاتا ہے جبکہ اس کی اور بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں مثلاً بین الاقوامی حالات،فطری آفات اور افراط آبادی وغیرہ۔کسی بھی معاشرے کی تعمیر وترقی میں ماہرین عمرانیات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اقوام عمرانیات اور ماہرین عمرانیات کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہیں۔مختلف معاشرتی موضوعات کو بہت اہمیت دی جاتی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

ہے اور تحقیقات کیلئے بڑے پیمانے پر ذرائع اور مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ ماہرین عمرانیات اپنا فعال کردار اسی وقت ادا کر سکتے ہیں جب عوام اور حکومت ان کے ساتھ تعاون کریں اور ان کے مشوروں پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ ہر ترقیاتی پروگرام میں ان کی آراء کو مدنظر رکھا جائے اور ان کے تحقیقاتی عمل کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

سوال نمبر 12۔ طاقت اور اختیار کی جامع تعریف کریں نیز معاشرتی ضبط کے لیے ''طاقت اور اختیار'' کی کیا اہمیت ہے؟

جواب۔

معاشرتی ضبط۔

معاشرتی ضبط کسی تگروہ یا معاشرے کو صحیح طور پر قائم رکھنے کے لیے لوگوں کو معاشرتی معمولات پر عمل پیرا کروانے کا باضابطہ ذریعہ ہے۔ معاشرتی ضبط کا مطلب یہ ہے کہ کسی معاشرے کے لوگ یہ جان جائیں کہ معاشرتی معاملات کیا ہیں۔ اور ان پر عمل کیسے کیا جاتا ہے؟ معاشرتی ضبط کے لئے ان اداروں کی ضرورت پڑتی ہے جو معاشرتی معمولات پر علم درآمد کرواتے ہیں ان میں خاناند تعلیمی ادارے، مذہبی معاشی اور سیاسی ادرے شامل ہیں۔

طاقت۔

کسی گروہ یا شخص کی ایسی اہلیت جو دوسروں کے اعمال کا تعین کرتی ہے اگرچہ یہ اعمال دوسرے کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں، طاقت کہلاتی ہے۔

اختیار / اتھارٹی۔

''جب کسی فرد یا گروہ کی طاقت کو کسی خاص مقصد کے تحت افراد یا گروہ تسلیم کرلیں تو یہ اختیار کہلاتا ہے۔''

یہ ضروری نہیں کہ اگر کسی ایک شخص کو کسی ایک جگہ اتھارٹی حاصل ہے تو وہ ہر جگہ اس کا استعمال کرسکتا ہے۔ اتھارٹی ہمیشہ مخصوص مقاصد کے لئے دی جاتی ہے۔ اس لئے وہ ان مقاصد کی حد تک محدود حق ہے۔ مثلاً کوئی ہیڈ ماسٹر کسی فرم میں جا کر یا کسی فرم کا مینجر کسی سکول میں جا کر اپنے ادارے جیسی طاقت نہیں استعمال کرسکتا ہے۔ کیونکہ ان جگہوں پر ان کی طاقت کو کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا۔

سماجی کنٹرول اور طاقت کا جدید نظریہ۔

ایڈورڈ راس (1866-1981) سمنڈ کا ہم وطن اور ہم عمر تھا۔ اس نے اس صدی کے آغاز میں سمنڈ کی تصنیف سے متاثر ہو کر اپنی مشہور و معروف کتاب شائع کی۔ جس کا نام ہی ''سوشل کنٹرول'' ہے۔ اس کتاب نے نہ صرف ''سوشل کنٹرول'' کی اصطلاح کو متعارف کرایا بلکہ اسکے موجودہ تصور کو نہایت مدلل انداز میں پیش کیا۔ راس کے نظریہ کے مطابق ہر معاشرے کے ''مشترکہ مفادات'' اور ''مشترکہ جذبات'' ہوتے ہیں۔ یہی ''مشترکہ مفادات'' اور مشترکہ جذبات سوشل کنٹرول کے محور ہیں۔ سوشل کنٹرول کے جملہ ذرائع، وسائل طریقہ ہائے کار اور ادارے کسی نہ کسی صورت میں مشترکہ جذبات اور مشترکہ مفادات سے تعلق رکھتے ہیں، البتہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ راس سوشل کنٹرول کے وسائل ذرائع، طریقہ ہائے کار اور اداروں کو ''مشترکہ مفادات'' اور ''مشترکہ جذبات'' کی بنیاد پر تقسیم نہیں کرتا بلکہ انکے مقاصد اور اغراض کو ''افادی'' اور ''جذباتی'' بنیادوں پر الگ الگ کرتا ہے اس کے نظریے کے مطابق سوشل کنٹرول کے جملہ ذرائع، وسائل، طریقہ ہائے کار اور ادارے ہی انسانی معاشرہ میں معاشرتی نظام اور ''معاشرتی نظم و توازن'' کو قائم رکھتے ہیں۔ معاشرہ تغیر پذیر ہوتے ہوئے بھی انہیں کے سہارے اپنی ماجودہ حالت اور حیثیت کو بدستور برقرار رکھتا ہے۔

راس نے جو سوشل کنٹرول کی تعریف کی ہے وہ اگرچہ قطعی اور مخصوص انداز میں نہیں کی گئی ہے۔ لیکن اس کی جامعیت کم و بیش تمام مفکرین کے نظریات کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے یہی وجہ ہے کہ دور حاضر کے تمام علمائے عمرانیات نے راس کے سوشل کنٹرول کے تصور کو نہ صرف اپنایا بلکہ اسے علوم عمرانیات کا ایک اہم موضوع بنا دیا۔ اگر آُ راس سے پہلے کے علوم عمرانیات کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے، تو ان میں ''سوشل کنٹرول'' کا باب اور موضوع سرے ہی سے نظر نہیں آئے گا۔ اس موضوع سے تعلق رکھنے والے مضامین بھی جزوی اور نامکمل ہوں گے۔

سماجی کنٹرول کے جو تصورات پیش کئے گئے ہیں۔ انکی تشریحات کو آپ خاکہ نمبر ا کی مدد سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس خاکہ کے پہلے خول میں انسان کو فطری اور قدرتی ڈھانچہ میں دکھایا گیا ہے جبکہ دوسرا اور تیسرا خول سماجی کنٹرول کے ڈھانچے ہیں۔

ذہنی تصورات اور اتھارٹی۔

ہمارے ذہنوں میں جو تصورات پیدا ہوتے ہین وہ ضروری نہیں کہ حقیقت کے قریب ہوں دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم اس بات کا مشاہدہ بخوبی کر سکتے ہیں کہ معاشرے میں ہر شے کا تصور دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ آج کے دور میں ہم ہر شخص کو روزمرہ زندگی میں نہ جانے کتنے پیچید معاملات اور مسائل حل کرنے پڑتے ہیں یہ معاملات ہر طرح سے کسی نہ کسی تصور کا ہی حصہ ہوتے ہیں اور ہر ایک کا لائحہ عمل دوسرے کرداروں کی تجدید سے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن دونوں کا مدعا ایک ہی ہے وہ ہے مسائل کو حل کرنا ذہنی تصورات کا بھی دائرہ کار وسیع ہوتا ہے۔

ذاتی سوچ پر ابہام۔

کچھ مسائل یا سے ہوتے ہیں جنہیں ہم صحیح معنوں میں سمجھ بھی نہیں پاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کے بارے میں اکثر فیصلے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لوگوں کا

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

خیال ہے کہ ان کے ذہنوں میں موجود جرمن سپاہیوں، بیلجیم کے پادروں، امریکہ میں بسنے والے مختلف قبائیلیوں کا جو تصور پہلے سے موجود تھا لوگوں کا اس پر اپنے موقف اور حالات کے ساتھ تبدیلی کا رجحان ویسے ہی ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے اس وقت کے لوگوں کی سوچ اور عمل آج بھی ویسی ہے کیوں کہ ہمارے لیے وہ محض ایک تاریخ ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں کے لیے وہ ایک تاریخی روایات اور اہم قومی اثاثہ ہیں اسی وجہ سے وہ ان کے بارے میں تبدیلی کے خواہ بھی نہیں ہیں۔ اس بات کا تہیہ کرنا بہت آسان ہے کہ گرد و پیش کے واقعات کا تسلسل اور ہمارے اندر کی آواز اور ذہنی تصور میں فیصلے کی بنیاد پر بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہم لوگوں کے تفریق اور ذاتی عناد کو مدنظر رکھ کر اپنی حیات اور جاویدانی کائنات کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پس اس بات کا ادراک اس علم کی بنیاد پر کر لینا چاہیے کہ یہ در حقیقت ذہنی تصور حالات اور واقعات کی عکاسی کر کے بنیادی لوگوں کی سوچ اور عمل پر اپنی رائے دہی اور فیصلے دینا ہے۔

معاشرتی کار منصب اور اختیار۔ خاندان کار منصب کے طور پر ایک مکمل اور ضابطہ حقیقت ہے۔ اور معاشرے میں اسے ایک کلیدی کردار حاصل ہے اور معاشرتی ادارے کے لحاظ سے معاشرے کے تمام عوامل اور عناصر کی شاخیں خاندان سے ہی نکلتی ہیں۔ خاندان ایک بنیادی اور اہم ادارہ ہے جو اپنے معاشرے کے اقدار کے مطابق کسی خاص کام کو انجام دینے کے لئے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ خاندان کی سادہ تعریف تو یہی ہے کہ خاندان سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد کا آپس میں رہنا یا ملکر کام کرنا ہیں۔ خاندان کا بنیادی مقصد مل کر بچہ کی پیدائش کرنا اور ان کی اس طرح سے پرورش کرنا کہ وہ بڑے ہو کر معاشرے کے کار آمد رکن بن سکیں۔ خاندان نہ صرف چند افراد کے پیدائش اور اس کی پرورش کا نام ہے بلکہ یہ معاشرے کے اہم خلاء کو پُر کرنے کا باعث بھی بنتا ہے بلکہ یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ مختلف لمحات اور معاشرتی امور کی تکمیل خاندان کی موجودگی اور ان کے وجود ہی کی وجہ سے ممکن ہوتی ہے۔ خاندان چند افراد پر مشتمل وہ معاشرتی گروہ ہے جو ایک دوسرے کی شادی، خون یا متبنیٰ کے رشتہ کی وجہ سے وابستہ ہوتے ہیں۔

معاشرتی بقاء اور خاندان: علم عمرانیات کی روح سے خاندان کو معاشرے کی بقاء کا لازمی جز و قرار دیا گیا ہے معاشرے کی بقاء کے لئے خاندان کو پوری دنیا میں ایک بنیادی حثیت حاصل ہے۔ خاندان کے رہنے سہنے اور ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ کا طریقہ پوری دنیا تہذیب کے لحاظ سے مختلف صحیح مگر ان کے مقاصد ایک جیسے ہیں معاشرے کی بود و باش اور انداز زندگی کا معیار مختلف معاشرے کی وجہ سے مختلف ہونا اس معاشرے کی تہذیب اور ثقافت کی پہچان ہے معاشرے کی کوئی ایسی شکل موجود نہیں جہاں پر ایک خاندان کی طرز زندگی کا معیار ایک جیسا اپنا لیا جائے یہ مجبوری اس لئے پیش آتی ہے کیونکہ ہر معاشرے کا محل وقوع اور اس کے موسمی اثرات اور عوامل دوسرے معاشرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں لہذا ایسا کرنا ممکن ہی نہیں ہے کہ تمام خاندانوں کی اقسام کو ایک جیسا یا ایک ہی معاشرتی انداز میں زندگی گذارنے پر اُکسایا۔

تصادم اور معاشرتی زندگی۔

طاقت اور اختیار میں ہمیشہ ایک دوسرے گروہ کو نہ تسلیم کرنے کی روش زمانہ ازل سے چلتا آرہا ہے۔ انسانوں میں معاشرتی تفاعل کا عمل بہت پرانا ہے اور یہ تب سے جاری ہے جب سے چھوٹے سے چھوٹا معاشرہ معرض وجود میں آیا اور لوگوں نے اپنے مقاصد کے حصول اور مسائل کے حل کے لئے دوسرے لوگوں سے روابط رکھنے کی روایت پیدا کی تصادم مختلف محرکات کی شکلوں میں معاشرے میں جاری رہتا ہے یہ کس نوعیت کا ہوتا ہے اور اس کا حجم کیسا ہوتا ہے یہ سب باتیں معاشرے میں موجود لوگوں کی تعداد اور ان کے مقاصد پر منحصر ہے۔ معاشرے میں لوگ ایک دوسرے تعاون کرتے ہیں مسابقت کی فضاء پیدا کرتے ہیں تصادم کی روش اپناتے ہیں یہ تمام عوامل معاشرے کی بقاء کا لازمی حصہ ہیں یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات لوگوں یا گروہ میں تصادم کی شرح اس قدر شدت اختیار کر جاتی ہے کہ اسے کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی تصادم اور مسابقت کے عمل کو روک نہیں سکتے ہیں کیونکہ اسی کی بدولت مقابلے کی فضاء جنم لیتی

ہے اور لوگوں میں آگے بڑھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے تصادم سے ہی وہ معاشرے میں توازن پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ مسابقت کے عمل کا تعلق مسابقت کی ابتدائی نوعیت کی وجہ سے بھی ہوتا ہے کیونکہ مسابقت کا عمل جتنا شدید ہوگا تصادم بھی اتنی ہی شدت اختیار کر جائے گا۔

تشدد اور طاقت کا استعمال۔

طاقت اور اختیار میں تصادم ایک فطری عمل ہے۔ تصادم کی پہلی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تشدد اور طاقت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس عمل میں باقت اور تشدد کے ذریعے مخالف فریق کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا جاتا ہے یہی وھہ ہے کہ بعض ماہرین عمرانیا کے خیال میں ایسا تمام معاشرتی تفاعل جس میں طاقت اور تشش کا حقیقی استعما کیا جائے یا اس کے استعمال کی دھمکی دی جائے معاشرتی تصادم کہلاتا ہے۔ مثلاً بھارت میں ہدو مسلم فسادات ہوتے ہرتے ہیں ان میں اکثر اوقات تشدد کے ذریعے سے مخالف فریق کو تباہ و برباد کرنے کی شعوری کوشش کی جاتی ہے اگر براہ راست تصادب بھی ہو تب بھی فاسدات والے علاقے میں ہدنوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تناؤ کی کیفیت رہتی ہے کیونکہ تشدد کے استعمال کا خوف موجود ہوتا ہے۔ بھار میں ہندو گائے کو معتبر خیال کرتے ہیں.

انسانی فتوحات۔ بلب۔ ہیٹر، پنگھا، ٹیلیویژن، ریڈیو، انجن، بس، کیلکو لیٹر، کمپیوٹر، چاند گاڑی، خلائی راکٹ، بحری جہاز، ہوائی جہاز، اور بے شمار دوسری اشیاء کو گلام بنا کر انسان نے اپنی معاشرتی زندگی کو آسان اور آرام دہ بنا لیا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنی صحت اور جوانی کی دوام بخشنے کے لیے تراکیب کا عام رواج ہو

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com
0334 5504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

گیا ہے۔دل، آنکھ، گردوں وغیرہ کی منتقلی کا آپریشن اب وسیع ہو گیا ہے۔

ہمہ جہت علم۔ زرعی، صنعتی، کاروباری، معاشرتی، دفاعی، مواصلاتی اور طبی زندگی میں انقلاب آفرین تبدیلیاں صرف اور صرف علم میں حیرتناک اضافہ کی بدولت ہی ممکن ہو سکا ہے۔لا ربی جدید معاسشرہ کا ہر انسان خواہ وہ کےٹو کی چوٹی پر رہائش رکھتا ہو یا دریائے ایمیزن کے طاس میں سکونت پذیر ہو تہذیب وتمدن کے اعتبار سے وہ کتنا ہی غیر مہذب کیوں نہ ہو وہ ہر لحاظ سے معاشرے میں اور دنیا میں ہونے والے عمل اور ترقی سے باخبر ہے۔

عالمی معاشرے کی خامیاں۔ عالمی معاشرے کی خوبیاں جہاں بیان کی گئی ہیں وہی پر اس کی خامیوں کا تذکرہ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔عالمی معاشرے کے برے اثرات کا ذکر کچھ اس طرح سے کیا جاتا ہے۔

نظریاتی تقسیم۔ موجودہ عالمی معاشرہ اگرچہ جغرافیائی طور پر ایک وحدت محسوس ہوتا ہے مگر اسی وحدت کے اندر بھی تاریخی عوامل کارفرما ہیں جنوں نے قوموں کے نظریاتی طور پر منتشر بھی کیا ہے۔

سوال نمبر 13۔ شماریات کی تعریف کریں نیز عمرانی تحقیق میں شماریات کی ضرورت واہمیت بیان کریں۔

شماریات کا عمرانیات سے تعلق۔

شماریات ومعاشیات کے علم میں رسد، طلب، سرمایہ کاری بچت پیداوار صرف اشیاء وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔شماریات کا تعلق صرف معاشی پہلو سے جبکہ عمرانیات پوری معاشرتی زندگی کا احاطہ کرتی ہے۔ماہرین شماریات کی غلطیوں کی صورت میں ماہرین عمرانیات ان کی مدد کرتے ہیں۔شماریات جہاں معاشرتی افراد کی تعداد اور صلاحیت کا احاطہ کرتی ہے وہی پر وہ اس کے تدارک کے لیے اقدامات اور اخراجات کا تخمینہ بھی لگاتی ہے۔

کارل مارکس نے تو تنہا ذرائع پیداوار کی روشنی میں پوری انسانی تاریخ کی تعبیر کی ہے۔

معاشی خوشحالی یا بدحالی براہ راست آبادی کو متاثر کرتی ہے ایک معاشرے میں انتشار وسکون کا انحصار اس کی معاشی بدحالی پر ہے۔

دونوں علوم معطیات کے تجزیے کے عمل میں علم ریاضی کے پیمانوں کی مدد کے قائل ہیں۔آبادیات کا موضوع دونوں میں مشترک ہے۔معاشی استحصال جیسے مسائل کی بنیادی وجوہات زیادہ تر معاشی ہیں۔ان باتوں کا اشتراک ان کے تعلق کو واضح کرتا ہے۔

چونکہ شماریات وسائل اور مسائل کے تخمینہ کا نام ہے اور لوگوں کو اس سے ادراک دلانا اس کا کام ہے عام طور پر لوگ اپنے مختصر سے تجربہ کی بناء پر اردگرد کے لوگوں اور حالات سے متعلق کسی اہم نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں دوسرے لفظوں میں وہ چند لوگوں کا نمونے کے طور پر تجزیہ کرتے ہیں اور اس کا اطلاق تمام لوگوں پر کر دیتے ہیں اسی طرح سے کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لیے وہ اس کا تھوڑا سا حصہ بطور نمونہ پرکھتے ہیں اور اس چیز کے مکمل خواص جان لیتے ہیں مثلاً گندم کے ایک ڈھیر کو جانچنے کے لیے عام طور پر وہ گندم کے دانوں کی ایک مٹھی سے پرکھ کر گندم کا اندازہ کر لیتے ہیں کہ اس میں کوئی ملاوٹ تو نہیں یا اس میں جڑی بوٹیوں کے کتنے فیصد بیج شامل ہیں۔کھانا پکاتے وقت باورچی دیگ میں سے ایک چمچ نکال کر دیگ کے پکنے کا اندازہ کر لیتا ہے ان تمام مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر کسی چیز کے جائزے کے لیے اس کا تھوڑا سا حصہ استعمال کرتے ہیں اس حصے کو نمونہ کہتے ہیں اور اس حصے کو حاصل کرنے کے طریق کار کو نمونہ بندی کا نام دیا جاتا ہے۔

نمونہ بندی کی تعریف:

شماریات کے وجود کو تسلیم کرنے کے لیے کولنگز کے مطابق نمونہ چند ارکان کا وہ گروہ ہے جو کہ تمام جمعیت یا کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جمعیت یا کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جمعیت یا کائنات سے مراد وہ تمام افراد واقعات یا اشیاء ہیں جن میں سے نمونہ اخذ کیا جاتا ہے اور کسی بھی کائنات یا جمعیت سے چند ارکان کا نمونہ اخذ کرنے کا طریقہ نمونہ بندی کہلاتا ہے علم عمرانیات میں جس جمعیت سے نمونہ اخذ کیا جاتا ہے عام طور پر اسے کائنات کہتے ہیں۔

نمونہ بندی کی ضرورت:

نمونہ بندی کی ضرورت مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر پیش آتی ہے۔

۱۔ کائنات کی وسعت: عام طور پر ہماری معاشرتی تحقیق کی کائنات اتنی وسیع ہوتی ہے کہ اس پر آسانی سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا اور اگر کائنات پر مکمل ضبط حاصل نہ ہو تو تحقیق کے نتائج اعتمادیت کے حامل نہیں ہوتے لہٰذا اس مشکل پر قابو پانے کے لیے نمونہ بندی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۲۔ تربیت یافتہ عملے کی کمی:

پوری کائنات کا مطالعہ کرنے کے لیے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو عام حالات میں ممکن نہیں ہوتا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نمونہ بندی کا سہارا لیا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جاتا ہے۔

۳۔ وسائل کی کمی:

شماریات میں وسائل کے بہترین استعمال کا جواز پیش کیا جاتا ہے عام طور پر تحقیق کرنے والوں کے پاس وسائل نہیں ہوتے کہ وہ پوری کائنات کا مطالعہ کر سکیں اس لیے معاشرتی تحقیق میں نمونہ بندی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ وقت کی کمی:

شماریات کا حصول ہے کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ وسائل حاصل کیے جا سکے اور لوگوں کے مسائل حل کیے جائے پوری کائنات کے مطالعے کے لیے بہت زیادہ وقت درکار رہوتا ہے اور یہ وقت عام طور پر سالوں پر محیط ہوتا ہے وقت کی کمی کے پیش نظر معاشرتی تحقیق میں نمونہ بندی کی جاتی ہے۔

۵۔ مالی وسائل کا صحیح استعمال:

شماریات کے عوامل لوگوں کی ضروریات سے لیکر مسائل وسائل کا مکمل اور جامع نمونہ پیش کرتا ہے تاکہ لوگوں کو علم ہو سکے کے ان کی ضروریات کیا ہیں اور اس کے وسائل میں توازن کیسے آئے گا اگر پوری کائنات کا مطالعہ کرنا مقصود ہو تو وقت اور دوسرے وسائل کے ساتھ ساتھ بہت سے مالی وسائل کو بھی بروئے کار لانا پڑتا ہے لہٰذا کم خرچ اور بالانشین کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے لیے نمونہ بندی ایک اہم ذریعہ ہے۔مندرجہ بالا وجوہات کے پیش نظر جس کائنات کا مطالعہ مقصود ہو اس کے چند افراد کو بطور نمونہ منتخب کر لیا جاتا ہے یہ پوری کائنات کی نمائندگی کرتا ہے لہٰذا اس سے حاصل شدہ معلومات تمام کائنات کے بارے میں صحیح اطلاع فراہم کرتی ہے۔

نمونہ بندی کی شرائط:

شماریات میں نمونہ بندی بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے نمونہ بندی یا Sampline Method شماریات میں اس لیے استعمال کیا جاتا ہے تا کہ مخصوص علاقہ یا حجم کے وسائل و مسائل کا ایک متعین اندازہ لگایا جا سکے نمونہ بندی کرتے وقت جن اہم باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ نمونہ کائنات کی صحیح نمائندگی کرتا ہو۔

۲۔ نمونے کا سائز اتنا ہو کہ اس سے تصحیح کی جا سکے یعنی نمونہ بہت چھوٹا ہو اور نہ بہت بڑا بلکہ نمونے کا سائز اتنا ہو کہ اسے نمونہ شمار کیا جا سکے۔

تاریخی و جغرافیائی عوامل: خارجہ پالیسی مرتب کرتے وقت پڑوسی ممالک کے ساتھ روابط کے تاریخی پس منظر کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔پڑوسی ممالک کے ساتھ تنازعات کسی بھی ملک کی خارجی پالیسی متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اس بات کا بخوبی مشاہدہ پاکستان متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے نتیجہ میں لگایا جا سکتا ہے۔تقسیم ہند کی تاریخی عمل کے دوران جو تنازعات اُٹھ کھڑے ہوئے تھے آج وہی تنازعات پاکستان اور ہندوستان کے ناخوشگوار تعلقات کی بنیادی وجوہات بنے ہوئے ہیں۔ان تنازعات میں کشمیر کا تنازعہ سرفہرست ہے جو پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ناخوشگوار تعلقات کی سب بڑی وجہ ہے۔

تقسیم ہند کے اصول یہ طے پایا گئے تھے کہ وہ علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں پاکستان کا حصہ بنیں گے اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ علاقے ہندوتان میں شامل ہوں گے۔اس بنیادی اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کانگریس رہنماؤں نے انگریزوں کی مدد سے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔تاریخ کے اسی واقع کے اثرات آج بھی پاک بھارت تعلقات پر نمایا طور پر اثرانداز نظر آتے ہیں۔نہ صرف پاکستان بھارت تعلقات بلکہ افغان تعلقات بھی جغرافیائی اور تاریخی عوامل کی روشنی میں اختلاف کی صورت میں تشریح کرتے ہیں۔

نظریاتی عوامل: کسی ملک کی خارجہ پالیسی مرتب کرنے میں نظریاتی عوامل کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔پاکستان کا قیام اسلامی نظریے کے تحت عمل میں آیا تھا۔اس لئے اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنا پاکستانی کی اولین خارجہ پالیسی کا اہم نکتہ نظر ہے۔

سوال نمبر 14۔ ثقافتی تصورات سے کیا مراد ہے؟ان تصورات کا روزمرہ زندگی سے تعلق بیان کریں۔

جواب:

ثقافتی تصورات:

ثقافت انگریزی لفظ Culture کا اردو ترجمہ ہے یہ ہماری روزمرہ زندگی میں عام استعمال ہونے والے الفاظ میں سے ہے عام طور پر ثقافت ہمارے ذہنوں میں روایات اور روزمرہ زندگی کے روایتی طریقہ کار آتے ہیں جبکہ لفظ ثقافت ایک بہت جامع اور وسیع اصطلاح ہے گئے کچھ معاشروں میں ایک کھانے اور دودھ دینے والے جانور ہے جبکہ انڈین ثقافت میں ایک متبرک اور پاک چیز ہے کہیں خواتین مکمل پردے کے بغیر گھر سے نہیں نکل سکتیں اور کہیں ان کو مکمل آزادی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہے یہ سب ہماری Social Practice کے نمونے اور یہی سب ملا کر ہمارا کلچر اور ثقافت بنتے ہیں۔

ثقافتی تصورات کا روزمرہ زندگی سے تعلق: ذیل میں چند اہم ثقافتی تصورات کی تعریف اور مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔

ثقافتی خاصہ:

کسی بھی معاشرے کی ثقافت کی سب سے چھوٹی اکائی کو کہتے ہیں آسان الفاظ میں کسی ثقافت کی کوئی سب سے چھوٹی چیز یا رویہ جو خود مختیار ہو اور اس کو مزید تقسیم نہ کیا جا سکے اس کا ثقافتی خاصہ کہلاتی ہے یہ ثقافتی خاصہ مادی ہو سکتا ہے اور غیر مادی بھی پاکستانی ثقافت میں موجود مادی ثقافتی خاصے کے مثال دوپٹہ، شلوار، پگڑی وغیرہ شامل ہیں اسی طرح غیر مادی ثقافتی خاصوں کی مثال گلے ملنا، شادی کے موقع پر دلہن کو تحفے دینا، ہماری زبان کا کوئی لفظ وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ ثقافتی مرکب: جب بہت سے ثقافتی خاصے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں تو تب انہیں ثقافتی مرکب کہا جاتا ہے ثقافت خاصہ خود کسی اہمیت کا حامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دوسرے خاصوں کے ساتھ ربط یا تعلق نہ ہو ثقافتی مرکب کی مثالوں میں شادی، نماز، لباس وغیرہ شامل ہیں اب ہم غور کریں تو ایک شادی میں بہت ساری رسموں کی صورت میں ثقافتی خاصے نظر آئیں گے اسی طرح نماز کے لیے وضو کرنا، رکوع و سجود وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ ثقافتی اسلوب: کسی ثقافت کی اکائیوں کے درمیان باہمی تعلق کو ثقافتی اسلوب کہتے ہیں یا اکائیوں کے درمیان ایسا رشتہ ہوتا ہے کہ جس سے کسی ثقافت کی غالب اور نمایاں خصوصیات نظر آتی ہوں مثلاً پاکستان میں شادی کے سلسلے میں منگنی، مہندی، نکاح، جہیز، ولیمہ سب شادی کے اسلوب ہیں۔

۴۔ ثقافت پذیری: جب ایسے دو گروہ یا افراد آپس میں ملیں جن کی ثقافت مختلف ہو تو چند چیزیں ایسی ہوں گی جو وہ ایک دوسرے سے سیکھیں گے لیکن ان کے باوجود ان میں ان کی اپنی ثقافت کی پہچان باقی رہے اس عمل کو ثقافت پذیری کہتے ہیں پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس کے مختلف صوبوں کے لوگوں کی اپنی ثقافت ہے اگرچہ پٹھان کچھ چیزیں سندھی، بلوچی اور پنجابی تہذیبوں سے سیکھتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی اپنی الگ الگ شناخت بھی ہے یعنی ان کو دیکھنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس ذیلی ثقافت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ثقافتی مماثلت: ثقافتی مماثلت ایسا معاشرتی عمل ہے جس سے مختلف ثقافت رکھنے والے دو یا زائد افراد یا گروہ دو مختلف تہذیبوں کو قبول کر لیں اور ایک دوسرے کے طور پر عمل کریں یہاں تک کہ ان میں مختلف ثقافتوں کی پہچان باقی نہ رہے۔ امریکہ ثقافتی مماثلت کی بہترین مثال ہے اس میں اس کے اصل باشندوں کی تعداد بہت کم ہے وہاں زیادہ تر آباد کار جرمنی اور کئی دوسرے ممالک میں آئے ہوئے ہیں ان سب آباد کاروں کی ثقافت الگ الگ تھی لیکن اب ان میں اس مخصوص ثقافت کے آثار نظر نہیں آتے بلکہ ان سب نے مل کر ایک نئی ثقافت کو جنم دیا ہے جو ان کی موجودہ ثقافت ہے۔

ثقافتی تغیر: انسان میں فطری طور پر تجسس کا مادہ ہے جس کی وجہ سے وہ تبدیلی کا خواہاں رہتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ ان کے منصب اور کار منصب میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے یہ تبدیلی معاشرتی اداروں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ معاشرے میں تمام معاشرتی ادارے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اگر ایک ادارے میں تبدیلی آتی ہے تو اس کا اثر دوسرے ادارے پر بھی پڑتا ہے اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی اداروں میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں عمرانیات کی زبان میں ان تبدیلیوں کے لیے معاشرتی تبدیلی یا معاشرتی تغیر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

ثقافتی خلا:

موجودہ دور میں سائنسی ترقی کی وجہ سے تیزی سے آنے والی تبدیلیوں نے بڑی حد تک معاشرتی مطابقت کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ معاشرتی مطابقت کا مسئلہ دو طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو انسان اس تبدیلی کے ساتھ مطابقت پیدا نہیں کر سکتا دوسرا ثقافت کے مختلف حصے ایک دوسرے سے مطابقت نہیں کر پاتے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ ثقافت کے مختلف حصے ایک رفتار سے تبدیل نہیں ہوتے بعض حصے بڑی تیزی سے ترقی کر جاتے ہیں اور وہ یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ثقافت سے تعلق رکھنے والے باقی ادارے اور حصے بھی اسی رفتار سے ترقی کریں اور تبدیلی کو قبول کریں مثلاً صنعت اور تعلیم کے شعبوں کو لیں اگر کسی ملک میں صنعت ترقی کر جاتی ہے تو وہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ تعلیمی میدان میں بھی ترقی ہوتا کہ مجموعی طور پر تبدیلی کو قبول کرتے ہوئے ترقی کی جائے۔

ذیلی ثقافت:

جیسے جیسے کسی معاشرے کا سائز بڑا ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے اس کی پیچیدگی میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس میں ایسے گروہ پائے جاتے ہیں کہ جن کا طرز زندگی، عقائد خیالات کسی نہ کسی حوالے سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی اختلاف ان گروہوں کی ایسی ایک الگ شناخت کا باعث بھی بنتا ہے کسی بڑے معاشرے میں موجود انہی مختلف ثقافتی خصوصیات رکھنے والے گروہوں کی ثقافت کو ذیلی ثقافت کہتے ہیں یہ ذیلی ثقافتیں اپنی اپنی خصوصیات کو برقرار رکھے ہوئے بڑی ثقافت کا حصہ ہوتی ہیں جیسے پاکستان کی قومی ثقافت میں پنجابی، سندھی، سرائیکی، بلوچ، پٹھان اور کشمیری وغیرہ کا ذیلی ثقا

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آج ہی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

فتیں موجود ہیں۔

معاشرتی بقاء اور ثقافت:۔

معاشرہ ہر اس منظّم اور با اصول عوامل کا متلاشی ہوتا ہے جو اس کی بقاء اور اس کے وجود کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ثقافت معاشرتی بقاء اور کردار کا ضامن بھی ہوتا ہے۔اسے معاشرے معیار کا نظام بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ ثقافت ہی معاشرتی معیارات کو منظّم اور مضبوط کرتا ہے اس میں وہ معیارات بھی شامل ہیں جو عام لوگوں کی فلاح و بہبود اور سہولیات کا ادراک کرتا ہے۔ثقافت میں یہ عمل بھی شامل ہے کہ گھر کے افراد کس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں یا ان کا معیار زندگی کس طرز کی ہے۔

مثال:۔

اگر کے اندر ایک عام آدمی کا طرز بود و باش کیا ہے گھر سے باہر نکل کر وہ کس طرح کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہے اس کے علاوہ وہ معاشرے میں موجود مختلف طبقات کے ساتھ کس لب و لہجہ میں بات کرتا ہے کس طرز کے طور طریقوں کو اپناتا ہے۔مختلف موضوعات کے مطابق اس کا رویہ کیسا ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ کس طرز کا رویہ اپناتا ہے اس کے یہ تمام پہلو جو اسے معاشرے میں ایک رکھ رکھاؤ اور تہذیب کے دائرے میں رہ کر اس کی زندگی کا معیار متعین کرتے ہیں معاشرے کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر اسے ثقافت کا ایک منظّم ڈھانچہ مرتب کرنا کہا جا سکتا ہے۔

ثقافت بلحاظ ضرورت:۔

عام طور پر معاشرے کا ہر شخص ثقافتی روایات کو معاشرتی معیارات و روایتی نمونوں پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کے سرگرم رکن بن سکتا ہے ثقافت چونکہ کسی معاشرے کے لوگوں کے لئے مکمل ضابطہ حیات کا نام ہے تاہم معاشرے کے تمام افراد کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ معاشرے میں ثقافت کی بڑھوتری اور پھلنے پھولنے میں اپنا اہم اور کلیدی کردار بھی ادا کریں کیونکہ معاشرے کے فرد ہے کسی بھی تہذیبی عمل کو مکمل کرتے ہیں۔معاشرہ ایک بہت بڑے گروہ کا نام ہے جو بہت سے چھوٹے گروہوں کے مربوط ہونے سے معرض وجود میں آتا ہے نیز معاشرے کے لوگ کسی مخصوص ضابطہ حیات کے پابند ہوتے ہیں معاشرہ انسانوں کا ایسا بڑا منظّم گروہ ہے جو کئی نسلوں سے اکٹھے رہ رہے ہیں اور اپنے گروہ کی نسبت دوسرے گروہ کو خود سے مختلف سمجھتے ہوئے اپنا انداز اور طرز زندگی بھی مختلف سمجھتے ہیں ظاہر ہے جب ان کا انداز زندگی اور سوچ الگ ہوگی تو ان کا طرز بود و باش اور زندگی کا معیار بھی الگ ہوگا لہٰذا ثقافت کے نقطہ نگاہ سے ان کا ثقافتی ڈھانچہ بھی مختلف ہوتا ہے۔ہم بھارتی معاشرے کے لوگوں یا امریکی نسل کے معاشرے میں ہونے والی ثقافتی تہواروں کو اپنے اسلامی کلچر میں نہیں اپنا سکتے ہیں نہ ہو وہاں کے لوگوں کے لئے ہماری ثقافت کو اپنانا آسان ہے۔کیونکہ دونوں طبقات کی زندگی میں مماثلت کے بجائے تحریف پائی جاتی ہے جس کی سب سے بڑی مثال زبان کی اور مذہب کی ہے اور مذہب پر ہر طبقہ کا فرد ڈٹ جاتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے کیوں نہ ہو۔

جان ایف کیوبر کے نزدیک:۔ جان کہتا ہے کہ معاشرے میں ثقافت کو ایک کھیل کا نام دیا جا سکتا ہے اور معاشرے کے لوگوں کو جہاں پر ثقافت رائج ہوا نہیں اداکاروں کا نام دیا جا سکتا ہے جو اس کھیل کو کھیل رہے ہوں اور کھیل کو کھیلنے والے لوگوں کو اس کھیل کے ضابطہ کا اور قوانین کا پورا پورا خیال رکھنا پڑتا ہے یعنی کھیل کے ضابطے کو ثقافت کا نام دیا جا سکتا ہے۔ثقافت کھیل اور عمومی طور پر ہر اس حرکت سے بھی وقوع پذیر ہوتا ہے جس سے لوگوں کا آپس میں باہمی رابطہ یا ضرورتوں کے لحاظ سے واسطہ پڑتا رہتا ہے ہم یہ بات بھی آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی انسان سے کسی بھی قسم کا واسطہ ثقافت کی نئی روش کو جنم دینا ہے۔

معاشرتی ہم آہنگی اور ثقافت:۔

معاشرتی عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بہت سی ایسی باتوں کا خیال رکھنا ہوگا جو معاشرے کی تکمیل اور اس کے حجم کے لئے رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ثقافت کی سب سی بڑی خصوصیت بھی یہی ہے کہ وہ لوگوں کی ضروریات اور آسائشوں کا مکمل خیال رکھتی ہے کوئی بھی ثقافت اس وقت تک اپنے وجود کو برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک وہ معاشرتی ضروریات اور اس معاشرے کے لوگوں کی ضروریات کو مکمل پورا نہ کریں۔ثقافت کی خصوصیات کا اندازہ لوگوں کی طلب سے لگایا جا سکتا ہے لیکن اگر ایک انسان کی ضروریات منشیات مثلاً سگریٹ، چرس یا شراب نوشی سے پوری ہوتی ہے تو اسے ہم معاشرے کی ثقافت کا نام نہیں دے سکتے ہیں بلکہ اسے ثقافت پر یلغار کا نام دیا جا سکتا ہے جس سے معاشرہ اور معاشرے میں موجود لوگوں اور آنیوالی نسلوں کے لئے نقصان کا ذریعہ سمجھ سکتے ہیں۔اس طرز کی برائیوں کو جب بھی معاشرے کی ضرورت کے طور پر لیا گیا تو لوگوں میں تصادم اور بغاوت کی فضاء قائم ہوئی جسکا سب سے بڑا نقصان ثقافت اور اس سے جڑے عوامل کو ہوا۔

(ii) صنعتی معاشرے کے خاندان پر اثرات۔

جواب۔

صنعتی ترقی کی اہمیت: اگر ہم پاکستان کی معاشی ترقی کے حوالہ سے ملک کی صنعتی ترقی کا جائزہ لیں تو یہ بات منکشف ہوجاتی ہے کہ پاکستان کی معاشی ترقی کے لیے صنعتوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ہماری قومی معیشت کے لیے صنعتی ترقی کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

بنیادی طور پر ہماری معیشت ایک زرعی معیشت ہے۔کیونکہ ملک کی کل آبادی کے تقریباً تین چوتھائی حصے کا ذریعہ روزگار زراعت اور اس سے ملحقہ پیشے ہیں۔ملک

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام ،بی اے بی کام ،بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کی زرعی ترقی جدید صنعت کے بغیر ممکن نہیں۔اسی طرح صنعت کی بدولت تیار کی جانے والی کیمیائی کھادیں زرعی شعبہ کی ترقی کے لیے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ایک معیشت میں بالائی ڈھانچے کی تعمیر وترقی بھی صنعت سے وابستہ ہوتی ہے۔مثلاً ذرائع مواصلات صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں زرعی اجناس کی نقل وحمل آسان ہوجاتی ہے۔

☆ صنعت کی ترقی سے ملکی معیشت کے دیگر شعبے خودبخود ترقی کرنے لگتے ہیں۔جس سے مجموعی پیداوار بڑھتی ہےاورقومی آمدنی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

اگرصنعتی ترقی ملک کے معاشی مسائل حل کرنے میں مدد دے رہی ہےتو یقینی بات ہے کہ غریب مما لک میں صنعت کے جاذب محنت منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے جب کہ دولت مندمما لک میں جاذ بہ سرمایہ منصوبوں میں سرمایہ کاری ہوتی ہے جس سے ملک میں مجموعی روزگار کی سطح بلند ہوتی ہے۔معاشی خودکفالت حا صل کرنے کے لیےمختلف شعبوں میں صنعتی پیداوار بڑھائی جاتی ہے۔جس سے ملکی درآمدات کا حجم کم ہوجا تا ہےاور برآمدات بڑھ جاتی ہیں۔اسطرح ادئیگیوں کا توازن درست کرنے میں مدد ملتی ہے۔

☆ ملک میں صنعتی ترقی سےلوگوں کاعمومی معیارزندگی بلند ہوجاتا ہےان کی ہنرمندی اورصلاحیتوں میں بےانتہا تنوع پیدا ہوجا تا ہے۔جس سے ایک معیشت کی بنیادیں مضبوط ہوجاتی ہیں۔س حقیقت کومدنظر رکھتے ہوئے کہ ملک کی مجموعی پیداوار میں اضافہ اورملکی ذرائع کی مکمل کھپت صرف جدید صنعتی ترقی سے ہی ممکن ہے،ہم یہ نتیجہ باآسانی اخذ کرسکتے ہیں کہ خودانحصاری کی منزل پرپہنچنے اورحقیقی سیاسی آزادی حاصل کرنے کے لیے ملکی صنعت کوزیادہ سے زیادہ ترقی دینی چاہئیے۔

☆ جاگیردارانہ معاشرت کی خامیوں،جاہلانہ طرزفکراورفرسودہ اقدار سےنجات حاصل کرنے کے لیے ایک صنعتی معاشرے کا قیام ازحدضروری ہے۔

جب انسان نے چندسادہ سی مشینیں ایجاد کیں تو اس وقت شاید ہی کسی کے ذہن میں آیا ہوگا کہ دھات کے یہ بے ہنگم ٹکڑے،زمین پرایک نئے سماج کوجنم دیں گے لیکن آج ہم اپنے گردوپیش پرنظرڈالتے ہیں تو معلوم ہوجا تا ہے کہ صنعت صرف مشین یا مشینی پیداوار کا نام ہی نہیں بلکہ یہ ایک پورے سماجی دھانچے کا نام ہے جسے ہم صنعتی معاشرہ کہتے ہیں۔جاگیردارانہ نظام معیشت میں مستعمل اوررائج سادہ ذرائع پیدائش اورآلات پیداوار،جب موجودہ معاشرے کے لیے انتہائی پیچیدہ ذرائع پیدائش اورآلات پیداوار میں تبدیل ہوئےتواس سے پیدائش دولت کے مختلف عاملین کے درمیان باہمی رشتوں میں بنیادی تبدیلیاں رونما ہوگئیں۔اس طرح تیز رفتار ذرائع پیدائش نے انسان کوجغرافیائی فاصلے سمیٹنے پرمجبورکردیا۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ تیز تر ذرائع مواصلات کی بدولت مختلف قسم کی اشیاءوخدمات کے لئے ہی منڈیوں کا حصول ممکن ہوگیا ہےاور یوں خام مال کی ترسیل میں حائل ہرقسم کی رکاوٹیں دورہوگئی ہیں۔

سوال نمبر 16۔ خودکشی کے عمرانی اسباب کیا ہیں؟ یہ رجحان کس معاشروں میں فروغ پاتا ہے؟

جواب:

فردخودکشی کیوں کرتا ہے:

ماہرین کا خیال ہے کہ جب مخصوص ذہنی رجحانات اورعائلہ تربیت کے سبب بعض لوگ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں کوئی پسندنہیں کرتا کسی کوان سےکوئی الفت نہیں اوردنیامیں ان کا کوئی نہیں تووہ دوسروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں تاہم کچھ لوگ دوسروں سے بدلہ لینے کی بجائے اپنی ہی زندگی کا خاتمہ کرڈالتے ہیں۔ڈرخانم کے مطابق خودکشی ان معاشروں میں زیادہ فروغ پاتی ہے جن میں معاشرتی بدنظمی زیادہ ہوایسے میں انسان شخصی بدنظمی اورلامقصدیت کاشکارہوجاتا ہے نفسی بیاریوں کی وجہ سے بھی خودکشی میں اضافہ ہورہا ہے مذہب سے بیگانگی اختیارکرنے والوں میں خودکشی کی اموات زیادہ ہوتی ہیں چنانچہ اس امرکی واضح شہادتیں ہیں کہ عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقے میں رومن کیتھولک کی نسبت خودکشی بہت زیادہ ہےاورمسلمانوں میں عیسائیوں کی نسبت خودکشی بہت کم ہے مذہب انسان کو مقصدیت اورصبروقناعت کی تعلیم دیتا ہےجس سے خودکشی کے خلاف ایک قوت مدافعت پیداہوتی ہے خودکشی پرقابو پانے کے لیےضروری ہے کہ انسانی سماجی رشتوں کوترقی دی جائے معاشرتی فاصلوں کودورکیا جائے اورمذہبی تعلیمات کے ذریعےلوگوں کے اندرخداپرایمان مضبوط کیا جائے۔

خودکشی کے رجحان کوکم کرنا:

خاندان میں باہمی محبت والفت:

بچے کی نشوونمامیں اس کا خاندان بہت اہم کردارادا کرتا ہے بچے کے ابتدائی تفاعلی تجربات اس کے خاندان کے افراد کے ساتھ بڑھتے ہیں اوریہیں سے وہ تصورذات کی نشوونمالسانی مہارت اورآموزش اقدار کا اظہار کرتا ہےاس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کے گھریلو ماحول میں مروج اخلاق وآداب ہی اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں اوراس کے ضمیر کی تعمیر میں ان کے اخلاق وآداب کا کردارمرکزی حیثیت اختیارکرجاتا ہے خاندان میں اگرگہرے جذباتی رشتے ہوں اورآپس میں محبت وایثار کا تعلق ہوتو گھر کے افراد کی زندگی سکھ اورچین سے گزرتی ہےاوربچوں کی شخصیت پراس کے مثبت اثرات پڑتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اورتھیسز وغیرہ بھی آرڈرپرتیارکیے جاتے ہیں۔

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بچے کو احساس تحفظ دیا جائے:

بچے کا پہلا نفسیاتی مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی اہمیت کو تسلیم کریں اس کی ذہنی، جسمانی ضروریات اگر پوری ہوتی رہیں تو وہ کسی قسم کی نفسیاتی الجھن کا شکار نہیں ہوتا اس کے برعکس اگر بچے کو یہ احساس ہونے لگے کہ خاندان میں اس کی کوئی عزت نہیں تو اس کا ذہنی سکون چھن جاتا ہے اور وہ بے راہ روی کا شکار ہونے لگتا ہے خاندان کا یہ فرض ہے کہ وہ بچے کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے اگر بچے کی خوراک و پوشاک کا خاطر خواہ انتظام نہ کیا جائے تو اس کی شخصیت میں دکھ اور مایوسی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے جو بعض اوقات اس کی بے راہ روی اور خطا کاری کی طرف پہلا قدم ہوتا ہے۔

بچوں کو توجہ دی جائے: بعض والدین بچوں سے نہایت بے توجہی سے پیش آتے ہیں اور ان کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے پاکستان میں تو یہ صورتحال اس قدر سنگین ہے کہ پڑھے لکھے والدین بھی بچوں کی نفسیاتی و سماجی ضروریات سے کوتاہی برتتے ہیں اور اس طرح ان کے لیے شدید جذباتی الجھنوں کے مواقع فراہم کرتے رہتے ہیں ارک ارلسن جیسے مفکر کا خیال ہے کہ والدین کے اس ناروا رویے کے سبب بچوں کی نشوونما میں خلا رہ جاتے ہیں اور وہ سن بلوغت کو پہنچتے ہی عدم تحفظ اور بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تعلیمی ادارے:

خاندان کے بعد سکول اور کالج تربیت اطفال میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن تا حال ہمارے تعلیمی اداروں میں صالح تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جا سکا اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں سکولوں میں اور کالجوں میں اچھے اساتذہ کی کمی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اداروں میں بہترین عملہ بھرتی کیا جائے جو بچوں کو نیک زندگی گزارنے کی تربیت دے۔ فی زمانہ سکولوں میں پڑھائی کا معیار پست ہوتا جا رہا ہے اور اکثر بچوں کو ناکامی و نامرادی سے دوچار ہونا پڑتا ہے بعض بچے مایوس ہو کر تعلیم سے نفرت کرنے لگتے ہیں اس پر اساتذہ اور والدین کی طرف سے سرزنش ہوتی ہے۔

مذہب:

مذہب بھی انسداد جرائم میں معاون ثابت ہو سکتا ہے پاکستان اسلامی قوانین کے فروغ و نفاذ کے لیے حاصل کیا گیا تھا اسلام کے سنہری اصولوں کی اگر لوگ مکمل طور پر پیروی کرنا شروع کر دیں تو ہمارے بہت سے مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے ملک میں امن و امان اور سکون قائم ہو جائے گا مذہب اسلام انسان میں خدا کے سامنے جوابدہی خوف خدا اور خدا ترسی پیدا کرتا ہے اگر انسان کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو جرائم کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اسلامی سزائیں بھی رائج کر دی جائیں تو ایسے جرائم بہت کم ہو جائیں گے اس طرح مذہب سے دوسرے جرائم کی طرح خودکشی جیسے جرائم کی بیخ کنی کی جا سکتی ہے اسلامی قوانین اور اسلامی سزائیں رائج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی نظام عدل و انصاف کا نفاذ کیا جائے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب پورے معاشرتی ڈھانچے کو تبدیل کیا جائے۔ جس طرح سعودی عرب میں جرائم بہت کم پائے جاتے ہیں کیونکہ وہاں اسلام کے مطابق انصاف ملتا ہے اور مجرم کو سخت سزا دی جاتی ہے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے کیونکہ اگر افراد کو یہ یقین ہو کہ قوانین کی خلاف ورزی پر نہ صرف وہ حکومت کا مجرم ہوں بلکہ اللہ کا بھی مجرم ہوں تو وہ خودکشی جیسا جرم کرنے سے پہلے ضرور سوچے گا۔

سوال نمبر 17۔ کمیونٹی کارکن کی اہم خصوصیات کیا ہونی چاہیے؟

جواب:

کمیونٹی کے رکن کی اہم خصوصیات:

کمیونٹی ڈویلپمنٹ کا انحصار صرف ایک شخص پر ہوتا ہے جسے ہم ترقیاتی کارکن یا ترقیاتی رہنما بھی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسے ہر دلعزیز اور قابل قبول شخصیت ہونے کے علاوہ محنتی اور دیانتدار بھی ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ اسے اس کمیونٹی کے چھوٹے چھوٹے مسائل کے فوری حل کے بارے میں تھوڑا بہت علم بھی ضرور ہونا چاہیے مثلاً چھوٹی چھوٹی بیماریوں کی صورت میں یہ ان کیلئے معالج ثابت ہو، تعلیم و تربیت میں استاد، گھریلو معاملات میں مشیر، جھگڑے طے کرانے میں جج اور مصالحت کنندہ اور اجتماعی کاموں میں ان کا رہنما ہونا چاہیے۔ اگرچہ وہ ان تمام معاملات میں ماہرین کی جگہ تو نہیں لے سکتا مگر لیکن ان تمام معاملات میں اس کی ایسی رائے ہونی چاہیے جو زیادہ تر لوگوں کو قبول ہو اور ان کے فوائد میں ہو۔ اسے اس آبادی کیلئے جس ترقی پر اسے معمور کیا گیا ہو ایک مثال ہونا چاہیے تب جا کر کہیں اس طریقہ کار سے مطلوبہ نتائج حاصل ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ترقیاتی کارکن کو مندرجہ ذیل اصولوں کی روشنی میں اپنے کام کا آغاز کرنا چاہیے۔

1۔ کارکن کو ان لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے چاہئیں جن کے ساتھ وہ کام کرنا چاہتا ہے۔

کارکن لوگوں کی چھوٹی چھوٹی اور ہنگامی ضرورتوں کو پورا کر کے ان کا اعتماد حاصل کر سکتا ہے اگر وہ ان کی کسی معمولی بیماری کا علاج کر کے ان کو صحت و صفائی کی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

0334-5504551 solvedassignmentsaiou.com Download Free Assignments

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اہمیت سے آگاہ کرنا چاہے گا تو وہ آسانی سے اس کی بات سمجھ جائیں گے۔ چونکہ یہ اعتماد اس نے حال ہی میں حاصل کیا ہوتا ہے اور اہل خانہ کو ایک مصیبت سے نجات دلانی ہوتی ہے اس لئے اس وقت ان کے جذبات و احساسات کا احترام کر کے انہیں سمجھا سکتا ہے۔اس کے علاوہ جب کوئی اس سے مشورہ طلب کرے تو کارکن کو اس کے ساتھ اس طرح سے بات کرنی چاہیئے کہ وہ جان لے کہ اس دنیا میں اس سے بڑھ کر اس کا کوئی ہمدرد نہیں اور اسے اپنے ایمان اور علم کے مطابق صحیح مشورہ دینا چاہیئے۔اس طرح کے لگاتار عمل سے وہ اس معاشرتی گروہ میں ایک قابل احترام شخصیت بن جائے گا اور اسے کام کرنے میں آسانی ہوگی۔

2۔ کارکن کو ہر لائی جانے والی تبدیلی کیلئے لوگوں کی رضامندی حاصل کر لینی چاہیئے۔

عموماً کسی ضروری مسئلے پر کارکن کے نقطہ نظر میں اور لوگوں کی نکتہ نظر میں تضاد پایا جاتا ہے چنانچہ افہام و تفہیم کیلئے کارکن ان کی خوبیوں اور خامیوں سے انہیں آگاہ کرتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ اسے مان جاتے ہیں لیکن بعض اوقات پھر بھی اختلاف باقی رہتا ہے ایسی صورت میں ضروری نہیں کہ لوگ غلطی پر ہوں۔ کارکن بھی غلطی پر ہو سکتا ہے اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ کارکن اپنے خیالات میں تبدیلی لائے۔ایسے حالات عموماً اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب اس علاقہ سے باہر بیٹھ کر ان کی ضروریات کی منصوبہ بندی کرتا ہے اس لئے کہ معاشرتی اکائی کی اپنی ضروریات الگ ہوتی ہیں اور انہیں کسی دوسری اکائی کی ضروریات پر منطبق نہیں کیا جا سکتا اسلیئے جگہ کی تبدیلی کے ساتھ منصوبہ بندی کو بھی تبدیل ہونا چاہیے۔کسی تبدیلی کو اس وقت تک اچھا ہونے کی سند نہیں دی جا سکتی جب تک کہ تجربہ اسے ثابت نہ کرے۔اس کے علاوہ کارکن کو لوگوں کے رسم و رواج ،ان کی اقدار اور ان کے اعتمادات کے ساتھ ساتھ ان کے وسائل کا بھی مطالعہ کرنا چاہئے۔ لوگ اپنے رسم و رواج کو آسانی سے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتے ،چنانچہ تبدیلیوں کو لوگوں کے اعتمادات سے ہم آہنگ کر دینے سے عموماً اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔کسی مسلمان کیلئے تبدیلی کے حق میں قرآن و حدیث کے دلیل لانا اور کسی عیسائی کیلئے بائیبل کا حوالہ دینا نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔

3۔ کارکن حتیٰ الوسع ان لوگوں میں سے ہونا چاہیئے اور انہیں کا ہم عقیدہ ہونا چاہیئے۔

کارکن اگر ان لوگوں کی مقامی زبان میں بات کرنے والا ہو جن لوگوں میں اسے بھیجا گیا ہو تو وہ اس کی بات کو آسانی سے سمجھ جائیں گے نیز مقامی واقفیت کی بناء پر وہ مختلف منصوبے بنانے اور ان کی ترجیحات مرتب کرنے میں بھی زیادہ ماہر ہوگا۔علاوہ ازیں اگر وہ ان لوگوں کا ہم عقیدہ بھی ہو تو زیادہ اچھا ہے اس کے برعکس بیرونی ماہرین اور ٹیکنیک فنی لحاظ سے چاہے کتنی بھی اعلیٰ کیوں نہ ہو وہ اگر لوگوں کے جذبات و احساسات سے ہم آہنگ نہ ہوگی تو مطلوبہ نتائج پیدا کرنے سے قاصر رہے گی۔اسی بات کو ٹی۔آر بیٹن نے اپنی کتاب ''معاشرے اور ان کی ترقی'' میں ایشیائی ممالک کی فنی امداد کے سلسلے میں ہونے والی کانفرنس میں جنوب مشرقی ایشیاء کے نمائندوں کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ تمام نمائندے اس بات پر متفق تھے کہ:

''گذشتہ چند سالوں کے دوران مختلف اداروں کی طرف سے دی جانے والی فنی امداد نہ صرف نتیجہ رہی بلکہ بعض حالات میں نقصان رساں بھی ثابت ہوئی کیونکہ وہ مغربی ممالک سے آنے والے ساز و سامان اور وہیں پر ترتیب دی گئی ٹیکنیک پر مبنی تھی جس کا مقصد تیزی سے حاصل ہونے والے اور نظر آنے والے نتائج پیدا کرنا تھا۔اس ساز و سامان اور ٹیکنیک پر کام کرنے والے بھی مغربی ماہرین تھے جو ٹیکنیک کی حد تک تو بہت ماہر تھے لیکن مقامی حالات سے بالکل ناواقف تھے۔ وہ ہر متوقع سوال کا جواب جانتے تھے لیکن جب وہ موقع پر پہنچتے تو ان کی تمام مہارت بے کار ثابت ہوتی''۔

مزید آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ''درحقیقت اب وہ تمام کارکن یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اگر وہ سمجھیں گے کہ وہ تمام خیالات اور منصوبے جو ان کے اپنے ماحول اور تہذیب و تمدن میں درست کسی دوسرے میں اسی طرح درست نتائج کے حامل ہوں گے تو ناکامی ان کا مقدمہ بن جائے گی''۔اس سے یہ بات عیاں ہے کہ کارکن کا ان لوگوں میں سے ہونا لازمی ہے اور وہ ان کا ہم عقیدہ ہونے کی بناء پر ان کی خوشی اور غمی میں بھی شامل ہو سکے تو وہ ان میں مزید شیر و شکر ہو سکے گا اور یہ اس کی اپنے مشن میں کامیابی ضمانت ہوگی۔

4۔ کارکن کو انہیں اس بات کی یقین دہانی کروانی چاہیے کہ مجوزہ تبدیلی نہایت محفوظ ہے۔

کسی تبدیلی کو قبول کرتے ہوئے لوگ اس بات کا پہلے سے یقین کرنا ضروری خیال کریں گے کہ وہ کہیں ایسا کرنے سے لوگوں کی تضحیک کا نشانہ تو نہیں بن جائیں گے۔یا انہیں مالی طور پر نقصان تو نہیں برداشت کرنا پڑے گا مثال کے طور پر ہمارا ان پڑھ کاشتکار نئے بیج، نئے آلات زراعت اور کھیتی باڑی کے نئے طریقوں کو اپنانے سے ہچکچائے گا اور سوچے گا کہ ایسا کرنے سے کہیں میری فصل تو نہیں ماری جائے گی۔میرا سال تو ضائع نہیں ہو جائے گا وہ ان تبدیلیوں کو حکومت کی طرف سے کئے گئے تجربوں کی روشنی میں بھی قبول کرنے پر تیار نہیں ہوگا کہ اس لئے کہ جب وہ اپنے اور حکومت کے وسائل کا موازنہ کرے گا یہی سمجھے گا کہ حکومت تو یہ سب کچھ کر سکتی ہے میں انہیں ضمانت فراہم کر کے تمام لوگوں کیلئے اس کا عملی مظاہرہ کرنے کا بندوبست کرنا ہوگا تب کہیں جا کر وہ انہیں قائل کر سکے گا۔

03415045451
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختلافی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

5۔ کارکن کولوگوں کوگروہوں کی صورت میں اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔

کارکن کیلئے یہ آسان تر ہے کہ وہ ایک ایک فرد کو قائل کرنے کی بجائے مختلف گروہوں کو قائل کرنے کی کوشش کرے۔معاشرے میں مختلف گروہ ہوسکتے ہیں۔ اپنے افراد کی تعداد کی وجہ سے اپنے اتحاد کی وجہ سے اپنے مقاصد مسائل کی وجہ سے وہ ایک دوسرے علیحدہ ہوسکتے ہیں۔ان گروہوں کی ہسیت ترکیبی کی بناء پر ان سے الگ الگ معاملات کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔کارکن کوان گرروہوں کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا اوران کے ساتھ معاملات کرنے کے طریقوں سے آگاہ ہونا مفید رہے گا۔اس کے علاوہ کارکن کوبعض لوگوں کی طرف سے انفرادی حیثیت میں بھی مخالفت کا سامنا ہوگا۔مثلاً بعض فرسودہ رسموں کو جب ترک کرنے کیلئے کہا جائے گا۔تو گاؤں کے بعض بزرگ لوگ مخالفت کریں گے اور گاؤں میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کے آجانے سے گاؤں کے حکیم اور اس بزرگ عورت کو اپنا مرتبہ کم ہوتا نظر آئے گا جو گاؤں میں دائی صاحبہ کام کرتی ہے اور وہ دونوں اپنے طورر پر گاؤں میں نہایت محترم ہسپتال ہیں۔کارکن کوایسے لوگوں کا نہ صرف اعتماد بحال کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ان کا احترام اور مرتبہ بھی۔اس طرح سے وہ اس کے منصوبوں میں ٹانگ اڑانے کی بجائے اس کا معاوفہ بن جائیں گے۔

معاشرتی افکار سے واقفیت۔

کوئی کارکن اس وقت تک ان سب باتوں پر عمل نہیں کرسکتا جب تک وہ اس معاشرے کی ہراونچ نیچ سے واقف نہ ہواس کیلئے ان کی صرف مادی ضرورتوں کو جان لینا بالکل ناکافی ہوگا اوران پر مبنی منصوبہ بندی روبہ مکمل آتے ہی ناکام ہوجائے گی۔کسی منصوبہ میں پائی جانے والی بے انتہا خوبیاں ،بعض شکوک ،شبہات اور مقامی جھگڑوں کی نظر ہوجاتی ہیں۔حقیقتاً کئی بہت ہی مفید منصوبے جذبات کی نظر ہوجاتے ہیں اس لئے وہی منصوبے کامیابی سے ہمکنار ہوں گے جنہیں معاشرے کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی حقیقی ضرورتوں کوسامنے رکھ کر بنایا جائے گا اورانہیں عوام کی حمایت حاصل ہو اور یہ کہ اس معاشرتی اکائی کا ہرفرد اسے تحسین کی نگاہ سے دیکھنے نیز اسے اس بات کا فخر ہو کہ اس کی تربیت میں اس کی اپنی رائے کو بھی دخل ہے چنانچہ یہ سارا منصوبہ جس کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں دی گئی ہیں کسی ایسے شخص کے ذریعے انجام نہیں دیا جاسکے گا جس میں صلاحیتوں کا فقدان ہو اور جسے تربیت نہ دی گئی ہو چنانچہ اتنے بڑے منصوبے کو جس کے ساتھ ملک کی اَسی فیصد عوام کی تقدیر وابستہ ہو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے حکومت کو کارکنوں کے چناؤ میں اوران کی تربیت پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے چنانچہ اگر کارکن میں یہ تمام صفات ہوں گی جن کی اس کام کیلئے ضرورت ہے تو وہ حکومت کے حکم نافذ ہونے والے منصوبوں اور حکومت کی طرف سے نمونے کے مکمل کئے گئے منصوبوں پر بھی عملی کام کی ذمہ داری سنبھال لے گا حقیقتاً معاشرے کی ہمہ جہت ترقی کا کام اپنے ذمہ لے لے گا اور کارکن اورترقی ہم معنی الفاظ ہوجائیں گے اور افراد معاشرہ کا بھی بھرپور تعاون حاصل ہوسکے گا۔جو ترقی معاشرے کی تحریک کی کامیابی کے ضامن ہیں۔

سوال نمبر 18۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(i) بنیادی سہولیات سے کیا مراد ہے؟

جواب۔

بنیادی سہولیات انسانی زندگی میں ان وسائل اوران ضرورتوں کو کہا جاتا ہے جس کے بغیر انسان کے زندہ رہنے کے تصور سے انکار کیا جاسکتا ہے انسان جہاں رہتا ہے اور جہاں زندگی بسر کرتا وہ اس کی کل دنیا ہوتی ہے اس دنیا کو معاشرہ کہتے ہیں معاشرتی اقدار میں ضرورتوں سے مراد مالی ،جسمانی اور روحانی ضرورتیں ہیں جس کے بغیر انسان اپنے آپ کو غیر مستحکم سمجھتا ہے انسان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرنے کا عمل بھی بنیادی ضرورتوں کا پورا نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے انسانی زندگی کی بنیادی ضرورتوں میں رہن سہن ،مکان کھانا پینا یعنی خوراک مناسب رہائش ،پانی مناسب رہائش ،تعلیم ،جسمانی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ رشتوں میں اعتدال اور اپنوں کا پاس ہونا اس کے علاوہ اس کی شخصی آزادی اور عزت نفس بھی اس کی بنیادی ضرورتوں میں شامل ہے۔انسان جہاں گھر بساتا اور ایک خاندان کوتخلیق دیتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کرنے کو بھی اپنا فرض سمجھتا ہے ان تمام ضرورتوں کو اگر دیکھا جائے تو انسان ان تمام سہولیات کو حاصل کرنے کے لیے معاشرتی حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ لوگوں سے میل ملاپ سے اس کی ضرورتوں کو تقویت مل سکے پتھروں کے دور کا انسان وقت اور حالات کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ اس لیے منتقل ہونے پر مجبور ہوتا تھا کہ اسے تمام تر بنیادی سہولیات میسر نہیں آتی تھیں آج کل کا شہری انسان ان تمام سہولیات سے آراستہ اور اسے وہ تمام سہولیات وابستہ ہیں جس کا ایک انسان نے کبھی کسی دور میں تصور کرتا ہو۔

(ii) دیہی علاقوں میں غرب کی صورتحال۔

اگر چہ ملک معاشی لحاظ سے ترقی کی طرف گامزن ہے مگر اس کے باوجود یہ ترقی دیہی علاقوں کی حالت کو زیادہ تر متاثر نہیں کرسکتی دیہات کے اکثر لوگ آج بھی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔یہ لوگ سارا سال محنت کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کا گزر بسر مشکل سے ہوتا ہے بہت سے لوگ بڑے زمینداروں کے مقروض رہتے ہیں اس لئے وہ مزدوری کرکے فصل کے موقع پر قرض اتارنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی غربت کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا گزر بسر صرف

034-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

زمین کے چھوتے ٹکڑے کی پیداوار پر ہی ہوتا ہے، یا پھر محنت مزدوری پر ہوتا ہے یہ لوگ اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کرتے جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے دوسری وجہ یہ ہے کہ وسائل نہ ہونے کے باوجود یہ لوگ شادی بیاہ، پیدائش و مرگ کی رسموں پر بہت سا پیسہ خرچ کر دیتے ہیں جس سے اکثر مقروض رہتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ غریب ہو جاتے ہیں۔

تعلیم۔

دیہات کے لوگوں کی زندگی کا ایک اور اہم پہلو تعلیم سے بے بہرہ ہونا ہے۔ اگرچہ حکومت تعلیم کو عام کرنے کے لئے بہت سی کوششیں کر رہی ہے مگر اس کے باوجود ہمارے اکثر دیہات میں ابھی تک تعلیم کی روشنی نہیں پہنچ پائی اس کے ساتھ ساتھ لوگ بھی تعلیم حاصل کرنا ضروری نہیں سمجھتے ان کے خیال میں سکول بھیجنے کے بجائے بچے کو کھیتوں میں بھیجنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ دیہات کے علاقے ایسے ہیں جہاں پرائمری سکول تک نہیں ہیں اس لیے لوگ دوسرے دیہات میں اپنے بچے بھیجنا مناسب نہیں سمجھتے جس کی وجہ سے زیادہ تر لوگ ان پڑھ رہ جاتے ہیں یہ حالت صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ اکثر ترقی پذیر ممالک میں خواندہ یا پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے اور جتنے پڑھے لکھے ہیں وہ اکثر شہروں میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے تعلیمی معیار کا توازن شہری اور دیہی علاقوں کے معیار میں تفریق پیدا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ دیہات میں پڑھے لکھے افراد کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

دیہی علاقوں کی غربت ایک معاشی مسئلہ۔

۱۔ زیادہ سے زیادہ صنعتوں کا قیام تاکہ بنیادی اشیائے ضرورت کی ترسیل میں اضافہ ممکن ہو سکے اس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ممکن ہو سکے گا کیونکہ جتنی پیداوار زیادہ ہوگی اشیاء ضرورت کی قیمتوں میں کمی کا باعث بنیں گی صنعتی ترقی دیہی علاقوں میں زیادہ موثر ہو سکتی ہے۔

۲۔ نئی زرعی اصلاحات جیسا کہ زرعی ٹیکنالوجی کا استعمال، نئی زرعی طریقے، کھاد وغیرہ کی ضرورت ہے تاکہ خوراک کی قلت میں کمی کی جا سکے دیہی علاقوں کو زیادہ نوازا جائے

۳۔ دیہی علاقوں کو سہولیات کی فراہمی یقینی بنائے جائے جس کے لیے ریاستی سطح پر ذخیرہ اندوزی کے خلاف اقدامات، صحت کے شعبے میں اصلاحات خاص کر وبائی امراض کی روک تھام اور تعلیمی اصلاحات خاص طور پر لوگوں میں تعلیم کے حصول کے لیے آگاہی، سستی تعلیم جیسے عوامل کے لیے قومی سطح پر پالیسیوں کو بنانے اور خاص طور پر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

۴۔ دیہی علاقوں میں کھاد اور زرعی سہولیات کی فراہمی غریب لوگوں تک برابر پہنچائی جائے برین ڈرین کی روک تھام بہت ضروری ہے ترقی پذیر ممالک میں ہنر مند افراد کا دوسرے ممالک میں روزگار کے بہتر ذرائع کے حصول کے لیے چلے جانا ان کے اپنے ہر شعبے میں ہنر مند افراد چاہیں تاکہ وہ بہتر طور پر امور ریاست سمجھ سکیں اور احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں۔

۵۔ دیہی آبادی اور شہری آبادی میں روازن ہونا چاہیے کثرت آبادی کا کنٹرول ضروری ہے تاکہ خوراک کی قلت اور رہائش کے مسائل کو قابو کیا جا سکے۔

۶۔ دیہی آبادی کے ساتھ ناانصافی نہ کی جائے طبقاتی تفریق کو کم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ امیری غریبی کا فرق معاشرے میں مجموعی طور پر انتشار اور بدامنی کی وجہ بنتی ہے جو ذرائع روزگار کو متاثر کرتی ہے اور غربت میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

۷۔ مزدروں اور کسانوں کو ان کی محنت کے مطابق معاوضہ دیا جائے کام کا صحیح معاوضہ ہی ملکی معیشت کے درست نظام ہونے کی گارنٹی ہے تبھی لوگ شوق سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں مسلسل محنت ہی قوم کی فلاح کی ضمانت ہوتی ہے۔

۸۔ نئی معاشی و سماجی منصوبے جیسا کہ نئی سڑکیں، ڈیمز، فیکٹریاں، مارکیٹ، سکول، فلاحی مراکز کا قیام غربت میں کمی کا سبب بنتے ہیں حکومت پاکستان نے غربت میں کمی کے لیے مختلف معاشی و سماجی اقدامات جن میں 2008 میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام 2009 سے وسیلہ حق، پاکستان بیت المال، پیپلز ورک پروگرام، مائیکرو فنانس کی سکیمیں شامل ہیں۔ اسی طرح کے اور اقدامات غربت میں کمی کا باعث بنیں گے۔

۹۔ دیہی اور شہری ترقی کے لیے ضروری ہے کہ دولت کی منصفانہ تقسیم کی جائے منصفانہ و مساویانہ تقسیم دولت کی کوشش معاشرے کو مستحکم اور ترقی یافتہ بناتی ہے تاہم اس کا سو فیصد حصول عملی نظریہ نہیں تاہم اس کے حصول کی کوششیں لوگوں کو محنت کی طرف راغب کرتی ہیں کیوں کہ ایسی صورت میں معاشی و سماجی استحصال میں کمی ہوتی ہے اور معاشرہ مجموعی خوشحالی کی جانب گامزن ہوتا ہے۔

۱۰۔ منفی معاشرتی رویوں میں تبدیلی لوگوں میں ترقی کا جذبہ پیدا کر کے انہیں روزگار کے مواقع فراہم کر کے علاج معالجے کی سہولتیں بڑھا کر بدامنی کا خاتمہ کر

03345504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کے لائی جاسکتی ہیں۔

بچوں کی پروش کے اخراجات:

اگر چہ دیہاتوں میں کپڑے، جوتوں اورایسی ہی دوسری ضروریات پراخراجات بہت کم ہوتے ہیں لیکن ان پر بھی پیسہ تو لگتا ہے کیونکہ یہ اشیاء کاشتکاروں کے اپنے گھروں میں نہیں بنتی۔ان سب کا خرچہ بھی اگر خوراک کے خرچے میں جمع کیا جائے تو ہم ایک بچے کی پرورش کے اخراجات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔لیکن اس صورت میں بھی ہم یہ فرض کررہے ہوں گے کہ یہ بچہ اسی گھر میں رہے گا جس میں اس کے والدین رہتے ہیں اور وہ تعلیم نہیں حاصل کر سکے گا۔کیونکہ ہم یہ دونوں قسم کے اخراجات یہاں شامل نہیں کر رہے۔اگر اس رقم کو ہر سال بنک کے سیونگ اکاؤنٹ میں جمع کرادیا تو 20 سال بعد جو رقم بنے گی وہ ایک اَن پڑھ بچے کی گاؤں میں پرورش پر اخراجات کا کسی قدر ایک صحیح اندازہ ہوگا۔20 سال اس لیے کیونکہ پاکستان میں یہی شادی کی اوسط عمر ہے۔اگر چہ یہ رقم زیادہ نہیں ہوگی لیکن جب ہم ایک کاشت کار کی گھریلو آمدنی کو دیکھتے ہیں تو یہ یقیناً اچھی خاصی معلوم ہوتی ہے اس کا اندازہ ہم کر بھی سکتے ہیں کہ اگر پاکستان کے کنبوں میں بچوں کی اوسط تعداد 6 کے بجائے 2 یا 3 ہوتی تو اتنا پیسہ بچ جاتا کہ اس سے پورے ملک کے گھرانوں سے غذائیت کی کمی کو دور کیا جا سکتا ہے اور ملک کا ہر شخص پڑھا لکھا ہوتا۔دوسرے لفظوں میں بچوں کی پرورش کے حوالے سے اخراجات میں بے حد اضافہ ہوتا ہے۔ایک شادی شدہ جوڑا اپنے کنبے کو محدود رکھتے ہوئے اپنے معیار زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔

حاصلات۔

زرعی معیشت میں 10 سال سے کم عمر کے بچے مشکل ایسا کام کرتے ہیں جس سے آمدنی میں کوئی ہوسکے۔وہ ہل جوتنے فصل کاٹنے اور فصل کی چھٹائی کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور دوسرا یا ہم معاشی کاموں میں بھی اتنی مہارت نہیں رکھتے لہذا انھیں چھوٹے موٹے کام کرنے کو دیئے جاتے ہیں۔جس کا مقصد زیادہ تر ان کی سکھلائی ہوتا ہے۔10 سے 14 سال کی عمر میں وہ جسمانی طور پر بتدریج اس قابل بنتے ہیں کہ کچھ پیداواری قسم کے کام کاج کر سکیں لیکن اس کے باوجود گھریلو آمدنی کا ایک بہت ہی قلیل حصہ کما سکتے ہیں۔جانوروں کو ہانکنے،ان کی حفاظت کرنے یا انھیں چرانے کا کام اس وقت ایسے کام کرنے کے لئے اس عمر کے بچوں کی بہت زیادہ اضافی تعداد موجود ہے جس کے نتیجے میں ان بچوں کو کوئی کام نہیں ملتا۔

14 اور 20 سال کی عمر میں (شادی سے پہلے) بچوں کی پوری کوششیں ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں۔لیکن جب ہم ان کے ان 6 سالوں کے درمیان پیداواری نوعیت کے نفع بخش کاموں کا جائزہ لیتے ہیں۔تو ان سے حاصل شدہ آمدنی ان کی پرورش پر خرچ کی جانے والے رقم سے کہیں کم (بلکہ نہ ہونے کے برابر) ہوتی ہے۔ہمارے دیہی گھرانوں میں بیٹیاں عام طور پر پیداواری کام نہیں کرتیں اور صرف گھریلو کام کاج کرتی ہیں جو پیداواری نوعیت کا نہیں ہوتا۔لڑکیوں کے 10 سال کی عمر میں 15 تا 18 سال کی عمر تک ان کی شادی سے پہلے اچھے خاصے فارغ سال غیر پیداواری کاموں میں گزرتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس دوران بھائیوں کے چھوٹے موٹے کاموں سے آمدنی میں جو تھوڑا بہت اضافہ ہوتا ہے تو وہ کنبے کے غیر پیداواری افراد کی وجہ سے برابر ہو جاتا ہے۔جب ہم اس طرح حساب کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک کاشتکار کو بڑا کنبہ پالنے سے جو اصل منافع ہوتا ہے وہ صفر سے زیادہ نہیں ہوتا۔اس بات میں بھی کوئی حقیقت نظر نہیں آتی کہ فصل کی بوائی کے وقت بچے بڑے ضروری ہوتے ہیں۔مشاہدے میں آیا ہے کہ زیادہ تر جگہوں پر بوائی کا موسم لمبا ہوتا ہے اور اس کے ختم ہونے سے پہلے ہی کاشت کار بوائی کا کام مکمل کر لیتے ہیں چاہے ان کی مدد کے لیے ان کے بچے نہ بھی ہوں۔

سوال نمبر 19: معاشرتی تفاعل اور معاشرتی عمل میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

جواب:

انسان کے خیالات و تجربات سے مختلف علوم وجود میں آئے ان علوم کو صحیح طور پر بیان کرنے کے لیے نئے الفاظ کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے جس کے تحت ان علوم کے ماہرین اپنے اپنے علم میں نئے الفاظ کا اضافہ کرتے رہے ہیں اسی طرح بعض اوقات معاشرے میں رائج الفاظ کو نئے معنی دیتے رہتے ہیں عمرانیات کی بھی اپنی الگ زبان ہے لوگوں کے طور طریقوں کو بیان کرنے،ان کی درجہ بندی کرنے کے لیے،عمرانیات کی اپنی اصطلا حات ہیں۔بالکل اسی طرح جیسے حساب کی کچھ اصطلا حات ہیں مثلاً جمع ،تفریق ،ضرب، تقسیم وغیرہ اسی طرح معاشیات کی اپنی اصطلا حات ہیں مثلاً رسد، طلب، مارکیٹ، اجارہ داری وغیرہ۔

معاشرتی تفاعل: لوگوں کے معاشرتی اعمال کا ایک دوسرے پر اثر معاشرتی یا سماجی تفاعل کہلاتا ہے یا جب دو یا دو سے زائد افراد باہمی طور پر ایک دوسرے سے متاثر ہوں تو ان کے اس عمل کو معاشرتی تفاعل کہیں گے۔

مثال: انسان فطری طور پر مل جل کر رہنے پر مجبور ہے انسان اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے ساتھ زندگی گزارتا ہے تو قدرتی طور پر کبھی وہ دوسروں کا اثر قبول کرتا ہے اور کبھی دوسروں پر اثر انداز ہوتا ہے معاشرتی تفاعل ہمیشہ دوطرفہ ہوتا ہے لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں افراد آمنے سامنے موجود ہوں ۔معاشرتی تفاعل دور دراز بیٹھے لوگوں کے مابین بھی ہوسکتا ہے تفاعل خط و کتابت اور ٹیلی فون، Email، ویڈیو کانفرنس Skype کے ذریعے بھی ہوتا ہے تفاعل

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

ہی کی بدولت، خاندان، مذہب، قومیں اور تنظیمیں وجود میں آتی ہیں۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ یہ ہرگز ضروری نہیں کہ معاشرتی تفاعل مثبت پہلو ہی لئے ہوئے ہوں باہمی منفی اثرات بھی معاشرتی تفاعل ہی کے زمرے میں آتے ہیں مثلاً دو لوگوں کا آپس میں برا بھلا کہنا، دو یا دو سے زیادہ لوگوں کا آپس میں لڑائی جھگڑا، ہڑتالیں کرنا اور ہڑتال سے وابستہ توڑ پھوڑ، منفی سرگرمیوں کے لیے منصوبہ بندی کرنا یا اسے عملی جامہ پہنانا۔ مختصراً یہ کہ معاشرتی تفاعل باہمی تعاون و تصادم دونوں کو جنم دیتا ہے۔

معاشرتی عمل: انسان کا کوئی بھی عمل جو کسی فرد یا افراد کے حوالے سے پایہ تکمیل کو پہنچے، معاشرتی عمل یا سماجی عمل کہلاتا ہے۔ عمرانیات سے باہر ہماری زندگی کی بول چال میں سماجی عمل سے مراد ایسے کام لئے جاتے ہیں جس سے مراد دوسروں کی فلاح و بہبود ہو لیکن عمرانیات میں ایسا نہیں ہے عمرانیات میں ہر وہ عمل جس کا تعلق دوسرے افراد سے ہو چاہے بھلائی کے لیے ہو یا برائی کے لیے وہ کام معاشرتی یا سماجی عمل کہلاتا ہے۔

مثال:

مثال کے طور پر اگر کوئی سائنسدان اپنی تجربہ گاہ میں اپنے ملک یا قوم کی خاطر ایجاد کرتا ہے تو یہ اس کا سماجی عمل ہوگا لیکن کوئی شخص چاہے وہ بہت سے لوگوں کے درمیان ہو اور وہ اکیلا کسی خوبصورت منظر کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا ہو یا وہ شخص سگریٹ نوشی کر رہا ہو تو عمرانیات کی رو سے اس شخص کے یہ اعمال سماجی نہیں بلکہ ذاتی کہلائیں گے۔

سوال نمبر 20: مراحلِ تحقیق سے متعلق کسی ایک نظریے کی وضاحت اپنے الفاظ میں کریں؟

جواب:

مراحلِ تحقیق:

نمونہ بندی:

عام طور پر لوگ اپنے مختصر سے تجربہ کی بناء پر ارد گرد کے لوگوں اور حالات سے متعلق کسی اہم نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں دوسرے لفظوں میں وہ چند لوگوں کا نمونے کے طور پر تجزیہ کرتے ہیں اور اس کا اطلاق تمام لوگوں پر کر دیتے ہیں اسی طرح سے کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لیے وہ اس کا تھوڑا سا حصہ بطور نمونہ پرکھتے ہیں اور اس چیز کے مکمل خواص جان لیتے ہیں مثلاً گندم کے ایک ڈھیر کو جانچنے کے لیے عام طور پر وہ گندم کے دانوں کی ایک مٹھی سے پرکھ کر گندم کا اندازہ کر لیتے ہیں کہ اس میں کوئی ملاوٹ تو نہیں یا اس میں جڑی بوٹیوں کے کتنے فیصد بیج شامل ہیں۔ کھانا پکاتے وقت باورچی دیگ میں سے ایک چمچ نکال کر دیگ کے پکنے کا اندازہ کر لیتا ہے ان تمام مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر کسی چیز کے جائزے کے لیے اس کا تھوڑا سا حصہ استعمال کرتے ہیں اس حصے کو نمونہ کہتے ہیں اور اس حصے کو حاصل کرنے کے طریق کار کو نمونہ بندی کا نام دیا جاتا ہے۔

نمونہ بندی کی تعریف:

کولنگز کے مطابق نمونہ چند ارکان کا وہ گروہ ہے جو کہ تمام جمعیت یا کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جمعیت یا کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جمعیت یا کائنات سے مراد وہ تمام افراد واقعات یا اشیاء ہیں جن میں سے نمونہ اخذ کیا جاتا ہے اور کسی بھی کائنات یا جمعیت سے چند ارکان کا نمونہ اخذ کرنے کا طریقہ نمونہ بندی کہلاتا ہے علم عمرانیات میں جس جمعیت سے نمونہ اخذ کیا جاتا ہے عام طور پر اسے کائنات کہتے ہیں۔

نمونہ بندی کی ضرورت:

نمونہ بندی کی ضرورت مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر پیش آتی ہے۔

ا۔ کائنات کی وسعت: عام طور پر ہماری معاشرتی تحقیق کی کائنات اتنی وسیع ہوتی ہے کہ اس پر آسانی سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا اور اگر کائنات پر مکمل ضبط حاصل نہ ہو تو تحقیق کے نتائج اعتمادیت کے حامل نہیں ہوتے لہٰذا اس مشکل پر قابو پانے کے لیے نمونہ بندی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۲۔ تربیت یافتہ عملے کی کمی:

پوری کائنات کا مطالعہ کرنے کے لیے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو عام حالات میں ممکن نہیں ہوتا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نمونہ بندی کا سہارا لیا جاتا ہے۔

۳۔ وسائل کی کمی:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03455504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

عام طور پر تحقیق کرنے والوں کے پاس وسائل نہیں ہوتے کہ وہ پوری کائنات کا مطالعہ کر سکیں اس لیے معاشرتی تحقیق میں نمونہ بندی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ وقت کی کمی:

پوری کائنات کے مطالعے کے لیے بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے اور یہ وقت عام طور پر سالوں پر محیط ہوتا ہے وقت کی کمی کے پیش نظر معاشرتی تحقیق میں نمونہ بندی کی جاتی ہے۔

۵۔ مالی وسائل کا صحیح استعمال:

اگر پوری کائنات کا مطالعہ کرنا مقصود ہو تو وقت اور دوسرے وسائل کے ساتھ ساتھ بہت سے مالی وسائل کو بھی بروئے کار لانا پڑتا ہے لہٰذا کم خرچ اور بالا نشین کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے لیے نمونہ بندی ایک اہم ذریعہ ہے۔ مندرجہ بالا وجوہات کے پیش نظر جس کائنات کا مطالعہ مقصود ہو اس کے چند افراد کو بطور نمونہ منتخب کر لیا جاتا ہے یہ پوری کائنات کی نمائندگی کرتا ہے لہٰذا اس سے حاصل شدہ معلومات تمام کائنات کے بارے میں صحیح اطلاع فراہم کرتی ہے۔

نمونہ بندی کی شرائط:

نمونہ بندی کرتے وقت جن اہم باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ نمونہ کائنات کی صحیح نمائندگی کرتا ہو۔

۲۔ نمونے کا سائز اتنا ہو کہ اس سے صحیح تخمینہ کی جا سکے یعنی نمونہ بہت چھوٹا ہو اور نہ بہت بڑا بلکہ نمونے کا سائز اتنا ہو کہ اسے نمونہ شمار کیا جا سکے۔

کرتے وقت اپنے ادارے کی پالیسی کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔ کسی بھی ادارے کے مقاصد، پالیسی، پروگرام اور ضابطے منصوبہ بندی کی بنیادی کڑی ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 22: مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیے؟

جواب:

ثقافت کی اہم اقسام:

ثقافت کی درج ذیل مختلف اقسام ہیں:

مادی ثقافت:

مادی ثقافت سے مراد کسی بھی معاشرے میں موجود انسان کی بنائی گئی اشیاء یعنی وہ تمام چیزیں ہیں جنہیں دیکھا یا چھوا جا سکے اور کچھ جگہ گھیرتی ہوں یہ تمام چیزیں ہماری ظاہری طور پر نظر آنے والی ثقافت کا حصہ ہوتی ہیں ان میں ہمارے گھر، گھروں کو بنانے کا انداز، محلے، شہر وغیرہ شامل ہیں مادی ثقافت کی پہچان اور دیگر ثقافتوں سے تفریق آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں رہنے والے افراد کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی بقا کے لیے وہاں کی مادی ثقافت اور طور طریقوں پر عبور حاصل کریں جیسے آج کل شہروں میں نوجوان نسل کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ جدید مشینیں جیسے کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال کریں۔

غیر مادی ثقافت: غیر مادی ثقافت سے مراد وہ تمام خیالات ہیں جو کسی بھی کلچر میں بہت اہم ہیں اور اس کے بننے اور برقرار رہنے کا ذریعہ ہوتے ہیں غیر مادی کلچر کی مثالوں میں کسی معاشرے میں موجود عقائد، معمولات اقدار، معاشرتی ادارے وغیرہ شامل ہیں۔ دراصل غیر مادی ثقافت وہ تمام چیزیں ہوتی ہیں کہ جنہیں دیکھا یا چھوا نہیں جا سکتا مگر روزمرہ زندگی بڑی حد تک انہی کے تابع ہوتی ہے۔

مثالی ثقافت: مثالی ثقافت سے مراد ایسی ثقافت یا ثقافت میں موجود ایسی اشیاء اور رویے ہیں کہ جو اس معاشرے میں موجود لوگوں کے کردار اور عمل کے لیے مثالی حیثیت رکھتے ہیں جب ہم مختلف انسانی معاشروں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کردار یا رویے جنہیں کوئی معاشرہ مثالی حیثیت دے ضروری نہیں کہ اس معاشرے میں عام طور پر پائے جاتے ہوں۔

حقیقی ثقافت:

اس سے مراد ایسی ثقافت یعنی وہ تمام چیزیں، رویے اور کردار ہیں کہ جن پر کسی معاشرے کے افراد اپنی حقیقی زندگی میں عمل کرتے ہوں مطلب مثالی ثقافت میں وہ ثقافتی نمونے اور آداب ہوتے ہیں کہ جن پر چلنے کی معاشرہ ہم سے توقع رکھتا ہے۔

مفروضہ کہاں سے اخذ کیا جاتا ہے: مفروضہ ایک فرضی بیان یا تخیل ہوتا ہے جو دو یا دو سے زیادہ متغیرات کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ مفروضے کو بذریعہ

Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com
03455045

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

استخراج اخذ کی جاتا ہے۔نظریے مفروضات کو جنم دیتے ہیں اور مفروضے حقائق کو۔حقائق کی تنظیم دوسری طرف نئے نظریات کو جنم دیتی ہے یا پہلے سے موجود نظریات میں تبدیلی لاتی ہے۔ جسے نظریات کی ترمیم حقائق کی روشنی میں کہتے ہیں۔مفروضے عام طور پر تین مخرجوں سے جنم لیتے ہیں۔

1۔ اندازہ 2۔ پہلے سے موجود علم کا مطالعہ 3۔ نظریے

1۔ ہر معاشرے میں لوگ مختلف الانواع مسائل سے دوچار ہوتے ہیں اور مسائل کے حل کیلئے تحقیق بہت ضروری ہے لیکن تحقیق کو صحیح راستہ پر گامزن کرنے کیلئے مفروضے کا ہونا اشد ضروری ہے۔ایک محقق اپنے تجربے کی بنا پر محض اندازہ کر لیتا ہے کہ اس مسئلے کی وجوہات کیا ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے اس میدان میں ماہر ہوتا ہے لہٰذا اس کا اندازہ منطقی نوعیت کا ہوتا ہے جس کا دارومدار عقلی بنیادوں پر ہوتا ہے۔اس قسم کے اندازے کو HUNCH کہتے ہیں۔

2۔ ایک محقق مختلف مسائل پر موجود تحقیقی معلومات اور ادب کا گہرا مطالعہ کرتا ہے۔اور اس طرح وہ واقعہ اور سبب میں ایک تعلق پیدا کرنے میں کامیاب آتا ہے۔پہلے سے موجود سائنسی علم اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

3۔ نظریہ بھی مفروضوں کو جنم دیتا ہے۔بذریعہ استخراج نظریہ سے مفروضے تشکیل دیئے جاتے ہیں۔جن کی صداقت کو پرکھنے کیلئے پھر مواد اکٹھا کرنے کے بعد اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔جس کی بنیاد پر انہیں قبول یا رد کیا جاتا ہے۔گڈ اور ہیٹ کے نزدیک مفروضے مندرجہ ذیل ذرائع سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

1۔ **علم کے ذخائر:** انسانی ثقافت روز بروز ترقی کر رہی ہے اور سائنسی ترقی کی وجہ سے تخلیات اور علم کے ذخائر جمع ہو چکے ہیں۔ان کا مشاہدہ کر کے ہم مفروضے بنا سکتے ہیں۔

2۔ **نظریات:** نظریات سے بذریعہ استخراج مفروضے تشکیل دیئے جاتے ہیں۔اور مفروضوں سے نئے نظریات جنم لیتے ہیں یعنی سائنسی علم خود ہی مفروضوں کو جنم دیتا ہے۔

3۔ **تمثیل:** مفروضوں کا ایک ذریعہ تمثیل ہے۔ایک قسم کے حقائق سے بہت سے مفروضے بنائے جاسکتے ہیں۔تمثیل کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اگر الف برابر ہو ب کے اور ب برابر ہو پانچ کے تو الف بھی برابر ہوگا پانچ کے۔اسی طرح عمرانیات میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر معیار تعلیم بلند ہوا تو شرح پیدائش گرے گی اور اگر شرح پیدائش گرے گی تو معاشی ترقی ہوگی۔ان دونوں مفروضوں سے بذریعہ تمثیل ہم یہ مفروضہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اگر معیار تعلیم بلند ہوگا تو معاشی ترقی ہوگی۔

4۔ **ذاتی تجربات اور مشاہدات:**

اکثر اوقات محقق کے ذاتی تجربات اور مشاہدات تحقیق کی راہنمائی کرتے ہوئے اسے مفروضوں کی تشکیل میں مدد دیتے ہیں۔لیکن اس بات کا انحصار محقق کی ذہنی سوچ اور صلاحیتوں پر مشتمل ہے۔

عمرانی تحقیق میں نمونہ بندی:

عام طور پر لوگ اپنے مختصر سے تجربہ کی بناء پر اردگرد کے لوگوں اور حالات سے متعلق کسی اہم نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں دوسرے لفظوں میں وہ چند لوگوں کا نمونے کے طور پر تجزیہ کرتے ہیں اور اس کا اطلاق تمام لوگوں پر کر دیتے ہیں اسی طرح سے کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لیے وہ اس کا تھوڑا سا حصہ بطور نمونہ پرکھتے ہیں اور اس چیز کے مکمل خواص جان لیتے ہیں مثلاً گندم کے ایک ڈھیر کو جانچنے کے لیے عام طور پر وہ گندم کے دانوں کی ایک مٹھی سے پرکھ کر گندم کا اندازہ کر لیتے ہیں کہ اس میں کوئی ملاوٹ تو نہیں یا اس میں جڑی بوٹیوں کے کتنے فیصد بیج شامل ہیں۔کھانا پکاتے وقت باورچی دیگ میں سے ایک چمچ نکال کر دیگ کے پکنے کا اندازہ کر لیتا ہے ان تمام مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر کسی چیز کے جائزے کے لیے اس کا تھوڑا سا حصہ استعمال کرتے ہیں اس حصے کو نمونہ کہتے ہیں اور اس حصے کو حاصل کرنے کے طریق کار کو نمونہ بندی کا نام دیا جاتا ہے۔

نمونہ بندی کی تعریف:

کولنگز کے مطابق نمونہ چند ارکان کا وہ گروہ ہے جو کہ تمام جمعیت یا کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جمعیت یا کائنات کی نمائندگی کرتا ہے جمعیت یا کائنات سے مراد وہ تمام افراد واقعات یا اشیاء ہیں جن میں سے نمونہ اخذ کیا جاتا ہے اور کسی بھی کائنات یا جمعیت سے چند ارکان کا نمونہ اخذ کرنے کا طریقہ نمونہ بندی کہلاتا ہے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

علم عمرانیات میں جس جمعیت سے نمونہ اخذ کیا جاتا ہے عام طور پر اسے کائنات کہتے ہیں۔

نمونہ بندی کی ضرورت:

نمونہ بندی کی ضرورت مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر پیش آتی ہے۔

ا۔ کائنات کی وسعت:

عام طور پر ہماری معاشرتی تحقیق کی کائنات اتنی وسیع ہوتی ہے کہ اس پر آسانی سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا اور اگر کائنات پر مکمل ضبط حاصل نہ ہو تو تحقیق کے نتائج اعتمادیت کے حامل نہیں ہوتے لہٰذا اس مشکل پر قابو پانے کے لیے نمونہ بندی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۲۔ تربیت یافتہ عملے کی کمی:

پوری کائنات کا مطالعہ کرنے کے لیے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو عام حالات میں ممکن نہیں ہوتا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نمونہ بندی کا سہارا لیا جاتا ہے۔

۳۔ **وسائل کی کمی:** عام طور پر تحقیق کرنے والوں کے پاس وسائل نہیں ہوتے کہ وہ پوری کائنات کا مطالعہ کر سکیں اس لیے معاشرتی تحقیق میں نمونہ بندی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ **وقت کی کمی:** پوری کائنات کے مطالعے کے لیے بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے اور یہ وقت عام طور پر سالوں پر محیط ہوتا ہے وقت کی کمی کے پیش نظر معاشرتی تحقیق میں نمونہ بندی کی جاتی ہے۔

۵۔ **مالی وسائل کا صحیح استعمال:** اگر پوری کائنات کا مطالعہ کرنا مقصود ہو تو وقت اور دوسرے وسائل کے ساتھ ساتھ بہت سے مالی وسائل کو بھی بروئے کار لانا پڑتا ہے لہٰذا کم خرچ اور بالانشین کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے لیے نمونہ بندی ایک اہم ذریعہ ہے۔ مندرجہ بالا وجوہات کے پیش نظر جس کائنات کا مطالعہ مقصود ہو اس کے چند افراد کو بطور نمونہ منتخب کر لیا جاتا ہے یہ پوری کائنات کی نمائندگی کرتا ہے لہٰذا اس سے حاصل شدہ معلومات تمام کائنات کے بارے میں صحیح اطلاع فراہم کرتی ہے۔

عمرانیات کا دائرہ کار: عمرانیات کا مضمون انتہائی وسیع ہے اس میں وہ تمام افعال شامل ہیں جن کو ہم سماجی کہتے ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو ہمیں معاشرتی کرداروں اور معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعارف یا روشناس کرواتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا تعلق ان تمام موضوعات سے ہے جن کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہے۔ یعنی یہ وہ موضوعات ہیں جو معاشرتی تعلقات کی عام نوعیت کی وضاحت کرتے ہیں۔ تحقیق علم کے بدولت معاشرتی اور سماجی زندگی سے متعلق اصول و نتائج وضع کئے جاتے ہیں۔ کسی علم کی وسعت اور دائرہ کار کا اندازہ اس علم میں پڑھائے جانے والے موضوعات سے کیا جاتا ہے۔ عمرانیات کے دائرہ کار میں جو موضوعات شامل ہیں ان کی چھان بین کے لئے ہمیں عمرانیات کی درسی کتب، عمرانی تحقیقات اور جریدوں میں چھپنے والے مقالات مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

کار لانے چاہئیں جن میں میڈیا، تعلیمی اداروں اور دیہی سطح پر بزرگوں کو شامل کرنا ضروری ہے۔

سوال نمبر 23: درج ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں؟

جواب:

قدرتی آفات کس طرح اجتماعی زندگی کو متاثر کرتے ہیں:

زراعت ایک ایسا عمل ہے جو کھلے آسمان کے نیچے ہوتا ہے اور مختلف قدرتی آفات سے اس کا تحفظ ناممکن ہے کاشتکار اپنی پوری کوشش کے باوجود قدرتی آفات سے فصل کو نہیں بچا سکتا اگر بارش وقت پر ہو جائے تو فصل کے لیے بہت مفید ہے لیکن اگر بارش بے وقت اور زیادہ ہو تو فصل تباہ کر دیتی ہے عموماً ربیع کی فصلوں کے پکنے کے موسم میں اگر ژالہ باری ہو جائے تو فصل تباہ ہو جاتی ہے اور کاشتکار کی سال بھر کی محنت بیج اور کھاد بھی ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح شدت کی سردی یا گرمی بھی فصل کو نقصان دیتی ہے تند و تیز ہواؤں کے جھکڑ اور آندھیاں بھی فصلوں کو گرا دیتی ہیں زیادہ بارشوں کے نتیجے میں بعض اوقات سیلاب آ جاتے ہیں جن سے فصلوں کے ساتھ ساتھ آبادیاں بھی تباہ ہو جاتی ہیں بدقسمتی سے ترقی پذیر ممالک میں سیلاب سے بچاؤ کا کوئی مؤثر نظام بھی موجود نہیں ہے جس سے کم از کم آبادیوں کو تو بچایا جا سکے اسی طرح بارش نہ ہونے سے بھی بہت سے علاقے خشک سالی اور قحط کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ بارش نہ ہونے یا کم ہونے کے باعث بارانی علا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آج ہی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download FreeAssignments.com
Solvedassignmentsaiou.com
03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

قے کی اراضی سیراب نہیں ہوسکتی قدرتی آفات سے تحفظ بہت حد تک ناممکن ہے اوران آفات سے ایسے نقصانات ہوتے ہیں کہ کاشتکاروں کو اپنی طرف سے پوری کوشش کے باوجود بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

غربت بطور ایک معاشرتی مسئلہ:

ا۔ زیادہ سے زیادہ صنعتوں کا قیام تا کہ بنیادی اشیائے ضرورت کی ترسیل میں اضافہ ممکن ہو سکے اس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ممکن ہو سکے گا کیونکہ جتنی پیداوار زیادہ ہوگی اشیاء ضرورت کی قیمتوں میں کمی کا باعث بنیں گی۔

۲۔ نئی زرعی اصلاحات جیسا کہ زرعی ٹیکنالوجی کا استعمال ، نئی زرعی طریقے ، کھاد وغیرہ کی ضرورت ہے تا کہ خوراک کی قلت میں کمی کی جا سکے۔

۳۔ ریاستی سطح پر ذخیرہ اندوزی کے خلاف اقدامات ، صحت کے شعبے میں اصلاحات خاص کر وبائی امراض کی روک تھام اور تعلیمی اصلاحات خاص طور پر لوگوں میں تعلیم کے حصول کے لیے آگاہی ، سستی تعلیم جیسے عوامل کے لیے قومی سطح پر پالیسیوں کو بنانے اور خاص طور پر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

۴۔ برین ڈرین کی روک تھام بہت ضروری ہے ترقی پذیر مما لک میں ہنرمند افراد کا دوسرے مما لک میں روزگار کے بہتر ذرائع کے حصول کے لیے چلے جانا ان کے اپنے ہر شعبے میں ہنرمند افراد چاہیں تا کہ وہ بہتر طور پر امور ریاست سمجھ سکیں اور احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں۔

۵۔ کثرت آبادی کا کنٹرول ضروری ہے تا کہ خوراک کی قلت اور رہائش کے مسائل کو قابو کیا جا سکے۔

۶۔ طبقاتی تفریق کو کم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ امیری غریبی کا فرق معاشرے میں مجموعی طور پر انتشار اور بدامنی کی وجہ بنتی ہے جو ذرائع روزگار کو متاثر کرتی ہے اور غربت میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

۷۔ کام کا صحیح معاوضہ ہی ملکی معیشت کے درست نظام ہونے کی گارنٹی ہے تبھی لوگ شوق سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں مسلسل محنت ہی قوم کی فلاح کی ضمانت ہوتی ہے۔

۸۔ نئی معاشی وسماجی منصوبے جیسا کہ نئی سڑکیں ، ڈیمز ، فیکٹریاں ، مارکیٹ ، سکول ، فلاحی مراکز کا قیام غربت میں کمی کا سبب بنتے ہیں حکومت پاکستان نے غربت میں کمی کے لیے مختلف معاشی وسماجی اقدامات جن میں 2008 میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام 2009 سے وسیلہ حق ، پاکستان بیت المال ، پیپلز ورک پروگرام ، مائیکروفائنینس کی سکیمیں شامل ہیں۔ اسی طرح کے اور اقدامات غربت میں کمی کا باعث بنیں گے۔

۹۔ منصفانہ ومساویانہ تقسیم دولت کی کوشش معاشرے کو مستحکم اور ترقی یافتہ بناتی ہے تاہم اس کا سو فیصد حصول عملی نظریہ نہیں تاہم اس کے حصول کی کوششیں لوگوں کو محنت کی طرف راغب کرتی ہیں کیوں کہ ایسی صورت میں معاشی وسماجی استحصال میں کمی ہوتی ہے اور معاشرہ مجموعی خوشحالی کی جانب گامزن ہوتا ہے۔

۱۰۔ منفی معاشرتی رویوں میں تبدیلی لوگوں میں ترقی کا جذبہ پیدا کر کے انہیں روزگار کے مواقع فراہم کر کے علاج معالجے کی سہولتیں بڑھا کر بدامنی کا خاتمہ کر کے لائی جا سکتی ہیں۔

ٹارگٹ کلنگ / قتل کے عمومی اسباب: قتل ایک ایسا جرم ہے جو انسان کی جان سے متعلق ہے۔ قتل کرنے والا قاتل جبکہ جسکو قتل کیا گیا وہ مقتول کہلاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں قتل کی اہم وجوہات ، زر ، زن اور زمین کا حاصل کرنا ہے ، ہر قتل کے وقوع میں ان اسباب میں سے کوئی نہ کوئی سبب ضرور پایا جاتا ہے۔ بہت کم قتل کسی فوجی جذبے یا وقتی اشتعال کے تحت ہوتی ہیں۔ ورنہ زیادہ تر کی پہلے سے باقاعدہ منصوبہ بندی شامل ہوتی ہے۔ قتل اور زخمی کرنے کے 20 فیصد جرائم کا سبب زمین پر جھگڑوں ، زمین پر عداوتیں ہوتا ہے۔ دیہاتی علاقوں میں زمین کی حد بندی ، آبپاشی کے پانی میں تقسیم وغیرہ قتل اور شدید زخمی کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ جب ایک قتل ہو جائے تو پھر قتلوں کا ایک لامتناہی سلسلہ نسل در نسل چلتا رہتا ہے۔ بدلہ کھوئی ہوئی عزت کی واپسی اور اس کا حصول باعث افتخار سمجھا جاتا ہے۔ جو بدلہ نہ لے سکے وہ بے غیرت اور معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ بے شمار خاندان اس گھناؤنے دائرے میں آ کر برباد و فنا ہو جاتے ہیں بعض اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی طعنوں ، تشنیع سے تنگ آ کر سرخرو ہونے کیلئے قتل پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اس کو عزت و وقار کی بحالی کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ قتل کے فروغ میں ہمارا فرسودہ طویل عدالتی نظام معاشرے میں میں رشوت کا دور دورہ اور بدعنوان پولیس کا نظام بھی شامل ہے۔ پاکستان میں سیاسی وجوہ کی بنا پر قتل ایک نیا عنصر ایک اور نئے باب کا آغاز ہے۔ قتل اور زخمی کرنے کی دوسری وجہ تحقیق کے مطابق عورت اور عورت پر مبنی پرانی عدات ہوتی ہے۔ زیادہ تر جرائم خاوند کرتے ہیں ، جو اپنی بیوی کے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ ناجائز تعلقات معلوم ہونے پر قتل کرتے ہیں۔ بعض اوقات باپ اور بھائی اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو غیر مردوں ساتھ تعلقات رکھنے پر قتل کر دیتے ہیں۔ اغواء اور نا بالجبر کا بالآخر اختتام قتل یا شدید زخمی پر ہوتا ہے ، ان عوامل کا اگر گہرائی سے تجزیہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کیلئے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

کیا جائے تو انکی تہہ میں جہالت مخصوص معاشرتی اقدار کا دباؤ طویل فرسودہ عدالتی نظام اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عدم اطمینان جیسے عوامل ہیں۔ شادی کے قابل عورت جو زمین کی مالکہ ہو، جھگڑوں کا زیادہ باعث بن سکتی ہے۔

اسکے علاوہ چھوٹے چھوٹے ذاتی مسائل بھی قتل وغیرہ پر اکساتے ہیں، مخصوص مفاد کے حامل افراد اور پولیس کا کردار بھی بعض اوقات قتل کا مزید سبب بن جاتے ہیں۔مختلف صوبوں میں تحقیقات کے مطابق پنجاب اور سرحد میں تمام جرائم کا بالترتیب 73,85 فیصد تناسب انسانی ذات کے خلاف پایا جاتا ہے۔جب کہ بلوچستان اور سندھ میں زیادہ جرائم جائیداد کے خلاف ہوتے ہیں قتل کی یہ وارداتیں شکستہ گھروں سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد جن کے والدین میں کوئی یا دونوں فوت ہو گئے ہیں، زیادہ کرتے ہیں اور جن کی عمریں 30 سے کم ہوتی ہیں، بری صحبت، کرائے پر قتل، خوشحال گھرانوں کے بچے بھی انسانی کے خلاف جرائم میں ملوث پائے جاتے ہیں۔عام طور پر قتل زیادہ تر مرد کرتے ہیں کچھ قتل عورتیں بھی کرتی ہیں، اس سلسلے میں خواتین ڈویژن کی شائع کردہ رپورٹ ''پاکستان میں دیہی اور شہری علاقوں میں خواتین کے جرائم کا مطالعہ'' میں دلچسپ انکشاف کیا گیا ہے کہ عورتوں میں قتل کا جرم ہی زیادہ پایا جاتا ہے۔دیگر جرائم کا ارتکاب ان میں کم ہے۔اور عورتوں قتل کرنے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔عائلی جھگڑوں، تبادلے کی شادی، سسرال والوں سے عدم مطابقت، غیر مردوں سے جنسی تعلقات، خاندانی دشمنی، جائیداد، زمین پر جھگڑے، عزت وآبرو بچانے کی خاطر ذاتی دفاع، وقتی اشتعال انگیزی، والدین کا قتل ان سے اختلاف کی وجہ سے، خاوند کے ناجائز بچوں کا قتل وغیرہ۔رپورٹ کے مطابق عورتوں کے قتل کرنے کے زیادہ واقعات صوبہ سرحد، اس کے بعد بلوچستان اور پنجاب اور آخر میں صوبہ سندھ آتا ہے۔عورتوں کا قتل کرنے کے جرم میں عدم مطابقت، باہمی رقابت شکستہ گھر 30 سال سے کم عمر، غلط صحبت وماحول، ناقص تربیت، غربت، جہالت، نفسیاتی وجوہ جیسے عوامل اہم ہیں۔

دیہی کمیونٹی اور کاشتکار کے مسائل:

دنیا میں کوئی بھی آبادی ایسی نہیں جس کو مختلف مسائل درپیش نہ ہوں اگرچہ ان مسائل کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔دیہی علاقے میں لوگوں کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہوتا ہے اور معاشی مسائل بہت سے دوسرے مسائل کی بنیاد بنتے ہیں۔

1۔ نظام ملکیت:

زرعی پیداوار کم ہونے کی بڑی وجہ زرعی اراضی کی ملکیت کا نظام بھی ہے۔اکثر ترقی پذیر ممالک میں جاگیردارانہ نظام ہے جس کے تحت چند افراد بڑے بڑے قطعات اراضی کے مالک ہیں ان کی ملکیت کئی کئی ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے۔یہ لوگ اپنی اراضی بہت سے لوگوں کو کاشت کرنے کیلئے دیتے ہیں۔یہ لوگ چونکہ بہت بڑے قطعات اراضی کے مالک ہیں اس لئے انہیں بہت زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہے لیکن جو کاشتکار اس اراضی کو کاشت کرتے ہیں انہیں کوئی زیادہ آمدنی حاصل نہیں ہوتی۔یہ کاشتکار چونکہ اراضی کے مالک نہیں ہوتے اور نہ ہی انہیں پیداوار کا زیادہ حصہ ملتا ہے اسلئے وہ اپنی طرف سے کیمیائی کھاد یا اعلیٰ بیج، کرم کش ادویات اور زرعی مشینری وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔

2۔ آبپاشی:

اچھی فصل کیلئے موزوں آبپاشی بہت ضروری ہے۔مگر ترقی پذیر ممالک میں آبپاشی کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔دنیا کے بیشتر ترقی پذیر ممالک میں نہریں تو ہیں لیکن ان سے بہت کم اراضی سیراب ہوتی ہے علاوہ ازیں ان نہروں کے کنارے پختہ نہیں ہیں نیز ان نہروں سے نکلنے والے چھوٹے چھوٹے نالے جنہیں کھال کہا جاتا ہے وہ بھی کچے ہیں اور سطح زمین سے نیچے ہیں اس وجہ سے چالیس فیصد پانی ان نہروں اور کھالوں میں جذب ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔پاکستان میں دنیا کا اعلیٰ بڑا نہری نظام ہے جس کی لمبائی چالیس ہزار میل ہے لیکن اس کے باوجود یہاں بھی بہت زیادہ مقدار میں پانی ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ نہروں کی صفائی کا معقول انتظام نہ ہونے کے باعث ہر سال مٹی کی تہہ نہروں میں جم جاتی ہے اور نہریں اونچی ہوتی جا رہی ہیں جس کے باعث پانی کی کم مقدار نہروں میں آتی ہے جس سے اراضی کی آبپاشی بہتر طور پر نہیں ہو سکتی۔اسی طرح نہریں اور کھال کچے ہونے کے باعث اکثر ٹوٹ جاتے ہیں جس سے نہ صرف بہت سا پانی ضائع ہوتا ہے بلکہ سیلاب کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔

3۔ سیم وتھور:

دیہی علاقوں میں بہت سا قابل کاشت رقبہ سیم اور تھور کے باعث ناکارہ ہو چکا ہے۔جس پر اب کوئی فصل کاشت نہیں کی جاسکتی۔زمین کی بار بار سیرابی کے باعث زمین کی سطح بلند ہو جاتی ہے اور زمین کے اندر کے نمکیات پانی میں حل کر سطح زمین کے اوپر آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے زمین سیم وتھور کا شکار ہو جاتی ہے۔

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03455504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بعض اوقات اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایسی اراضی بھی کچھ عرصے بعد سیم وتھور کا شکار ہوجاتی ہے کیونکہ چاول کی فصل کو زیادہ مقدار میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمیشہ زیادہ پانی دینے سے زمین پانی کی سطح بلند ہوجاتی ہے اور اراضی سیم وتھور کا شکار ہوجاتی ہے۔ پاکستان میں اب تک لاکھوں ایکڑ زمین اس کی نظر ہوچکی ہے۔

4۔ قدرتی آفات: زراعت ایک ایسا عمل ہے جو کھلے آسمان کے نیچے ہوتا ہے اور مختلف قدرتی آفات سے اس کا تحفظ ناممکن ہے کاشتکار اپنی پوری کوشش کے باوجود قدرتی آفات سے فصل کو نہیں بچا سکتا۔ اگر بارش وقت پر ہوجائے تو فصل کیلئے بہت مفید ہے۔لیکن اگر بارش بے وقت اور زیادہ ہو تو فصل تباہ کر دیتی ہے۔عموماً ربیع کی فصلوں کے پکنے کے موسم میں اگر ژالہ باری ہوجائے تو ژالہ باری سے فصل تباہ ہوجاتی ہے اور کاشتکار کی سال بھر کی محنت، بیج اور کھاد بھی ضائع ہوجاتا ہے۔اسی طرح شدت کی سردی یا گرمی بھی فصل کو نقصان دیتی ہے تند و تیز ہواؤں کے جھکڑ اور آندھیاں بھی فصلوں کو گرا دیتی ہیں۔زیادہ بارشوں کے نتیجے میں بعض اوقات سیلاب آجاتے ہیں جن سے فصلوں کے ساتھ ساتھ آبادیاں بھی تباہ ہوجاتی ہیں بدقسمتی سے ترقی پذیر ممالک میں سیلاب سے بچاؤ کا کوئی مؤثر نظام بھی موجود نہیں ہے

5۔ کیمیائی کھاد:

زرعی پیداوار میں اضافے کیلئے کیمیائی کھاد کا استعمال ناگزیر ہے۔کیمیائی کھاد کے استعمال کیلئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کونسی کھاد، کتنی مقدار میں کسی فصل کیلئے کس وقت استعمال کی جائے۔زمین کا تجزیہ کرکے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ زمین میں کس چیز کی کمی ہے تاکہ وہی کھاد استعمال کی جائے جو اس کیلئے موزوں ہو۔لیکن ترقی پذیر ممالک کے کاشتکار جدید زرعی طریقوں سے ناواقف اور ناخواندہ ہیں۔اس وجہ سے کیمیائی کھاد کے بہتر استعمال کا مشورہ دینے کیلئے سرکاری طور پر کوئی انتظام کیا جائے۔لیکن یہاں بھی یہ مسئلہ ہے کہ غریب کاشتکار جو اپنی بہت سے اہم ضروریات غربت کے باعث مکمل طور پر پوری نہیں کرسکتا۔ کیمیائی کھاد خریدنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتا نتیجہ یہ ہوتا ہے نہ تو موزوں کھاد مناسب مقدار میں استعمال ہوتی ہے اور نہ ہی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

6۔ قرض

: قرض ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہمارے اکثر دیہات میں لوگوں کو درپیش ہے۔کاشتکار فصل اگانے کے موقع پر اپنی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اکثر قرض کا سہارا لیتے ہیں یہ قرض وہ مقامی باشندوں سے بھی حاصل کرتے ہیں اور حکومت کے اداروں سے بھی مگر مشکل یہ ہے کہ فصل کے موقع پر وہ یہ قرض اتار نہیں سکتے سرکاری قرضوں کے بارے میں تو جاری اکثر دیہاتی بھائی جانتے بھی نہیں اور اکثر یہ قرض لینا نہیں چاہتے کیونکہ یہ حاصل کرنے کی صورت میں اس کو اپنی زمین گروی رکھنا پڑتی ہے اور بہت پیچیدہ لکھت پڑہت سے گزرنا پڑتا ہے دوسری طرف زرعی قرضے دینے والے اداروں کیلئے ایسے کاشتکار جو وقت پر قرضے کی ادائیگی نہیں کرپاتے یا قرضے کی رقم بالکل واپس نہیں لوٹاتے ایک مسئلہ بن جاتے ہیں۔

7۔ ناقص منڈی اور ذرائع آمدورفت:

ہمارے اکثر دیہات ایسے ہیں جہاں پکی سڑک نہیں ہے۔کاشتکار کو اپنی فصل گاؤں کے اندر ہی آڑھتی کے ہاتھوں اونے پونے داموں فروخت کرنا پڑتی ہے جہاں سڑک موجود ہے وہاں بھی اکثر لوگ شہروں میں آکر اپنا اناج فروخت کرنے کی بجائے گاؤں میں ہی فروخت کرنا مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ وہ شہر کے راستوں سے واقفیت نہیں رکھتے اور دوسرا انہیں گاؤں سے شہر جانے کیلئے کرایہ خرچ کرنا پڑتا ہے جو وہ نہیں چاہتے۔صرف بڑے بڑے زمیندار ہی ایسا کرپاتے ہیں۔

8۔ حفظان صحت وطبی سہولتیں

: دیہات میں صفائی اور حفظان صحت کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔لوگ صفائی کی اہمیت سے بالکل بے خبر ہیں دیہات میں پینے کا صاف پانی میسر نہ ہونے کے باعث لوگ امراض کا شکار ہوتے رہتے ہیں اور انہیں علاج کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔آلودہ پانی کے استعمال سے پیچش، اسہال، ٹائیفائیڈ، ہیضہ وغیرہ کے امراض پیدا ہوتے ہیں پانچ سال سے کم عمر بچوں کی 50 فیصد اموات کا باعث آلودہ پانی کا استعمال ہے۔بعض دیہی علاقوں میں پانی کی شدید قلت ہے اس لئے یہاں روزانہ فی کس پانی کا استعمال 5 سے 10 لیٹر تک ہے اس حد تک کم پانی کے استعمال کے باعث نہ تو لوگ خود صاف ستھرے رہ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے گھر، برتن اور کپڑے صاف ہوتے ہیں عالمی ادارہ صحت کی سفارش کے مطابق روزانہ 30 گیلن فی کس پانی کا استعمال صفائی اور حفظان صحت کیلئے ضروری ہے۔

سوال نمبر 24: مفروضے کی جامع تعریف بیان کریں نیز معاشرتی تحقیق میں مفروضے کی اہمیت واضح کریں؟

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from SolvedAssignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جواب: **مفروضہ:** مفروضہ ایک تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو دو یا دو سے زیادہ تصورات کے مابین پایا جاتا ہے۔ جب کسی تعلق کو پرکھ لیتے ہیں یا تصدیق کر لیتے ہیں تو یہ تعلق حقیقت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ حقیقت نظریے کی تشریح کرتی ہے۔ مفروضے میں ایک ہی حقیقت کی تشریح کی جاتی ہے۔ جب کہ نظریے میں بہت سے حقائق ہوتے ہیں اور وہ تحقیق کی راہنمائی کرتا ہے۔ نظریے میں بہت سے حقائق ہوتے ہیں۔ جنکا مشاہدہ کر کے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اپنے نظریے کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد بذریعہ استخراج مفروضہ بنایا جاتا ہے۔ مفروضے کے بارے میں سو بر کہتے ہیں کہ مفروضہ ایک خیال ہے اور تحقیق کر نے سے پہلے ہم مفروضے کو غلط یا درست ثابت نہیں کر سکتے۔ اور علاوہ ازیں کسی سائنسی تحقیق کے بعد ہی اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مفروضے میں کسی حد تک سچائی ہے۔

معاشرتی تحقیق میں مفروضے کی اہمیت: مفروضہ ایک فرضی بیان یا تخیل ہوتا ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ متغیرات کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ مفروضے کو بذریعہ استخراج اخذ کیا جا سکتا ہے۔ یا پہلے سے موجود نظریات میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔ جسے نظریات کی ترمیم حقائق کی روشنی میں کہتے ہیں۔ مفروضے عام طور پر تین مخرجوں سے جنم لیتے ہیں۔

(۱) اندازہ (۲) پہلے سے موجود علم کا مطالعہ (۳) نظریے

اندازہ: ہر معاشرے میں لوگ مختلف الانواع مسائل سے دوچار ہوتے ہیں۔ اور ان مسائل کے حل کے لیے تحقیق بہت ضروری ہے لیکن تحقیق کو صحیح راست پر گامزن کرنے کے لیے مفروضے کا ہونا ضروری ہے۔ ایک محقق اپنے تجربے کی بنا پر محض اندازہ کر لیتا ہے کہ اس مسئلے کی وجوہات کیا ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے اس میدان میں ماہر ہوتا ہے لہذا اسکا اندازہ منطقی نوعیت کا ہوتا ہے۔ جسکا دارومدار عقلی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ اس قسم کے اندازے کو (Hunch) کہتے ہیں۔

پہلے سے موجود علم کا مطالعہ: ایک محقق مختلف مسائل پر موجود تحقیق معلومات اور ادب کا گہرا مطالعہ کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ واقعہ اور سب میں ایک تعلق پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ پہلے سے موجود سائنسی علم اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

نظریے: نظریے بھی مفروضوں کو جنم دیتا ہے۔ بذریعہ استخراج نظریے سے مفروضے تشکیل دیے جاتے ہیں جن کی صداقت کو پرکھنے کے لیے پھر مواد اکٹھا کر نے کے بعد اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد پر انہیں قبول یا رد کیا جاتا ہے۔

مفروضہ نظریہ استخراج حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی نظریہ جن حقائق کو بیان کرتا ہے ان کی صداقت کو پرکھنے کے لیے یہ بات قائم کر لی جاتی ہے کہ آیا یہ حقائق درست یا غلط ہیں۔ اب اس بات (مفروضے) کو غلط یا صحیح ثابت کرنے کے لیے تحقیق کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ تحقیق کے بغیر مفروضہ کے صحیح یا غلط ہونے کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ مفروضے بنانے میں انسان کی اپنی سوچ اور ذہانت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں کچھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ جنکا ذکر نیچے کیا جا رہا ہے۔ نظریے علم میں پیچیدگی عام طور پر نظریاتی علم غیر واقع اور مبہم انداز میں پایا جاتا ہے۔ اور آسانی سے مفروضے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ صلاحیت کی کمی نظریاتی علوم سے منطقی طریقہ استدلال سے مفروضے تشکیل دینے کے لیے تجربہ اور صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں سے صلاحیت کی کمی نظریاتی علم کو منطقی طریق سے استعمال کرنے کے راستے میں حائل ہوتے ہیں۔

تحقیقاتی طریقہ کی پیچیدگی، سائنسی تحقیق کا طریقہ کار اپنا طریقہ کار اتنا مشکل اور پیچیدہ ہے کہ آسانی کے ساتھ اس سے مفروضے تشکیل نہیں دیے جا سکتے۔ ان تمام پیچیدگیوں اور مسائل کے باوجود تحقیق اور مفروضوں کی تشکیل کا سلسلہ جاری ہے اور محقق چند شرائط کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفروضے اخذ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مفروضہ ایسا ہونا چاہیے جس سے حقائق کی وضاحت ہو اس سے مزید مفروضے اخذ کیے جا سکیں اور سادہ مشاہدہ کے ذریعے انہیں آزمایا یا پرکھا جا سکے۔

(۲) مسئلے کا حل تلاش کرنے میں مفروضے آسانی پیدا کرے۔

(۳) مفروضے کو صحیح یا غلط ثابت کرنے کے لیے شک و شبہ سے پاک طریقہ کو استعمال کرنا چاہیے۔ اور مفروضے میں پیش گوئی کی صلاحیت موجود ہونی چاہیے۔

مفروضے اور نظریے: اس مقام پر مفروضے اور نظریے میں فرق اور انکا آپس میں تعلق سمجھنا بہت ضروری ہے مفروضہ اور نظریہ ایک ہی نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اور ایک خاص چیز سے منسلک ہیں۔ اور وہ حقائق میں نظریہ کیا ہے بہت سے حقائق کا مجموعہ اور یہ حقائق آپس میں ایک خاص تعلق سے جڑے ہوتے ہیں۔ اب ان حقائق سے چند ایک حقائق کو لے کر ان کو ایک رشتے میں باندھ دیا جاتا ہے۔ تو وہ مفروضہ بن جاتا ہے۔ جسکو تحقیق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس بات کو پرکھ جاتی ہے کہ آیا حقائق درست ہیں اور اگر ایسا ہے تو کسی حد تک درست ہیں تو ان میں کہاں تک صداقت ہے۔ جب مفروضے کو تحقیق کے ذریعے پرکھ لیا جاتا ہے۔ جب اسی قسم کے بہت سے حقائق جمع کر لیے جاتے ہیں تو پھر ایک نیا مفروضہ وجود میں آتا ہے۔

جن حقائق کی تصدیق ہو جاتی ہے اور ان میں تعلق واضح ہو جاتا ہے انہیں معاشی علوم کا نام دے دیا جاتا ہے۔ لیکن نظریے میں موجود حقائق کو سائنس کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ یہاں ایک بات بہت اہم ہے کہ حقائق کی پہچان صرف مفروضے کی تصدیق سے نہیں بلکہ تردید سے بھی ہوتی ہے۔ یعنی اگر کسی مفروضے کی تردید ہو جاتی ہے تو اسکا مطلب ہے کہ علوم کے لیے دونوں کی یکساں اہمیت ہے۔ اگر مفروضہ رد ہو گیا تو اس نے سائنس کی کوئی خدمت نہیں کہ بلکہ اسکی اہمیت بھی اتنی ہی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہے جتنی تصدیق شدہ مفروضے کی۔ جیسے ہم روئی کو کپڑا نہیں کہہ سکتے۔ روئی کی کپڑے کی صورت اختیار کرنے تک ایک خاص قسم کے عمل سے گزارنا پڑتا ہے۔ تب جا کر اس کا کپڑا بنتا ہے۔ بالکل اسی طرح عام مشاہدے سے ہم جو حقائق اکھٹے کرتے ہیں ان کو سائنس کا نام دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ ابتدائی نظریے کہلاتے ہیں۔ ان حقائق سے پھر مفروضہ اخذ کیا جاتا ہے اور اسکو تحقیق کے ذریعے پرکھا جاتا ہے۔ پھر وہ حقائق ایک نئے روپ میں یعنی نظریات میں داخل ہوں گے اور ایک نیا نظریہ وجود میں آئے گا۔ جو سائنسی علم کہلائے گا۔

(1) مفروضہ ایک تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ جو دو یا دو سے زیادہ تصورات کے مابین پایا جاتا ہے۔

(2) مفروضے کے عام طور پر تین جنم بستے ہیں۔

(۱) اندازہ (۲) پہلے سے موجود علم کا مطالعہ (۳) نظریہ

(3) گڈ اور نیٹ کے نزدیک مفروضے مندرجہ ذیل ذرائع سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

(۱) علم کے ذخائر (۲) نظریات (۳) تمثیل (۴) ذاتی تجربات

(4) مفروضے کی تشکیل میں مندرجہ ذیل شرائط کو مدِنظر رکھا جاتا ہے۔

(۱) مفروضہ ایسا ہو جس سے حقائق کی وضاحت ہو۔

(۲) مفروضہ تحقیق میں پیش گوئی کی صلاحیت موجود ہونی چاہیے۔

(۳) مفروضہ تحقیق میں آسانی پیدا کرے۔

(5) مفروضہ کی مندرضہ ذیل تین اقسام ہیں۔

(۱) تجرباتی یکسانیت کے مفروضے

(۲) پیچیدہ مثالی نوعیت کے مفروضے

(۳) تجرباتی مفروضے

(6) مفروضوں کے مندرجہ ذیل خواص بتائے جاتے ہیں۔

(۱) واضح تصورات کے حامل (۲) اخلاقی فیصلوں سے پاک

(۳) مخصوص قسم کے (۴) تحقیق کے طریقہ کار سے متعلقہ

(۵) نظریے سے متعلقہ

(7) مفروضوں کی جانچ پڑتال کا دارومدار ذیل کی باتوں پر ہوتا ہے۔

(۱) حقائق کی ترجمانی (۲) تجرباتی حقائق سے اختلاف

(۳) حقائق سے مطابقت (۴) مفروضے کی سادگی

(۵) منطقی استقامت

سوال نمبر 26: پاکستان میں سٹریٹ جرائم کی صورت حال بیان کریں نیز بتایئے کہ ان جرائم کی روک تھام کیسے ممکن ہے؟

جواب: پاکستان میں سٹریٹ جرائم کی صورت حال: بچے کی نشوونما میں اس کا خاندان بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے کے ابتدائی تفاعلی تجربات اس کے خاندان کے افراد کے ساتھ بڑھتے ہیں اور یہیں سے وہ تصور ذات کی نشوونما لسانی مہارت اور آموزشِ اقدار کا آغاز کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے ضمیر کی تعمیر میں ان اخلاق و آداب کا کردار مرکزی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ خاندان میں گہرے جذباتی رشتے ہونے اور محبت و ایثار کی بنا پر افراد کی زندگی اگر سکھ اور چین سے گزرے تو شخصیت نارمل رہتی ہے۔ خاندان میں بچے اس لئے اخلاق و آداب کو اپنانے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ان کی ضروریات کلی طور پر خاندان ہی پوری کرتا ہے۔ اور خاندان کی اقدار کو نظر انداز کر کے بچہ اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو بچہ مکمل طور پر خاندان پر انحصار کرتا ہے۔ اس لئے مستقبل میں اس کو قانون پرست بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے گھر کے ماحول کو بہتر بنایا جائے۔ بچے کا پہلا نفسیاتی مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی اہمیت کو تسلیم کریں۔ اس کی ذہنی، جسمانی ضروریات اگر پوری ہوتی رہیں تو وہ کسی قسم کی نفسیاتی الجھن کا شکار نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اگر بچے کو یہ احساس ہونے لگے کہ خاندان میں اس کی کوئی عزت نہیں تو اس کا ذہنی سکون چھن جاتا ہے اور وہ بے راہ روی کا شکار ہونے لگتا ہے۔ خاندان کا یہ فرض ہے کہ وہ بچے کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے۔ مختلف تکالیف اور خطرات سے بچے کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اگر بچے کی خوراک و پوشاک کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جائے تو اس کی شخصیت میں دکھ اور مایوسی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات اس کی بے راہ روی اور خطا کاری کی طرف پہلا قدم ہوتے ہیں۔

بعض والدین بچوں سے نہایت بے توجہی سے پیش آتے ہیں اور ان کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے پاکستان میں تو یہ صورتحال اس قدر سنگین ہے کہ پڑھے لکھے والدین بھی بچوں کی نفسی و سماجی ضروریات سے کوتاہی برتتے ہیں اور اس طرح ان کیلئے شدید جذباتی الجھنوں کے مواقع فراہم کرتے رہتے ہیں ارک ارلسن جیسے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

کاشف اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مفکر کے خیال ہے کہ والدین کے اس ناروا رویے کے سبب بچوں کی نشو ونما میں خلا رہ جاتے ہیں۔ دراصل بچوں کی بے راہ روی میں گھر کے برے ماحول اور ناقص نگرانی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ والدین کو آج کل اقتصادی وسماجی ذمہ داریوں سے بہت کم وقت ملتا ہے۔ بچے اپنا بیشتر وقت گلی کوچوں اور آوارہ مزاج لوگوں کے ساتھ گزارتے ہیں۔ بچوں کو نیک و بد بنانے میں دوستوں کی صحبت کافی اہمیت رکھتی ہے۔ پڑوس میں اچھے برے ہر قسم کے بچے ہوتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو سلجھے ہوئے بچوں کی صحبت سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کریں اور انہیں بے راہ رو بچے کی صحبت سے بچائیں تا کہ وہ نیکی کے راستے پر گامزن رہیں بچوں کیلئے صالح تعلیم وتربیت کی سخت ضرورت ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ ان کو اسلامی اقدار و نظریات اور قانون کی اہمیت سے آگاہ کریں وہ خود کو بھی تربیت اطفال سے آگاہ کریں۔ تا کہ مستقبل کے رہنماؤں کو صالح زندگی بسر کرنے میں آسانی رہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تربیت اطفال پر معیاری کتابیں لکھوائی جائیں اور انہیں سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں شامل کیا جائے کہ بچوں کو خوش اسلوبی سے حاصل کرنے کیلئے تربیت اطفال کی تعلیم کو عام کرنے ضرورت ہے۔

جرائم کی روک تھام کیسے ممکن ہے: پاکستان اسلامی قوانین کے فروغ ونفاذ کے لئے حاصل کیا گیا تھا اور اب ان قوانین کو فروغ دینے کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔ اس لئے یہ توقع برمحل ہے کہ اس سے انسداد جرائم میں کافی مدد ملے گی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اگر ہمارے قوانین مذہبی تعلقات سے ہم آہنگ ہوں اور سماجی انحراف اور جرم ومصیبت کا دروازہ بند ہو جائے۔ لیکن اس مقصد کے لئے ہمیں مذہبی اور قانونی تعلیمات کو بھی کافی رواج دینا پڑے گا اور زندگی میں دین و دنیا کی جو تقسیم پیدا ہوگئی ہے اسے بھی ختم کرنا ہوگا۔ اسلام کے سنہری اصولوں کی اگر لوگ پیروی مکمل طور پر کرنا شروع کر دیں تو ہمارے بہت سے مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے ۔ ملک میں مکمل امن وامان اور سکون قائم ہو جائے گا۔ مذہب اسلام انسان میں خدا کے سامنے جوابدہی ، خوف خدا اور خداترسی پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان کو اس بات کو یقین ہو جائے نیز اس بات کا باقاعدہ پرچار اور تبلیغ کی جائے تو جرائم قتل، ڈکیتی، چوری کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اسلامی سزائیں بھی رائج کر دی جائیں تو ایسے جرائم بہت کم ہو جائیں گے جس طرح کہ سعودی عرب میں جرائم بہت کم پائے جاتے ہیں کیونکہ وہاں اسلام کے مطابق انصاف ملتا ہے۔ اور مجرم کو سخت سزا دی جاتی ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔ کیونکہ اگر افراد کو یہ بھی یقین ہو کہ قوانین کی خلاف ورزی پر نہ صرف وہ حکومت کا مجرم ہے بلکہ خدا کا مجرم بھی ہوگا تو جرائم کرنے سے پہلے وہ ضرور سوچے گا۔ اس طرح مذہب سے جرائم کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔ اسلامی قوانین اور اسلامی سزائیں رائج کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسلامی نظام عدل وانصاف کا نفاذ کیا جائے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب پورے معاشرتی ڈھانچے کو تبدیل کیا جائے۔ معاشرے میں جرائم کو یکسر ختم نہیں کیا جاسکتا لیکن اجتماعی سطح پر ایسے اقدامات کئے جاسکتے ہیں جن کی وجہ سے ان منفی رویوں میں کمی لائی جاسکتی ہے اور ایک خوشگوار ماحول وفضا کو بحال کیا جاسکتا ہے۔

i۔ **نظام تعلیم کی اصلاح اور ترقی:** ہمارے معاشرے میں تعلیمی ادارے موجود ہیں جہاں رسمی اور غیر رسمی تعلیم دی جاتی ہے تا کہ بچہ اپنے مستقبل میں معاشرے کا ایک کامیاب فرد بن سکے۔ موجودہ نظام کی اصلاح کی جائے۔ جہاں خامیاں اور کمزوریاں ہیں انہیں دور کیا جائے تا کہ جب وہ عملی میدان میں آئیں تو منظّم زندگی گزاریں۔ خاندان کے بعد دوسرا اہم معاشرتی ادارہ تعلیم کا ہے۔ جہاں فرد کی ابتدائی عمر میں اخلاقی تربیت کی جاتی ہے اور اس میں حب الوطنی کا جذبہ ابھارا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں Guidance and Councilling کے مراکز ہیں۔ استاد جب بچے کو اوسط درجے سے منحرف دیکھتا ہے تو اسے مراکز میں بھیج دیتا ہے جہاں تجربہ کار مشیر اور نفسیاتی طبیب بچوں کا علاج نہایت محنت اور خلوص سے کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک جن میں اداروں اور مشیروں کا تعلق عدالتوں سے نہیں ہوتا ان کا اصل کام خطا کاری کو روکنا نہیں ہوتا بلکہ مریض کی جذباتی اور شخصیاتی تکالیف کا حل ڈھونڈنا ہوتا ہے۔ ممکن ہے خطا کار کی خطاؤں کی تہہ میں ان کی ہیجانی یا ذہنی تکالیف موجود نہ ہوں کیونکہ خطا کے اسباب صرف نفسیاتی ہی نہیں بلکہ اور بھی کئی قسم کے ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح مضطرب بچوں اور نوجوانوں کیلئے ایک اصلاحی طریقہ گروہی علاج معالجہ Group Thesaphy ہے۔ یہ گروہ خود نفسیاتی طبیب چنتا ہے۔ اس میں کھیل کود اور اسی قسم کی دوسری تفریحی سرگرمیاں کا انتظام کیا جاتا ہے جو گروہ کا لیڈر رہتا ہے اسے اس کا علم ہوتا ہے کہ بچوں کو کیا تکلیف ہے یا انہیں کیا مسائل درپیش ہیں۔ وہ ہر بچے کے کردار کا مطالعہ کرتا ہے۔ اسے تسلی دلاسہ دیتا ہے اور پیار ومحبت سے راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ ان گروہوں کا کوئی طے شدہ پروگرام نہیں ہوتا۔ بچے خود اپنی تکالیف کا مظاہرہ کرتے چلے جاتے ہیں اور ان کا حل ڈھونڈتے ہیں۔ اگر بڑوں کیلئے گروہ بنا ہو تو کھیل تماشے کے بجائے گفتگو، بحث مباحثہ، مذاکرہ ہو سکتا ہے۔ گفتگو کیلئے بھی کوئی موضوع پہلے سے ہی طے نہیں کیا جاتا بلکہ جو موضوع بھی گروہ زیر بحث لانا چاہتا ہو لاسکتا ہے۔ علاج معالجہ کے جو مختلف طریقے بیان ہو چکے ہیں ان کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ خطا کاری میں خاندان کا بڑا حصہ ہے۔ خاندان کی اگر اصلاح ہو جائے تو مجرمانہ رویئے میں کمی واقع ہو سکتی ہے لیکن خاندان بھی معاشرے کا حصہ ہوتا ہے اس کی اصلاح بھی معاشرے کی اصلاح پر منحصر ہے۔

ii۔ **مجرمانہ رویہ اور اصلاحی طریقہ کار:** مجرمانہ رویوں کیلئے جو اصلاحی طریقے استعمال ہوتے ہیں وہ مغربی ماہر نفسیات اور ماہر جرمیات کے مرتب کردہ ہیں۔ اس سلسلے میں ایک طریقہ ان لوگوں کو اور ان کے والدین کو نفسیاتی طبی معالجہ مہیا کرنا ہے۔ اس کیلئے شرط یہ ہوتی ہے کہ ایسی ذہنی علامات موجود ہوں جو نشاندہی کر سکیں کہ اصلاح کے مثبت نتائج ہوں گے۔ وہ بچے جو عدم تحفظ، احساس کمتری یا کسی اور ایسے ہی مخصوص رویئے کا شکار ہوں جو کہ انہیں مطمئن زندگی گزارنے میں رکاوٹ کا احساس دلائے تو انہیں نفسیاتی کلینک میں علاج معالجہ کیلئے داخل کرا دینا چاہیے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

iii۔ **معاشرتی وثقافتی اقدار:** جرائم کنٹرول کرنے میں معاشرتی اورثقافتی اقدار بھی اہمیت رکھتے ہیں جب تک معاشرے میں عملی طور پر برائی کے خلاف سخت ردعمل نہیں ہوگا اس وقت تک جرائم کی جڑیں مضبوط رہیں گی۔ جرائم کو یکسر تو کسی صورت ختم نہیں کیا جا سکتا، لیکن معاشرے میں اجتماعی رویئے کہ وجہ سے منفی اور غیر ذمہ دارانہ رویوں کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔معاشرتی اورثقافتی اقدار میں جرائم اور غیر ذمہ دارانہ معاشرتی رویوں کا سختی سے نوٹس لیا جائے لیکن جہاں تک اصلاحی پہلو کا تعلق ہے اس کیلئے معاشرتی نظام میں اتنی لچک ضرور ہونی چاہیے کہ وہ اس فرد کے ساتھ ہمدردی اور ذمہ دارانہ رویہ رکھے جو جرائم کی دنیا سے نہ صرف نکل آتا ہے بلکہ شائستہ اطوار اپناتا ہے اور معاشرے میں ایک معتبر مقام حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

iv۔ **بے روزگاری میں کمی اور موجودہ ذرائع کا استعمال:** معیشت کسی بھی ملک یا معاشرے کے اقدار اور طرزِ زندگی پر گہرا اثر رکھتی ہے۔جس معاشرے کی معیشت مضبوط ہوگی وہاں جرائم کسی حدتک کم ہوں گے یا وہ جرائم سرزد ہوں گے جن کا تعلق معیشت سے کم ہوگا ایسے معاشرے میں زیادہ تر وہ جرائم سرزد ہوتے ہیں جو عیاشی کے تصور سے تعلق رکھتے ہیں۔معیشت کا نظام ایسی پالیسی کی ٹھوس بنیادوں پر ہونا چاہیے جہاں ہر فرد کو اس کی ذہنی قابلیت یا جسمانی مشقت کے مطابق اجرت ملے۔ان ممالک نے زندگی کے ہر دوسرے شعبے میں ترقی کی ہے جہاں ہر کام کرنے والے کو اس کی اہلیت و قابلیت اور ضرورت کے مطابق اجرت اور سہولیات ملتی ہیں۔موجودہ ذرائع کے استعمال میں زیادہ سے زیادہ افراد کو شامل کیا جائے۔ چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے انہیں مزید بہتری کیلئے آسان اقساط پر قرضے کی سہولیات آسانی سے فراہم ہوں۔ ہنرمندوں کی مزید تربیت کا بہتر انتظام موجود ہو اور ان سے حاصل شدہ پیداوار کا انہیں جائز حصہ دیا جائے۔

v۔ **شادی شدہ افراد کی تربیت:** شادی شدہ مردوں اور عورتوں کیلئے مشاورتی مراکز ہونے چاہیے۔جہاں ڈاکٹر،نفسیاتی طبیب، وکیل اور معاشرتی ماہر ہوں شادی شدہ اشخاص کو صلاح مشورہ دیں جو میاں بیوی کی حیثیت سے ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت نہ کر پائے ہوں۔بعض عائلی عدالتیں بھی اس نوعیت کی ہوتی ہیں وہ بھی میاں بیوی کو سمجھا بجھا سکتی ہیں اوران کی قانونی مشکلات دور کرسکتی ہیں ان مشاورتی مراکز اور عائلی عدالتوں کو گو مجرمانہ رویئے کی روک تھام سے براہ راست کوئی تعلق نہیں لیکن بالواسطہ تعلق ضرور ہے۔ تجربات کی روشنی میں ثابت ہے کہ جن گھروں میں جھگڑے عام ہوتے ہیں وہاں مجرمانہ رویئے پرورش پاتے ہیں۔اس لئے جو مدد بھی والدین کو دی جاسکے جوان کی اور نوعمروں کی زندگی کو آسودہ بنا سکے وہ مجرمانہ رویئے کو کم کرنے کیلئے ایک باہمت اور حوصلہ افزاء قدم ہوگا۔

vi۔ **معاشرے کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اور اس کے اثرات:** ہمارے معاشرے میں کئی جرم لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں لیکن عوام کسی قسم کا ردعمل کرنے سے گریز کرتی ہے یہ بالکل ایسی حقیقت کی مانند ہے جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے ہمارے روزمرہ زندگی سے اس کی مثال کچھ اس طرح بھی دی جا سکتی ہے جیسے راہ چلتی لڑکیوں پر فقرے بازی ہو یا انہیں کسی اور طریقے سے تنگ کیا جائے لیکن دوسرے افراد ایسی حرکات پر دھیان نہیں دیتے اور خاموشی اختیار کرتے ہیں اسی طرح محلوں میں فحاشی، جوئے اور شراب نوشی کھلے عام ہوتی ہے لیکن معاشرے کا ردعمل سرد رہتا ہے جب معاشرے میں ایسے حالات ہوں تو جرائم کا سدباب کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ اگر عوام باشعور، بیدار اور ذمہ دار ہوں تو جرائم پیشہ لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔اسی طرح عوام بھی کئی خلاف قانون کام کرتے ہیں عار محسوس نہیں کرتے مثلاً دکانداری میں بے ایمانی ہوتی ہے چیزوں میں ملاوٹ کھلے عام ہوتی ہے تول پورا نہیں ہوتا، میٹر تیز چلائے جاتے ہیں یہ سب غیر اخلاقی اور غیر قانونی کام ہیں جنہیں معاشرے میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تاہم سنجیدگی سے ایسے مسائل کا حل تلاش بھی نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کے سدباب کیلئے ٹھوس اقدامات کئے جاتے ہیں اسی طرح بہت سے جرائم ایسے ہیں جو صرف جرائم پیشہ لوگ ہی نہیں کرتے بلکہ عام شہری بھی وہ جرائم کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے اعتماد کو دھوکہ دہی کے مقدمات وہی لوگ درج کراتے ہیں جو پہلے اس جرم میں مجرم کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن جب پیشہ ور مجرم انہیں بھی دھوکہ دے دیتے ہیں تو پھر یا وہ پولیس کا سہارا لیتے ہیں یا پھر عدالت کا رخ کرتے ہیں لیکن پیشہ ور مجرم ان سے بدعہدی نہ کریں تو وہ کبھی شکایت نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کام کو برا گردانیں گے، اگر مجرم اور عام لوگوں کے رویوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو اس بات کا احساس ہوگا کہ جرائم کی روک تھام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک عوام بیدار نہیں ہوتے اور معاشرے کو جرم کی حقیقت اس کے مختلف اسباب اور اس کے خطرناک نتائج سے پوری طرح آگاہی نہیں ہوتی۔اسی طرح جب کبھی بینک لوٹے جاتے ہیں یا راہ چلتی لڑکیوں کے ساتھ نامناسب سلوک کیا جاتا تب معاشرہ وقتی طور پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتا ہے لیکن پھر ٹھہراؤ آجاتا ہے عموماً ہمارا معاشرتی رویہ کچھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ اگر ہمیں پولیس ادھر ادھر کھڑی دکھائی دے تو ہم مطمئن ہو جاتے ہیں اور کسی تنظیم کی ضرورت محسوس نہیں کرتے حالانکہ ایسا معاشرتی رویہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہوتا ہے۔ ہر شہری کو بدعنوانیوں، رشوت ستانی ، چوری چکاری اور ظلم وتشدد کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے عوام کو ٹیکس زیادہ دینے پڑتے ہیں اسی طرح مہنگائی بھی بڑھ جاتی ہے اگر عوام اپنے رویئے سے ثابت کریں کہ جرم کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں اور جرم وسیاست کا کوئی باضابطہ تعلق نہیں ہے تو جرم اور مجرمانہ رویوں میں کافی حدتک کمی آسکتی ہے۔

سوال نمبر 27: دیہی معاشرتی زندگی کے بارے میں تفصیل سے تحریر کریں؟

جواب: **دیہی معاشرتی زندگی:** دیہی زندگی شہری زندگی سے مختلف ہوتی ہے چونکہ ہماری آبادی کا تقریباً 72 فیصد حصہ دیہات میں وبستا ہے اس لیے ان لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں اور دیہات کو ترقی دینے والے طریقہ کار کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتقاق مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دیہات کا طبیعی ڈھانچہ: جونہی ہم شہروں سے وہی علاقوں کی طرف جاتے ہیں سب سے پہلے سرسبز کھیت اور کسان ہمارا استقبال کرتے ہیں جن میں کوئی فصل کو پانی دے رہا ہوتا کوئی زمین میں ہل چلا رہا ہوتا ہے کوئی بیج بور ہا ہوتا ہے تو کوئی فصل کاٹ رہا ہوتا ہے جس سے ہمیں بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہم دیہی علاقے میں داخل ہو چکے ہیں پاکستان کے دیہی علاقوں میں لوگ زیادہ تر کچے مکانوں میں رہتے ہیں جن کی چھتیں شہتیروں پر گھاس پھونس ڈال کر بنائی جاتی ہے یہ گھر عموماً کھلے کھلے ہوتے ہیں درمیان میں صحن ہوتا ہے گھر کے کمروں میں عموماً کھڑکی یا روشندان ہوتے ہیں گلیاں اور محلے ترتیب سے نہیں بنے ہوتے اکثر گلیاں ٹیڑھی میڑھی ہوتی ہیں اور عموماً گندی ہوتی ہیں اگرچہ ہر گھر انفرادی طور پر یہ کوشش ضرور کرتا ہے کہ اپنے گھر کے سامنے کا حصہ صاف رکھے مگر اس کے باوجود چونکہ سرکاری طور پر کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا اس لیے کئی جگہوں پر اس کے ڈھیر ملتے ہیں زندگی میں جدید سہولتوں کا فقدان ہے بہت سے دیہات ایسے ہیں جہاں ابھی تک بجلی نہیں پہنچ سکی سوئی گیس کی سہولت بھی موجود نہیں اکثر دیہات تک پکی سڑک نہیں جاتی پانی عموماً ہنڈ پمپ سے حاصل کیا جاتا ہے بعض علاقوں میں جہاں پانی کی سطح اونچی نہیں کنویں کھودے جاتے ہیں۔

آبادی: پاکستان کی مردم شماری کے مطابق وہ علاقہ دیہات کہلاتا ہے جس کی آبادی پانچ ہزار افراد سے کم ہو اگرچہ ہماری آبادی کا تقریباً 72 فیصد حصہ دیہات میں بستا ہے مگر وہاں آبادی گنجان نہیں بلکہ یہ آبادی زمین کے وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی ہے دیہات میں عموماً گھر کھلے کھلے اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں ایک جگہ پر تقریباً بیس تیس کے لگ بگ گھر ہوتے ہیں جو ایک گاؤں کہلاتا ہے مگر یہ گاؤں تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر پھیلتے چلے جاتے ہیں اگر ہم 1981 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کا جائزہ لیں تو فیڈرل ایریا یعنی اسلام آباد کے علاوہ ہر جگہ دیہی آبادی کا تناسب زیادہ ہے مثلاً پنجاب میں 72.4 فیصد دیہی آبادی ہے سرحد میں 84.4 فیصد بلوچستان میں 84.4 فیصد اور سندھ میں 56.7 ، فاٹا میں 94.5 فیصد آبادی دیہی علاقوں میں آباد ہے۔

پیشے: دیہی معیشت کا انحصار مکمل طور پر زراعت پر ہوتا ہے یہاں زیادہ تر گھرانے کاشتکاروں کے یا پھر کاشتکاروں کے کام میں تعاون کرنے والے پیشہ داروں کے ہوتے ہیں کاشتکاروں کی مزید کئی قسمیں ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ **زمیندار:** پاکستان کے اکثر گاؤں ایسے ہیں جہاں اس قسم کے لوگ بستے ہیں جو اپنی زمین خود کاشت نہیں کرتے ان لوگوں کے پاس زمین کافی ہوتی ہے جو انہوں نے مزارعین کے سپرد کر رکھی ہوتی ہے ان لوگوں کا کام سال کے بعد ان سے رقم وصول کرنا ہوتا ہے آغا سجاد حیدر کے لگائے گئے ایک سطحی اندازے کے مطابق 150 ایکڑ نہری یا 300 ایکڑ غیر نہری زمین کے مالک بڑے زمیندار کہلاتے ہیں جو زمین خود کاشت نہیں کرتے 25 سے 150 ایکڑ زمین کے مالک جو چھوٹے زمیندار کہلاتے ہیں وہ بھی اکثر اپنی زمین خود کاشت نہیں کرتے۔

۲۔ **خاندانی مالک کاشتکار:** 75 ایکڑ سے 25 ایکڑ تک نہری یا اتنی ہی غیر نہری اراضی کے مالک، اپنی اراضی خود کاشت کرتے ہیں اور عام طور پر ان کا پورا کنبہ اس کام میں حصہ لیتا ہے کاشتکاری کے علاوہ ان کا آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا۔

۳۔ **چھوٹے مالک کاشتکار:** 75 ایکڑ یا اس سے کم نہری یا بارانی زمین کے مالک نہ صرف اپنی اراضی پر خود کاشت کرتے ہیں بلکہ گذر اوقات کرنے کے لیے اس کے ساتھ دوسرے لوگوں کی زمین پر بھی کاشت کرتے ہیں ان کی تعداد 1962 کے اندازے کے مطابق 16 لاکھ تھی۔

۴۔ **خوشحال مزارعین:** یہ ایسے مزارعین ہیں جن کے پاس بڑے رقبے کے فارم ہوتے ہیں ان کے ٹھیکے کی معیاد لمبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے کاشت کار تسلی سے ان فارموں پر کاشت کرتے ہیں اور ان کی پیداوار بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے زمیندار کے ساتھ ساتھ خود اس کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اس قسم کے مزارعین کو زمین دیتے وقت عموماً تحریری معاہدہ عمل میں لایا جاتا ہے تاہم یہ طریقہ کاشت کے معاملے میں خود مختار ہوتے ہیں۔

۵۔ **مزارعین:** یہ ایسے کاشت کار ہیں جن کو عموماً ایک سال یا ایک موسم کے لیے زمین سونپی جاتی ہے اور کاشت کاری پر اٹھنے والے سارے یا آدھے اخراجات خود زمیندار برداشت کرتا ہے مزارع کو اس کے کام کے صلے میں کچھ حصہ دے دیا جاتا ہے جو عموماً فصل کا آدھا ہوتا ہے مگر بعض جگہوں پر یہ اس سے بھی کم ہوتا ہے۔

۶۔ **مزدور:** وہ لوگ جو کھیتی باڑی کے کام سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے۔ چھوٹی موٹی مزدوری کر کے گذر اوقات کرتے ہیں فصل کی بیجائی اور کٹائی کے موقعوں پر اکثر ان لوگوں سے کام لیا جاتا ہے جن کو وروزانہ اجرات کے حساب سے معاوضہ ملتا ہے یا پھر فصل کی صورت میں یہ اپنی اجرت لے لیتے ہیں۔

تفاعل کی صورت: دیہات میں لوگوں میں اتحاد کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے ان لوگوں کی طرز زندگی عام طور پر ایک سی ہوتی ہے ان کا ذہنی معیار بھی ملتا جلتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں معاشرتی تفاعل روبرو ہوتا ہے لوگ ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ اپنے دیہات سے باہر کے لوگوں میں جلد گھل مل نہیں پاتے مگر اپنی حدود کے اندر ان میں بھائی چارے کا جذبہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور تقریباً سبھی لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

سادگی: دیہات میں عام طور پر لوگ سادہ زندگی بسر کرتے ہیں ان لوگوں کی ضروریات اور خواہشات بڑی سادہ ہوتی ہیں یہ لوگ فطرت کے بہت نزدیک ہوتے ہیں اس لیے عموماً شور شرابے اور گہما گہمی کو پسند نہیں کرتے ان کی خوراک، ان کے لباس اور رہائش ہر چیز میں سادگی ٹپکتی ہے یہ لوگ عموماً مہمان نواز ہوتے ہیں اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر مہمان کی خاطر کرتے ہیں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

03345504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

قدامت پسندی: ہمارے دیہات کے اکثر لوگ قدامت پسند ہوتے ہیں اپنی ثقافت اور روایات سے ان کو بہت زیادہ پیار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں آنے والی نئی تبدیلیوں کو جلد قبول نہیں کر پاتے وہ نئی تبدیلیوں کے منفی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے ہیں اور قدیم روایات میں کوئی نہ کوئی بھلائی اور سمجھداری کا پہلو نکالتے ہیں۔

دیہی خاندان: اکثر دیہات ایسے ہیں جہاں خاندان مشترکہ ہیں لوگ بزرگوں کا احترام کرتے ہیں ان کے مشوروں پر عمل کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں کو حتمی حیثیت دیتے ہیں اگر چہ اب زندگی کی نئی ضرورتوں کے تحت دیہات میں بھی سادہ خاندان کا رواج بڑھ رہا ہے مگر اس کی حالت کچھ اس طرح ہے کہ سارے بھائی شادی کے بعد رہتے تو ایک ہی گھر میں ہیں مگر کھانا پکانا الگ الگ کرتے ہیں جس کی وجہ سے مشترکہ خاندان کی خوبیاں بھی ان میں شامل رہتی ہیں یہ ایسا کرنے پر اس لیے بھی مجبور ہوتے ہیں کہ اکثر ان کی اراضی ایک جگہ پر ہی کرتی ہے جس میں بٹوارے کے باوجود یہ ایک دوسرے کے فارموں پر کام کرتے ہیں ۔

غربت: اگر چہ ملک معاشی لحاظ سے ترقی کی طرف گامزن ہے مگر اس کے باوجود یہ ترقی دیہی علاقوں کی حالت کو زیادہ تر متاثر نہیں کر سکتی ہمارے دیہات کے اکثر لوگ آج بھی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں یہ لوگ سارا سال محنت کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کا گذر بسر مشکل سے ہوتا ہے اور بہت سے لوگ بڑے زمینداروں کے مقروض رہتے ہیں اس لیے وہ مزدوری کر کے فصل کے موقع پر قرض اتارنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی غربت کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا گذر بسر صرف زمین کے چھوٹے سے ٹکڑے کی پیداوار پر ہی ہوتا ہے یا پھر محنت مزدوری پر ہوتا ہے یہ لوگ اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کرتے جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتے دوسری وجہ یہ ہے کہ وسائل نہ ہونے کے باوجود یہ لوگ شادی بیاہ، پیدائش اور مرگ کی رسموں پر بہت سا پیسہ خرچ کر دیتے ہیں جس سے اکثر مقروض رہتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ غریب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 28

: مندرجہ ذیل پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: غربت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے:

ا۔ زیادہ سے زیادہ صنعتوں کا قیام تاکہ بنیادی اشیائے ضرورت کی ترسیل میں اضافہ ممکن ہو سکے اس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ممکن ہو سکے گا کیونکہ جتنی پیداوار زیادہ ہوگی اشیاء ضرورت کی قیمتوں میں کمی کا باعث بنیں گی۔

۲۔ نئی زرعی اصلاحات جیسا کہ زرعی ٹیکنالوجی کا استعمال، نئی زرعی طریقے، کھاد وغیرہ کی ضرورت ہے تاکہ خوراک کی قلت میں کمی کی جا سکے۔

۳۔ ریاستی سطح پر ذخیرہ اندوزی کے خلاف اقدامات، صحت کے شعبے میں اصلاحات خاص کر وبائی امراض کی روک تھام اور تعلیمی اصلاحات خاص طور پر لوگوں میں تعلیم کے حصول کے لیے آگائی، سستی تعلیم جیسے عوامل کے لیے قومی سطح پر پالیسیوں کو بنانے اور خاص طور پر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

۴۔ برین ڈرین کی روک تھام بہت ضروری ہے ترقی پذیر ممالک میں ہنر مند افراد کا دوسرے ممالک میں روزگار کے بہتر ذرائع کے حصول کے لیے چلے جانا ان کے اپنے ہر شعبے میں ہنر مند افراد چاہیں تاکہ وہ بہتر طور پر امور ریاست سمجھ سکیں اور احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں۔

۵۔ کثرت آبادی کا کنٹرول ضروری ہے تاکہ خوراک کی قلت اور رہائش کے مسائل کو قابو کیا جا سکے۔

۶۔ طبقاتی تفریق کو کم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ امیری غریبی کا فرق معاشرے میں مجموعی طور پر انتشار اور بدامنی کی وجہ بنتی ہے جو ذرائع روزگار کو متاثر کرتی ہے اور غربت میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

۷۔ کام کا صحیح معاوضہ ہی ملکی معیشت کے درست نظام ہونے کی گارنٹی ہے تبھی لوگ شوق سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں مسلسل محنت ہی قوم کی فلاح کی ضمانت ہوتی ہے۔

۸۔ نئی معاشی وسماجی منصوبے جیسا کہ نئی سڑکیں، ڈیمز، فیکٹریاں، مارکیٹ، سکول، فلاحی مراکز کا قیام غربت میں کمی کا سبب بنتے ہیں حکومت پاکستان نے غربت میں کمی کے لیے مختلف معاشی وسماجی اقدامات جن میں 2008 میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام 2009 سے وسیلہ حق، پاکستان بیت المال، پیپلز ورک پروگرام، مائیکرو فائنینس کی سکیمیں شامل ہیں۔اسی طرح کے اور اقدامات غربت میں کمی کا باعث بنیں گے۔

9۔ منصفانہ ومساویانہ تقسیم دولت کی کوشش معاشرے کو مستحکم اور ترقی یافتہ بناتی ہے تاہم اس کا سو فیصد حصول عملی نظریہ نہیں تاہم اس کے حصول کی کوششیں لوگوں کو محنت کی طرف راغب کرتی ہیں کیوں کہ ایسی صورت میں معاشی وسماجی استحصال میں کمی ہوتی ہے اور معاشرہ مجموعی خوشحالی کی جانب گامزن ہوتا ہے۔

۱۰۔ منفی معاشرتی رویوں میں تبدیلی لوگوں میں ترقی کا جذبہ پیدا کر کے انہیں روزگار کے مواقع فراہم کر کے علاج معالجے کی سہولتیں بڑھا کر بدامنی کا خاتمہ کر کے لائی جا سکتی ہیں۔

تعلیم کی اہمیت وضرورت: دیہات کے لوگوں کی زندگی کا ایک اور اہم پہلو تعلیم سے بے بہرہ ہونا ہے اگر چہ حکومت تعلیم کو عام کرنے کے لیے بہت سی کوششیں کر رہی ہے مگر اس کے باوجود ہمارے اکثر دیہات میں ابھی تک تعلیم کی روشنی نہیں پہنچ پائی اس کے ساتھ ساتھ لوگ بھی تعلیم حاصل کرنا ضروری تصور نہیں کرتے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹ کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

ان کے خیال میں سکول بھیجنے کی بجائے بچے کو کھیتوں میں بھجنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ دیہات کے لوگ اپنی غربت کے ہاتھوں نہ تو پڑھائی کے لیے پیسہ خرچ کر سکتے ہیں اور نہ ہی وقت۔ اس کے علاوہ اکثر دیہات ایسے ہیں جہاں پرائمری سکول بھی نہیں ہیں اس لیے لوگ دوسرے دیہات میں اپنے بچے بھیجنا پسند نہیں کرتے جس کی وجہ سے زیادہ تر لوگ ان پڑھ ہیں یہ حالت صرف پاکستان ہی کی نہیں بلکہ اکثر ترقی پذیر ممالک میں خواندہ یا پڑھے لکھے افراد کی تعداد بہت ہی کم ہے اور جتنے پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ اکثر شہروں میں رہتے ہیں دیہات میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے مندرجہ ذیل جدول جو کہ آئی پی بی ایف کے جریدے' پیپلز' سے لیا گیا ہے اس سے ترقی پذیر ممالک میں ناخواندگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

علمی پسماندگی اور غربت وافلاس لازم وملزوم ہیں۔ ناخواندگی کے باعث کاشتکار جدید زرعی معلومات سے بے بہرہ رہتے ہیں زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کی تدابیر اور طریقوں کا علم نہیں رکھتے۔ اگر کاشتکار پڑھے لکھے ہوں تو وہ نہ صرف جدید معلومات زرعی سے استفادہ کر کے اپنی زرعی پیداوار بڑھنے کی تدابیر کر سکتے ہیں بلکہ اپنے روزمرہ کا حساب کتاب رکھ سکتے ہیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے ان کی معلومات میں اضافہ نہیں ہوتا اور ان کے ذہن میں نئی ایجادات کے لیے وسعت اور بالغ نظری پیدا نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں نئی ایجادات اپنانے کا حوصلہ پیدا نہیں ہوتا۔ تعلیم ایک ایسا معاشرتی عمل ہے جس کے بغیر ہم افراد معاشرہ ترقی کی اہمیت نہیں سمجھا سکتے اور دہی ترقیاتی کاموں میں سرگرم حصہ لینے پر آمادہ کر سکتے ہیں تعلیم کے بغیر سماجی اور ثقافتی تربیت بھی ممکن نہیں ہوتی چنانچہ لوگوں کی حالت بدلنے کے لیے ان کو اور ان کے بچوں کو جہاں تک ممکن ہو تعلیم دینے کا بندوبست کرنا نہایت ضروری ہے۔

سوال نمبر 29- مندرجہ ذیل پر جامع نوٹ تحریر کریں۔ **(10+10)**

(i) بنیادی جمہوریت **(ii)** زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان

جواب: **(i) بنیادی جمہوریت:** ویلج ایڈ کی ناکامی کے بعد دیہی ترقی کے لئے جو دوسری حکمت عملی اختیار کی گئی وہ بنیادی جمہوریتوں کا نظام تھا اسے ۱۹۵۹ء میں نافذ کیا گیا۔

مقاصد: ویلج ایڈ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے مالی اور افرادی مدد حاصل کر کے اسے ان کی ترقی کے لئے خرچ کرنا۔ مگر اس سے سب لوگ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ کچھ بااثر لوگ نے حکومت کے اس کارکن سے مل کر مالی امداد دے کر ایسے کام کروائے جن کا فائدہ صرف انہیں کو حاصل ہوا۔ لہٰذا جمہوریت کے اصول یہ طے پائے کہ لوگوں کی خواہشات امنگوں اور ضروریات کے صحیح اعداد وشمار نچلی سطح سے حکومت کی اعلیٰ سطح تک پہنچ پائیں اور کسی بھی ترقیاتی پروگرام میں ہر سطح پر وگرام میں ہر سطح سے لوگوں کی بھرپور شمولیت حاصل کی جائے تاکہ اس ترقی کا فائدہ چند افراد کی بجائے سب افراد کو حاصل ہو۔

طریقہ کار: چونکہ حکمت عملی کا مقصد ہر سطح کے لوگوں کی شمولیت تھی لہٰذا اس کے طریقہ کار میں اس کو پانچ درجوں میں تقسیم کیا گیا۔

ا۔ یونین کونسل ۲۔ تحصیل کونسل۔ ۳۔ ضلع کونسل۔ ۴۔ ڈویژنل کونسل۔ ۵۔ صوبائی مشاورتی کونسل۔

یونین کونسل کے زیادہ تر ممبر عوام کے منتخب کردہ ہوتے تھے جبکہ چند ممبر کمشنر منتخب کرتے تھے دوسری کونسلوں کے ممبر یونین کونسل کے ممبران چنتے یا ان کونسلوں کے صدر اور چیئرمین اگلی سطح کی کونسل کے ممبر ہوتے۔ ڈویژن کونسل کا صدر ہوتا۔ ان کونسلوں کو سونپے گئے۔ ڈسٹرکٹ کونسل منصوبے جاتی اور ان پر عمل درآمد کرواتی۔ یونین کونسل اور تحصیل کونسل کے کاموں کو مربوط بناتی ضلعی اہمیت کے منصوبوں کی سفارش ڈویژنل کونسل کو بھیجتی۔ کارکردگی کا جائزہ لیتی اور بہتری کی تجاویز پیش کرتی۔ ڈویژن کونسل ان سکیموں پر فیصلہ دیتی جو اسے ڈسٹرکٹ کونسل سے وصول ہوئی۔

نتائج: اگرچہ یہ پروگرام اچھے مقاصد اور بہتر طریقہ کار کے ساتھ شروع ہوا مگر یہ بھی زیادہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلسلہ بہ سلسلہ انتخاب کی وجہ سے یہ سیاسی رنگ اختیار کر گیا۔ چونکہ اس کے ممبروں کا براہ راست حکومت کے اداروں سے تعلق ہوتا تھا اس لئے وہی لوگ اس کا زیادہ فائدہ بھی اٹھا سکے اور عوام اسی طرح پہلے جیسی حالت میں ہی رہے۔

(ii) زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان:

تعارف اور مقاصد: بنک کا قیام 1961ء میں عمل میں آیا۔ اس کا مقصد زرعی شعبوں میں کاشتکار کو قرضے فراہم کرنا تھا۔ اس کے علاوہ گاؤں کی سطح پر گھریلو صنعتیں لگانے کے لئے بھی قرضے فراہم کرنا اس بنک کا بنیادی مقصد تھا۔

طریقہ کار: بنک کاشتکاروں کو ان کی بہتر فصل کے لیے قرضے فراہم کرتا ہے یہ قرضے آسان قسطوں میں واپس لئے جاتے ہیں اور کسان کو اس کی زمین کے مطابق قرضہ ملتا ہے عموماً زمین گروی رکھی جاتی ہے یا فصل کے مطابق قرضہ کی شرائط طے کی جاتی ہیں۔

نتائج: پاکستان کا اکنامکس سروے کے مطابق 81-1980 تک بنک نے 62-1066 ملین روپے کے قرضے فراہم کئے۔ ان قرضوں کی رقم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ 82-1981 میں یہ قرضے 38-1557 ملین تک پہنچ گئے ہیں۔ ان قرضوں کا 45 فیصد سے بھی زیادہ زرعی مشینری خریدنے کے کام آیا مگر بنک کی ان سہولتوں کے زیادہ تر فائدے بڑے بڑے کاشتکاروں کو حاصل ہوئے چھوٹے کاشتکاروں کو کل رقم کا بمشکل 21 فیصد دیا گیا تاہم اس قرضے کی بدولت بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور زراعت کی ترقی کا سبب بنا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر 30- معاشرتی مسئلہ پر انٹرویو لینے کے لیے کن باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے؟ (20)

جواب۔

انٹرویو ایک دوبدو تفاعل ہے جس میں ایک شخص (انٹرویو کنندہ) ایک دوسرے شخص (انٹرویو دھندہ) سے اپنے تحقیقی مسئلے پر بنائے گئے سوالات کا جواب حاصل کرتا ہے۔ کولنگو نے اس کی دو اقسام بیان کی ہیں جسے اس نے شناختی انٹرویو اور غیر ساختی انٹرویو یا موافقی یا غیر موافقی انٹرویو کا نام دیا ہے۔ ایک موافقی انٹرویو وہ ہوتا ہے جس میں سوالات ان کی ترتیب اور لفاظی منجمد ہوتے ہیں۔ یعنی معنوں کے لحاظ سے وہ متعین ہوتے ہیں۔ ایک انٹرویو کنندہ کو سوال پوچھنے میں تھوڑی بہت آزادی تو ہوتی ہے لیکن اس آزادی کی حدود پہلے سے متعین کر دی جاتی ہیں۔ موافقی قسم کے انٹرویو میں انٹرویو شیڈول استعمال کیا جاتا ہے جو کہ پہلے سے بہت توجہ کے ساتھ تحقیقی موضوع پر بنائے گئے سوالات پر مشتمل ہوتا ہے۔ غیر موافقی انٹرویو کافی لچکدار اور کھلے ہوتے ہیں اگر چہ اس میں سوالات تحقیق بنائے گئے سوالات پر مشتمل ہوتا ہے۔ غیر موافقی انٹرویو کافی لچکدار اور کھلے ہوتے ہیں اگر چہ اس میں سوالات تحقیق کے موضوع کے مطابق بنائے جاتے ہیں لیکن ان سوالوں کا مضمون ان کی ترتیب اور ان کی لفاظی مکمل طور پر انٹرویو کنندہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس قسم کے انٹرویو میں عام طور پر کوئی انٹرویو شیڈول استعمال نہیں کیا جاتا۔ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایسا انٹرویو اتفاقی ہوتا ہے بلکہ اس کی بھی موافقی انٹرویو کی طرح منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

انٹرویو کرنا ایک ہنر ہے جو انٹرویو کنندہ اختیار کرتا ہے اس میں محقق تحقیق کے عملی میدان میں داخل ہوتا ہے۔ بقول گڈ اور ہیٹ انٹرویو وہ ہنر ہے جس پر دیگر تمام عناصر کا انحصار ہو کیونکہ مواد کے جمع کرنے کا یہ مرحلہ ہے۔ انٹرویو کنندہ کے لئے مشکل امر یہ ہے کہ وہ طرفداری پر ضبط قائم کرتا ہے۔

انٹرویو ایک ایسی سماجی حالت ہے جس میں انٹرویو کنندہ اور انٹرویو دھندہ آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ انٹرویو کے نتائج کا سارا دارومدار اسی سماجی حالت پر ہوتا ہے اور اس سماجی حالت کا بنیادی عنصر مشاہدہ ہے۔ یعنی سماجی حالت پیدا کرنے کا مقصد یا دوسرے لفظوں میں انٹرویو کا مقصد مشاہدہ ہوتا ہے۔

معلومات کی اعتمادیت

کسی بھی سماجی تحقیق میں معلومات کی اعتمادیت کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ اس اعتمادیت کا دارومدار انٹرویو کنندہ اور انٹرویو دھندہ کے درمیان قائم سماجی حالت پر ہوتا ہے۔ اگر سماجی حالت قابل اعتماد ہے تو معلومات بھی صحیح اور با اعتماد حاصل ہوں گی اور اگر سماجی حالت غیر یقینی ہے تو معلومات ناقابل اعتماد ہوں گی۔ یہ سماجی حالت انٹرویو کی کامیابی یا ناکامی کے بھی ضامن ہیں اس کو قابل اعتماد اور یقینی بنانے کے لئے انٹرویو کنندہ کو جن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- سب سے پہلے جواب دھندہ کو تحقیقات کے مقصد پر قائل کرنا چاہیے۔
2- جواب دھندہ کی طبیعت کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے۔
3- جواب دھندہ سے ایسا وقت لیا جائے جس میں وہ فارغ ہو۔
4- جواب دھندہ کو مائل کرنے کے لئے اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے بات کی جائے۔
5- جواب دھندہ کی مصروفیات کا بھی خیال رکھا جائے۔
6- جواب دھندہ کے مزاج کا بھی بہت عمل دخل ہوتا ہے لہذا اس کے مزاج کا خیال رکھا جائے۔
7- جواب دھندہ سے کوئی بحث نہ کی جائے۔
8- جہاں تک ہو سکے جواب دھندہ کے جواب پر تنقید سے اجتناب کیا جائے۔

ان ہدایات پر اگر عمل کیا جائے تو انٹرویو کنندہ اور انٹرویو دھندہ کے درمیان قابلِ یقین سماجی حالت پیدا ہو سکتی ہے اور اُمید کی جا سکتی ہے کہ ایسی سماجی حالت میں درست معلومات حاصل ہوں گی۔

رابطہ ذہنی

سماجی حالت کو قابل اعتماد بنانے کے لئے انٹرویو کنندہ ایک فنی ترکیب کا بھی استعمال کرتا ہے۔ جس کی تربیت اس کو دی جاتی ہے اور یہ ایسا رابطہ ہے جو دونوں کے درمیان قائم ہو کر انہیں ایک دوسرے کے اعتماد میں باندھتا ہے ہیں کہ ہم رابطہ ذہنی کہتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com
اکیڈمی

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

انٹرویو میں معلومات کی اعتمادیت کا انحصار انٹرویو کنندہ کا انٹرویو دھندہ کے ساتھ رابطہ ذہنی پر ہوتا ہے۔ قابلِ اعتماد حاصل کرنے کے لیے انٹرویو کنندہ کو انٹرویو دھندہ کے ساتھ رابطہ ذہنی قائم کرنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں ہم اسے یوں کہہ سکتے ہیں کہ انٹرویو کنندہ کو چاہیے کہ وہ انٹرویو دھندہ کو اپنے اعتماد میں لے۔ یعنی انٹرویو دہندہ اس پر پورا اعتماد اور یقین رکھے کہ فراہم کردہ معلومات نہ تو اس کے خلاف استعمال کی جائیں گی اور نہ ہی انہیں منظر عام پر لایا جائے گا۔ اگر دونوں کے درمیان اعتمادیت کی فضا پیدا نہ ہو سکے تو معلومات میں اعتمادیت کا پہلو نہیں جو ہماری تحقیق کے نتائج کو متاثر کرتا ہے۔ رابطہ ذہنی پیدا کرنے کے لئے انٹرویو کنندہ کو چاہیے کہ وہ انٹرویو دھندہ واضح کرے کہ یہ تحقیق قطعاً اس کے خلاف استعمال نہیں کی جائے گی اور یہ تحقیق کم از کم محقق اور معاشرے کے لئے مفید ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔